بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

جلد 70
ایڈیٹر
منصور احمد

شمارہ
51-52
شرح چندہ
سالانہ 800روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالرامریکن
یا60 یورو

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22   2021 23-30 دسمبر   1400 23-30 فتح ہجری شمسی   25-18 جمادی الاوّل 1443 ہجری قمری

قَدۡ جَآءَ وَقۡتُ الۡفَتۡحِ وَالۡفَتۡحُ اَقۡرَبُ

یقیناً فتح کا وقت آ گیا ہے اور فتح بہت قریب ہے

(الہام حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام)

سچائی کی فتح ہوگی

اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے

ارشادات عالیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا“ یہ انسان کی بات نہیں **خدا تعالیٰ کا الہام اور ربِّ جلیل کا کلام ہے** اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اُن حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ حملے تیغ وتبر سے نہیں ہونگے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے، اُن سب کو آسمانی سیف اللہ دوٹکڑے کرے گی اور یہودیت کی خصلت مٹادی جائے گی اور ہر ایک حق پوش، دجال، دنیا پرست، یک چشم، جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔

(فتح اسلام رُوحانی خزائن جلد3، صفحہ 9)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء کے بعض دلکش مناظر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ لوائے احمدیت لہراتے ہوئے

جلسہ گاہ حدیقۃ المہدی کا ایک خوبصورت منظر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء کے انتظامات کا معائنہ اور افتتاح فرماتے ہوئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَ عَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا، آپ نے اللہ تعالیٰ سے غیب کا علم پا کر انذاری اور تبشیری پیشگوئیاں کیں جو بڑی شان سے پوری ہوئیں

اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر اس کثرت اور تواتر کے ساتھ غیب کی خبریں ظاہر کیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی نبی کی پیشگوئیوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی

آج دنیا کا کوئی براعظم نہیں جس میں مسیح موعودؑ کی جماعت نہیں اور کوئی مذہب نہیں جس میں سے اُس نے اپنا حصہ وصول نہیں کیا

آپ کے وحی والہام اور رؤیا وکشوف کتابی صورت میں ’’تذکرہ‘‘ میں شائع ہو چکے ہیں، آپ کی کتب میں آپ کی پیشگوئیوں کی تفاصیل درج ہیں احباب کرام کو چاہئے کہ ان کا مطالعہ کریں اور اپنے ایمان وایقان اور روحانیت میں ترقی کریں، اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قارئین بدر کیلئے بصیرت افروز خصوصی پیغام

اسلام آباد، ٹلفورڈ

MA 11-11-2021

پیارے قارئین ہفت روزہ بدر قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ اخبار بدر کو ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری وتبشیری پیشگوئیاں‘‘ کے عنوان سے ایک خصوصی نمبر شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور ازدیادِ ایمان کا باعث بنائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے غیب کا علم پا کر انذاری اور تبشیری پیشگوئیاں کیں جو بڑی شان سے پوری ہوئیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن 27، 28) یعنی وہ غیب پر کثرت سے اطلاع نہیں دیتا مگر اپنے رسولوں کو...... اس معیار کے تحت جب ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کو دیکھتے ہیں تو آپ کی سچائی ایسے دن کی طرح نظر آتی ہے جس کا سورج نصف النہار پر ہو۔ آپ پر اللہ تعالیٰ نے اس کثرت اور تواتر کے ساتھ غیب کی خبریں ظاہر کیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی نبی کی پیشگوئیوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی بلکہ سچ یہ ہے کہ ان کی تعداد اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ اگر ان کو تقسیم کیا جائے تو کئی نبیوں کی نبوت ان سے ثابت ہو جائے۔‘‘ (دعوۃ الامیر، صفحہ 270 تا 271)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشگوئیوں کے ظہور کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’واضح ہو کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں (1) نشان تخویف وتعذیب جن کو قہری نشان بھی کہہ سکتے ہیں (2) نشان تبشیر وتسکین جن کو نشان رحمت سے بھی موسوم کر سکتے ہیں۔ تخویف کے نشان سخت کافروں اور کج دلوں اور نافرمانوں اور بے ایمانوں اور فرعونی طبیعت والوں کیلئے ظاہر کئے جاتے ہیں تا وہ ڈریں اور خدائے تعالیٰ کی قہری اور جلالی ہیبت ان کے دلوں پر طاری ہو اور تبشیر کے نشان اُن حق کے طالبوں اور مخلص مومنوں اور سچائی کے متلاشیوں کیلئے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو دل کی غربت اور فروتنی سے کامل یقین اور زیادت ایمان کے طلبگار رہیں۔‘‘

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 461 تا 462)

جہاں تک آپ کی انذاری پیشگوئیوں کا تعلق ہے تو اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’یہ عذاب اور تباہیاں بھی بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ثبوت ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے رسول بنا کر مبعوث فرمایا اور جنہوں نے دنیا کو قبل از وقت ہوشیار کرتے ہوئے فرما دیا تھا کہ ’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُس کو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔‘‘ (براہین احمدیہ، ص 557) چنانچہ اس الہام کے بعد خدا تعالیٰ کے حملے مختلف زلازل اور لڑائیوں اور بیماریوں اور سیلابوں کی شکل میں اِس زور سے ہوئے کہ اُن کے نتیجہ میں لاکھوں لوگ ہلاک ہو گئے۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد ہفتم، صفحہ 529)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑے انذار کے رنگ میں اپنی کتاب ’’حقیقۃ الوحی‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی...... اَے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اَے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اَے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 268 تا 269)

حضور علیہ السلام کی کتب آپ کی انذاری پیشگوئیوں سے بھری پڑی ہیں۔ انہی

میں سے ایک پیشگوئی طاعون کے ہیبت ناک عذاب کی بابت ہے جس کا ذکر بطور نمونہ یہاں پیش ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''میری نسبت اور میرے زمانے کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اس وقت آسمان پر خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی اور میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف ...... اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائے گا کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی۔'' (دافع البلاء، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 238)

لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے متبعین کیلئے آپ عافیت کا حصار تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

''اس (خدا) نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔'' (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 2)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے ''خصوصیت کے ساتھ پنجاب کی تباہی کی خبر دی اور آنے والی طاعون کو قیامت کا نمونہ قرار دیا اور فرمایا کہ یہ طاعون اس وقت تک نہیں جائے گی جب تک کہ لوگ دلوں کی اصلاح نہ کریں گے۔''

(دعوۃ الامیر، صفحہ 311)

حضرت مسیح موعودؑ مزید فرماتے ہیں:

''اب دیکھو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پورے ہو گئے یعنی ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دوسری طرف باوجود اس کے کہ قادیاں کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیاں میں آیا وہ بھی اچھا ہو گیا۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہوگا کہ جو باتیں آج سے چار برس پہلے کہی گئی تھیں وہ پوری ہو گئیں بلکہ طاعون کی خبر آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بھی دی گئی ہے اور یہ علم غیب بجز خدا کے کسی اور کی طاقت نہیں۔'' (دافع البلاء، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 226)

حضرت مصلح موعودؓ طاعون کے نشان کے غیر معمولی اثرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بہت سے لوگوں کے دلوں نے محسوس کیا کہ یہ عذاب مسیح موعودؑ کے انکار کی وجہ سے ہے اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں آدمیوں نے اس قہری نشان کو دیکھ کر صداقت کو قبول کیا اور اللہ تعالیٰ کے مامور پر ایمان لائے اور اس وقت تک طاعون کے زور میں کمی نہ آئی جب تک اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو نہ بتایا کہ طاعون چلی گئی۔ بخار رہ گیا۔''

(دعوۃ الامیر، صفحہ 311 تا 312)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام انذاری پیشگوئیوں کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بعض نادان کہتے ہیں کہ ہر دفع عذاب اور موت کی پیشگوئیاں کیوں کی جاتی ہیں یہ نادان نہیں جانتے کہ ہر ایک نبی انذاری پیشگوئیاں کرتا رہا ہے اور اگر یہ روا نہیں ہے تو اس کے کیا معنے ہیں کہ مسیح موعودؑ کے دم سے مخالف مریں گے۔''

(سراج منیر، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 58)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبشیری پیشگوئیاں بھی بے شمار اور مختلف الانواع ہیں۔ انہی میں سے وہ خوشخبریاں بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلسلہ کی ترقی کی بابت عطا فرمائیں۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں:

''مجھے ...... کشف صحیح سے معلوم ہوا ہے کہ ملوک بھی اس سلسلہ میں داخل ہونگے ...... وہ ملوک مجھے دکھائے بھی گئے وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں تجھے یہاں تک برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک زمانہ کے بعد ہماری جماعت میں ایسے لوگوں کو داخل کرے گا اور پھر ان کے ساتھ ایک دنیا اس طرف رجوع کرے گی۔'' (الحکم 31؍ جولائی و 10؍ اگست 1904ء)

پھر فرمایا: ''جب ممالک مغربی کے لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے تب ایک انقلابِ عظیم ادیان میں پیدا ہوگا اور جب یہ آفتاب پورے طور پر ممالک مغربی میں طلوع کرے گا تو وہی لوگ اسلام سے محروم رہ جائیں گے جن پر دروازہ توبہ کا بند ہے۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 377 تا 378)

پھر فرمایا: ''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا ...... میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنے سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔''

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 409)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''آج دنیا کا کوئی براعظم نہیں جس میں مسیح موعودؑ کی جماعت نہیں اور کوئی مذہب نہیں جس میں سے اُس نے اپنا حصہ وصول نہیں کیا۔ مسیحی، ہندو، بدھ، پارسی، سکھ، یہودی سب قوموں میں سے اسکے ماننے والے موجود ہیں اور یورپین، امریکن، افریقن اور ایشیا کے باشندے اُس پر ایمان لائے ہیں اگر جو کچھ اُس نے قبل از وقت بتا دیا تھا اللہ تعالیٰ کا کلام نہ تھا وہ کس طرح پورا ہو گیا؟'' (دعوۃ الامیر، صفحہ 350)

اسی طرح آپؑ کا ایک الہام ہے ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''

(تذکرہ، صفحہ 260)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دنیا میں خود پیغام پہنچا رہا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کا نتیجہ ہے اور پھر اس کے ذریعہ یعنی میرے خطبات کے ذریعہ اور پروگراموں کے ذریعہ اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں کے ذریعہ سعید فطرت لوگ احمدیت میں شامل ہو رہے ہیں۔ مجھے کئی لوگ لکھتے ہیں کہ کس طرح ایم ٹی اے پر آپ کے خطبات نے یا دوسرے پروگراموں نے ہم پر اثر ڈالا اور ہم نے احمدیت میں دلچسپی لی اور اللہ تعالیٰ نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی۔

اس کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی تبشیری پیشگوئیاں ہیں مثلاً مبشر اولاد کی پیشگوئی، پسر موعود کی پیشگوئی، قادیان کی ترقی کی پیشگوئی، مالی نصرت کی پیشگوئی اور متعدد اور پیشگوئیاں، یہ سب آپ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری و تبشیری پیشگوئیاں ایک وسیع مضمون ہے۔ آپ کے وحی و الہام اور رؤیا و کشوف کتابی صورت میں ''تذکرہ'' میں شائع ہو چکے ہیں۔ اسی طرح آپ کی کتب میں آپ کی پیشگوئیوں کی تفاصیل درج ہیں۔ احباب کرام کو چاہئے کہ ان کا مطالعہ کریں اور اپنے ایمان و ایقان اور روحانیت میں ترقی کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

شبیہ مبارک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام (1835ء - 1908ء)

سیدنا و امامنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

عظیم الشان بشارت

”تمام دُنیا اپنی سچائی کے تحت اَقدام دیکھتا ہوں“

ماہِ دسمبر میں جلسہ سالانہ کے موقع پر شائع ہونے والے اس خصوصی شمارہ کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

”سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری و تبشیری پیشگوئیاں“

کے عنوان کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ نیز اس شمارہ کیلئے حضور پُرنُور نے قارئین بدر کیلئے پیغام بھی ارسال فرمایا ہے اور اپنے دستخط مبارک کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ اپنی تصویر بھی ارسال فرمائی ہے۔ ہم حضور پُرنُور کے بے حد ممنون اور مشکور ہیں کہ حضور انور نے باوجود بے انتہا مصروفیت کے ازراہِ شفقت قارئین کیلئے اپنا بصیرت افروز پیغام ارسال فرمایا۔ ہم حضور کیلئے تہہ دل سے دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ حضور انور کی ہر لمحہ رُوح القدس کے ذریعہ سے تائید و نصرت فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبشیری پیشگوئیوں کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کی ترقی اور جماعت احمدیہ کے غلبہ اور غیر قوموں کے اسلام میں داخل ہونے سے متعلق آپؑ کے بعض نہایت اہم اور پُرشوکت ارشادات اور آپؑ کی پیشگوئیاں ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ اسلام کی شوکت اور غلبہ کے دن کی واپسی کے متعلق خوشخبری دیتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں :

اسلام کیلئے پھر تازگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے

”دُنیا میں **ایک نذیر آیا** پر دُنیا نے اُس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور **بڑے زور آور حملوں سے** اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔“ **یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور ربِّ جلیل کا کلام ہے۔** اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اُن حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہونگے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے، اُن سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کرے گی اور یہودیت کی خصلت مٹا دی جائے گی اور ہر ایک حق پوش، دجال، دنیا پرست، یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ (فتح اسلام رُوحانی خزائن جلد 3، صفحہ 9)

اس زمانہ کا حصن حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہنچاتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں اور مجھے اُس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دُنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ میں دُنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اُس عالم کا حصّہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصّہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حصن حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی

سالانہ نمبر ہفت روزہ بدر

فہرست مضامین

......☆......☆......☆......

سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور مَیں اُس میں ہوں۔ (فتح اسلام رُوحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

خوشی کرو اور اچھلو کہ یہ اسلام کے اقبال کے دن ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اب اِسلام میرے ظہور کے بعد اُس بلندی کے مینار پر ہے کہ جس کے مقابل پر تمام ملتیں نشیب میں پڑی ہیں کیونکہ زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جو اپنے ساتھ تازہ بتازہ نشان رکھتا ہے۔ وہ مذہب نہیں بلکہ پرانے قصوں کا مجموعہ ہے جس کے ساتھ زندہ نشان نہیں ہیں۔ پس یہ کس قدر خوشی کی بات ہے کہ اب اسلامی وجاہت میرے ظہور سے ایک اعلیٰ درجہ کی ترقی پر ہے۔ اُس کا نور دشمن کو نزدیک آنے نہیں دیتا۔ کیا اِس میں شک ہے کہ جو اس سے پہلے اسلامی نشانوں کا ذکر کیا جاتا تھا وہ دشمنوں کی نظر میں صرف دعوے کے رنگ میں تھا۔ اب وہ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور ہر ایک واعظ اپنے ارادوں میں میری طرف سے امداد پا رہا ہے اور میرے نیک اِرادوں کو خدا کی مدد ہر دم سہارا دے رہی ہے۔ اب ہم دشمن کو صرف ایک بات میں گرا سکتے ہیں کہ اُس کا مذہب مردہ اور نشانوں سے خالی ہے اور اب ہر ایک مسلمان زندہ اور موجود نشان دِکھلا سکتا ہے اور پہلے ایسا نہیں

باقی صفحہ نمبر 77 پر ملاحظہ فرمائیں

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کر دے خواہ مشرک بُرا منائیں

یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی (حضرت مسیح موعودؑ)

ارشادِ باری تعالیٰ

۞ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سورۃ الانعام:49)

ترجمہ: اور ہم پیغمبر نہیں بھیجتے مگر اس حیثیت میں کہ وہ بشارت دینے والے اور انذار کرنے والے ہوتے ہیں۔ پس جو ایمان لے آئے اور اصلاح کرے تو ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ کوئی غم کریں گے۔

۞ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (سورۃ الفاطر:25)

ترجمہ: یقیناً ہم نے تجھے حق کے ساتھ بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ اور کوئی امّت نہیں مگر ضرور اس میں کوئی ڈرانے والا گزرا ہے۔

۞ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (سورۃ الاحزاب:46)

ترجمہ: اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے شاہد اور ایک مبشر اور ایک نذیر کے طور پر بھیجا ہے۔

۞ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورۃ سباء:29)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کیلئے بشیر اور نذیر بنا کر مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

۞ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۤ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورۃ الجمعہ:3 تا 4)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

(نوٹ: اس آیت کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر صغیر میں فرماتے ہیں: اس آیت میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ آخرین کون ہیں؟ تو آپ نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ (بخاری) یعنی اگر ایک وقت ایمان ثریا تک بھی اُڑ گیا تو اہل فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اُسے واپس لے آئیں گے۔ اس میں مہدی معہود کی خبر ہے)

۞ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ○ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ۥ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ (سورۃ الملک:9 تا 10)

ترجمہ: جب بھی اس میں کوئی گروہ جھونکا جائے گا اس کے داروغے ان سے پوچھیں گے، کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں، ہمارے پاس ڈرانے والا ضرور آیا تھا، پس ہم نے (اسے) جھٹلا دیا اور ہم نے کہا اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری، تم محض ایک بڑی گمراہی میں (مبتلا) ہو۔

۞ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَۨا (سورۃ الفاطر:43)

ترجمہ: اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آیا تو ضرور وہ ہر ایک امت سے بڑھ کر ہدایت پا جائیں گے۔ پس جب ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آیا تو انہیں نفرت کے سوا کسی چیز میں نہ بڑھا سکا۔

۞ اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (سورۃ نوح:2-3)

ترجمہ: یقیناً ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا کہ تُو اپنی قوم کو ڈرا اس سے پہلے کہ اُن کے پاس دردناک عذاب آجائے۔ اُس نے کہا: اے میری قوم! یقیناً مَیں تمہارے لئے ایک کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں۔

۞ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ (سورۃ ھود:3)

ترجمہ: تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مَیں یقیناً تمہارے لئے اس کی طرف سے ایک نذیر اور ایک بشیر ہوں۔

۞ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (سورۃ سباء:35)

ترجمہ: اور ہم نے کبھی کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر اس کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ جس پیغام کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو ہم اس کا بشدّت انکار کرنے والے ہیں۔

۞ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (سورۃ یٰس:31)

ترجمہ: وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

۞ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورۃ صف:10)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کر دے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

(نوٹ: اس آیت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ترجمۃ القرآن میں فرماتے ہیں: اس آیت میں آنحضرت ﷺ کے عالمی نبی ہونے کا وضاحت سے ذکر موجود ہے یعنی آپ کسی ایک دین کے ماننے والوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے بلکہ تمام جہانوں میں ظاہر ہونے والے ہر دین کے پیروکاروں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اور ان پر غلبہ پائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی)

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 232)

......☆......☆......☆......

تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہونگے وہ تمہیں میں سے تمہارے امام ہونگے

خبردار ہو کہ عیسیٰ بن مریم اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا، خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امّت میں میرا خلیفہ ہوگا

ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

۞ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَا النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَأَ : وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ، قَالَ رَجُلٌ مَّنْ هٰؤُلَآءِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَلَمْ یُرَاجِعْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سَأَلَهٗ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَهٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ : لَوْ كَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَآءِ۔

(بخاری، کتاب التفسیر سورۃ جمعہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اس کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ ’’کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے‘‘ تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضورؐ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہی سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریّا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اُٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے۔

۞ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَلْاَنْبِیَآءُ اِخْوَةُ الْعَلَّاتِ اَبُوْهُمْ وَاحِدٌ وَاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰی وَاَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ لِاَنَّهٗ لَمْ یَكُنْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ نَبِیٌّ وَاِنَّهٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ اِلَی الْحُمْرَةِ وَالْبَیَاضِ سَبْطٌ كَاَنَّ رَأْسَهٗ یَقْطُرُ وَاِنْ لَمْ یُصِبْهُ بَلَلٌ بَیْنَ مُمَصَّرَتَیْنِ فَیَكْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیُعْطِلُ الْمِلَلَ حَتّٰی یُهْلِكَ اللّٰهُ فِیْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا غَیْرَ الْاِسْلَامِ وَیُهْلِكُ اللّٰهُ فِیْ زَمَانِهِ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ الْكَذَّابَ وَتَقَعُ الْاَسَنَةُ فِی الْاَرْضِ حَتّٰی تَرْتَعَ الْاِبِلُ مَعَ الْاَسَدِ جَمِیْعًا وَالنُّمُوْرُ مَعَ الْبَقَرِ وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ وَیَلْعَبَ الصِّبْیَانُ وَالْغِلْمَانُ بِالْحَیَّاتِ لَا یَضُرُّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَیَمْكُثُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَّمْكُثَ ثُمَّ یُتَوَفّٰی فَیُصَلِّیْ عَلَیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَیَدْفِنُوْنَهٗ۔ (ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال)

ترجمہ: حضرت ابوہرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کا باہمی تعلق علّاتی بھائیوں کا سا ہے جن کا باپ ایک اور مائیں الگ الگ ہوں۔ میرا لوگوں میں سے عیسیٰ بن مریمؑ سے سب سے قریبی تعلق ہے کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ جب تم دیکھو تو اس حُلیے سے اسے پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد کا ہوگا۔ سرخ وسفید رنگ، سیدھے بال، اس کے سر سے بغیر پانی استعمال کئے قطرے گر رہے ہوں گے یعنی اس کے بال چمک کی وجہ سے ترَ ترَ لگتے ہوں گے۔ وہ مبعوث ہوکر صلیب کو توڑے گا یعنی صلیبی عقیدے کا اِبطال کرے گا خنزیر قتل کرے گا یعنی خبیث النفس لوگوں کی ہلاکت کا موجب ہوگا پس اس کے ذریعہ صلیبی غلبے کا انسداد اور خنزیر صفت لوگوں کا قلع قمع ہوگا۔ جزیہ ختم کرے گا یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا۔ اس کے زمانے میں اسلام کے سوا اللہ تعالیٰ باقی ادیان کو روحانی لحاظ سے بھی اور شوکت کے لحاظ سے بھی مٹا دے گا اور جھوٹے مسیح دجّال کو ہلاک کرے گا اور ایسا امن وامان کا زمانہ ہوگا کہ اُونٹ شیر کے ساتھ، چیتے گائیوں کے ساتھ، بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ اکٹھے چریں گے۔ بچّے اور بڑی عمر کے لڑکے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جتنا عرصہ اللہ چاہے گا مسیح دنیا میں رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے مسلمان اُن کا جنازہ پڑھیں گے اور ان کی تدفین عمل میں لائیں گے۔

۞ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : كَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ ۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریمؑ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم یعنی مثیلِ مسیح مبعوث ہوگا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔

۞ یُوْشَكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَهْدِیًّا حَكَمًا عَدْلًا یَكْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ ۔ (مسند احمد جلد 2، صفحہ 156)

ترجمہ: تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ (انشاء اللہ تعالیٰ) عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائے گا وہی امام مہدی اور حکم وعدل ہوگا جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔

۞ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا وَاِمَامًا عَدْلًا فَیَكْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیَفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسی بن مریمؑ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک عیسیٰ بن مریم جو منصف مزاج حاکم اور امام عادل ہوں گے مبعوث ہوکر نہیں آتے قیامت نہیں آئے گی۔ (جب وہ مبعوث ہوں گے تو) وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کے دستور کو ختم کریں گے اور ایسا مال تقسیم کریں گے جسے لوگ قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے۔

۞ اَلَا اِنَّ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ نَبِیٌّ وَلَا رَسُوْلٌ ، اَلَا اِنَّهٗ خَلِیْفَتِیْ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ ، اَلَا اِنَّهٗ یَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَیَكْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ، اَلَا مَنْ اَدْرَكَهٗ فَلْیَقْرَأْ عَلَیْهِ السَّلَامَ ۔

(طبرانی الاوسط والصغیر)

ترجمہ: خبردار ہو کہ عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امّت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ ضرور دجّال کو قتل کرے گا۔ صلیب (یعنی صلیبی عقیدہ) کو پاش پاش کر دے گا اور جزیہ ختم کر دے گا (یعنی اس کا رواج اُٹھ جائے گا کیونکہ) اس وقت میں (مذہبی) جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یاد رکھو جسے بھی اُن سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا اسلام ضرور پہنچائے۔

(ماخوذ از کتاب حدیقۃ الصالحین، مصنفہ مولانا ملک سیف الرحمن صاحب)

اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے تُو کہہ کہ مَیں خدا کی طرف سے مامور ہوں

تو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے

الہامات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۞ یَآ اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ۔ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ۔ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ...... ھٰذَا مِنْ رَّحْمَۃِ رَبِّکَ۔ یُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ۔ لِیَکُوْنَ اٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ اَنْتَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ۔ فَبَشِّرْ وَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ...... وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۔وَ اتْلُ عَلَیْھِمْ مَّآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ۔

اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تُو نے چلایا یہ تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تا کہ تُو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے اور تا کہ مجرموں کی راہ کُھل جائے۔ **کہہ مَیں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور مَیں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں**...... یہ مرتبہ تیرے ربّ کی رحمت سے ہے وہ اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا تا کہ لوگوں کیلئے نشان ہو۔ تُو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ پس تُو خوشخبری دے اور خدا کے فضل سے تُو دیوانہ نہیں ہے...... اور تُو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے یہ خوشخبری سُنا کہ ان کا قدم خدا کے نزدیک صدق کا قدم ہے سو اُن کو وہ وحی سُنا دے جو تیری طرف تیرے ربّ سے ہوئی۔ اور یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے سو تیرے پر واجب ہے کہ تُو ان سے بدخلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔ (تذکرہ، صفحہ 35 تا 40)

۞ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَتْرُکَ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ

اور خدا ایسا نہیں ہے جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ خبیث اور طیب میں صریح فرق نہ کر لے۔

وَ اللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

اور خدا اپنے امر پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (تذکرہ، صفحہ 53)

۞ اِنِّیْ نَاصِرُکَ۔ اِنِّیْ حَافِظُکَ۔ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ عَجِیْبٌ۔ یَجْتَبِیْ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ۔ وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ۔

مَیں تیری مدد کروں گا۔ مَیں تیری حفاظت کروں گا۔ مَیں تجھے لوگوں کیلئے پیش رو بناؤں گا۔ کیا لوگوں کو تعجب ہوا۔ کہہ خدا ذوالعجائب ہے ہمیشہ عجیب کام ظہور میں لاتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے چُن لیتا ہے۔ وہ اپنے کاموں سے پُوچھا نہیں جاتا کہ ایسا کیوں کیا اور لوگ پُوچھے جاتے ہیں۔ اور ہم یہ دن لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں۔ (تذکرہ، صفحہ 65)

۞ نَادَانِیْ رَبِّیْ مِنَ السَّمَآءِ اَنْ اِصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَقُمْ وَاَنْذِرْ فَاِنَّکَ مِنَ الْمَاْمُوْرِیْنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ ۔ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ ۔ اِنَّا جَعَلْنَاکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ لِاُتِمَّ حُجَّتِیْ عَلٰی قَوْمٍ مُّتَنَصِّرِیْنَ۔ قُلْ ھٰذَا فَضْلُ رَبِّیْ۔ وَاِنِّیْٓ اُجَرِّدُ نَفْسِیْ مِنْ ضُرُوْبِ الْخِطَابِ۔ وَاُمِرْتُ مِنَ اللّٰہِ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اِنَّہٗ یَرَی الْاَوْقَاتَ وَیَعْلَمُ مَصَالِحَھَا۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَہٗ خَزَآئِنُہٗ ۔ اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ قُلْ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ فِعْلِ اللّٰہِ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَعْجَبُ الْعَجِیْبِیْنَ۔ یَرْفَعُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضَعُ مَنْ یَّشَآءُ وَیُعِزُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیُذِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ مِّنَ الْمَسْئُوْلِیْنَ۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنِّی الْحَزَنَ وَاَعْطَانِیْ مَالَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ۔ وَقَالُوْا کِتَابٌ مُّمْتَلِئٌ مِّنَ الْکُفْرِ وَالْکَذِبِ۔ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَھِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ وَادْعُ عِبَادِیْ اِلَی الْحَقِّ وَبَشِّرْھُمْ بِاَیَّامِ اللّٰہِ وَادْعُھُمْ اِلٰی کِتَابٍ مُّبِیْنٍ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ وَاللّٰہُ مَعَھُمْ حَیْثُمَا کَانُوْا اِنْ کَانُوْا فِیْ بَیْعَتِھِمْ مِّنَ الصَّادِقِیْنَ۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیَجْعَلْکُمْ مِّنَ الْمَنْصُوْرِیْنَ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّاِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

میرے ربّ نے مجھے آسمان سے پکار کر فرمایا کہ تُو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے ماتحت یہ کشتی تیار کر اور اُٹھ اور (لوگوں کو آنے والے عذابوں سے) ڈرا کیونکہ تُو مامور ہے کہ ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادوں کے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا اور تا کہ مجرموں کی راہ اچھی طرح ظاہر ہو جائے۔ ہم نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا ہے تا کہ نصرانیت کو اختیار کرنے والے لوگوں پر مَیں اپنی حجت پُوری کروں۔ تُو کہہ کہ یہ میرے ربّ کا فضل ہے اور مَیں اپنے آپ کو ہر قسم کے خطابوں سے الگ رکھتا ہوں۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا ہے اور مَیں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ وہ اوقات کو دیکھتا اور ان کے مصالح کو جانتا ہے اور ہر چیز کے اس کے پاس خزانے ہیں۔ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ تُو کہہ کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کے فعل پر تعجب کرتے ہو۔ تُو کہہ کہ اللہ کی شان نہایت عجیب ہے وہ جسے چاہتا ہے بلند کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے گرا دیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنی جناب کا برگزیدہ بنا لیتا ہے۔ جو کچھ کرتا ہے اس کی بابت پوچھا نہیں جاتا اور لوگ جو کچھ کرتے ہیں اس کی بابت پوچھے جائیں گے۔ تُو کہہ کہ تمام تعریف اللہ کو ہے جس نے مجھ سے غم دُور کر دیا اور مجھے وہ کچھ دیا جو تمام مخلوقات میں سے اور کسی کو نہیں دیا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کتاب کفر اور جھوٹ سے پُر ہے۔ کہہ کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں، اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں اور اپنے آدمیوں اور تمہارے آدمیوں کو بلا کر تضرع کے ساتھ جھوٹوں پر لعنت ڈالیں اور میرے بندوں کو حق کی طرف بلا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے (جلوہ نمائی کے) دنوں کی بشارت دے اور ایک روشن کتاب کی طرف اُنہیں بلا۔ جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ (تیری نہیں بلکہ) خدا کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ اور وہ جہاں پر ہوں گے اللہ ان کے ساتھ ہوگا بشرطیکہ وہ اپنی بیعت میں سچے ہوں۔ تُو کہہ کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور وہ تمہیں اپنا خاص نور عطا کرے گا اور تمہیں کوئی امتیازی نشان بخشے گا اور اپنے منصوبوں میں داخل کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں اور اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہوتا ہے۔

(تذکرہ، صفحہ 175 تا 177، مطبوعہ دسمبر 2006 قادیان)

خداوند کریم نے جو اسباب اور وسائل اشاعت دین کے اور دلائل اَور براہین اتمام حجت کے محض اپنے فضل اور کرم سے اس عاجز کو عطا فرمائے ہیں وہ امم سابقہ میں سے آج تک کسی کو عطا نہیں فرمائے

کیا زمینی، کیا آسمانی، کیا مکانی، کیا زمانی، ہر قسم کے نشانات اس نے خود ہمارے لیے ظاہر فرمائے ہیں آسمان نے ہمارے لیے گواہی دی زمین ہمارے واسطے شہادت لائی اور ہزاروں خارق عادت ظہور میں آچکے ہیں

یہ لوگ ہمیں رطب و یابس احادیث اور اقوال کا انبار پیش کر کے ہرانا چاہتے ہیں مگر یہ کیا کریں ہمیں تو تیس سال ہوئے کہ خود خدا ہر وقت تازہ الہامات سے خبر دیتا ہے کہ یہ امر حق ہے جو تُو لایا ہے تیرے مخالف ناحق پر ہیں ہم اب کیا کریں ان لوگوں کی مانیں یا آسمان سے خدا کی مانیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

آیت وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ کا مصداق یہ عاجز ہے

خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف وحقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقّہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجت ان پر پوری کرے اور اسی ارادہ کی وجہ سے خداوند کریم نے اس عاجز کو یہ توفیق دی کہ اِتْمَامًا لِّلْحُجَّۃِ دس ہزار روپیہ کا اشتہار کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا اور دشمنوں اور مخالفوں کی شہادت سے آسمانی نشانی پیش کی گئی اور اُن کے معارضہ اور مقابلہ کیلئے تمام مخالفین کو مخاطب کیا گیا تا کوئی دقیقہ اتمام حجت کا باقی نہ رہے اور ہر یک مخالف اپنے مغلوب اور لاجواب ہونے کا آپ گواہ ہوجائے۔ غرض خداوند کریم نے جو اسباب اور وسائل اشاعت دین کے اور دلائل اَور براہین اتمام حجت کے محض اپنے فضل اور کرم سے اس عاجز کو عطا فرمائے ہیں وہ امم سابقہ میں سے آج تک کسی کو عطا نہیں فرمائے اور جو کچھ اس بارے میں توفیقات غیبیہ اس عاجز کو دی گئی ہیں وہ ان میں سے کسی کو نہیں دی گئیں۔ وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ سو چونکہ خداوند کریم نے اسباب خاصہ سے اس عاجز کو مخصوص کیا ہے اور ایسے زمانہ میں اس خاکسار کو پیدا کیا ہے کہ جو تمام خدمت تبلیغ کیلئے نہایت ہی معین و مددگار ہے اس لئے اس نے اپنے تفضلات وعنایات سے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ روز ازل سے یہی قرار یافتہ ہے کہ آیت کریمہ متذکرہ بالا اور نیز آیت وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ کا روحانی طور پر مصداق یہ عاجز ہے اور خدائے تعالیٰ ان دلائل و براہین کو اور ان سب باتوں کو کہ جو اس عاجز نے مخالفوں کیلئے لکھی ہیں خود مخالفوں تک پہنچا دے گا اور ان کا عاجز اور لاجواب اور مغلوب ہونا دنیا میں ظاہر کر کے مفہوم آیت متذکرہ بالا کا پورا کر دے گا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 596 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

زمانہ زبان حال سے چلا رہا ہے کہ ضرور کوئی آنا چاہئے

تیسرا ذریعہ ایک صادق کی شناخت کا اس کے ذاتی نشانات اور خارق عادت پیشگوئیاں ہوتی ہیں اور منہاج نبوت پر پرکھی جاتی ہیں سو اس قسم کے دلائل بھی اللہ تعالیٰ نے اس جگہ بہت جمع کر دیئے ہیں کیا زمینی، کیا آسمانی، کیا مکانی، کیا زمانی، ہر قسم کے نشانات اُس نے خود ہمارے لیے ظاہر فرمائے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اکثر پیشگوئیوں کا ظہور بھی ہو چکا ہے آسمان نے ہمارے لیے گواہی دی زمین ہمارے واسطے شہادت لائی اور ہزاروں خارق عادت ظہور میں آچکے ہیں۔ زمانہ ہے سو وہ زبانِ حال سے چلا رہا ہے کہ ضرور کوئی آنا چاہئے قوم کے 73 فرقے ہو چکے ہیں یہ خود ایک حَکَم کو چاہتے ہیں ان تمام فرقوں میں ایسے ایسے اختلاف پڑے ہیں کہ ایک دوسرے کو تکفیر کے فتوے لگائے جاتے ہیں اور ارتداد کا جرم ان میں سے ہر ایک کی گردن پر سوار ہے حنفی وہابیوں کو اور وہابی حنفیوں کو جہنمی بتاتے ہیں شیعہ ان سب کو راہ راست سے بھٹکے ہوئے کہتے ہیں خارجی ہیں سو وہ شیعہ کی جان کے دشمن ہیں غرض ہر ایک فرقہ دوسروں کے خون کا پیاسا ہے اب اُن میں سے اختلاف کو دور کرنے کے واسطے جو حَکَم آوے گا کیا وہ ان کی مساوی باتوں کو مان لے گا؟ اگر ایسا کریگا تو دوسرا ناراض ہو جاوے گا۔ یہاں ہر ایک فرقہ یہی چاہتا ہے کہ میری اگر ساری باتیں وہ نہ مانے گا تو وہ خدا کی طرف سے نہ ہوگا غرض ہر ایک نے اس کے صدق کا معیار اپنے تمام عقائد کو مان لینا مقرر کیا ہوا ہے مگر کیا وہ ایسا ہی کریگا؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ ہر ایک راستی کا حامی اور ناراستی کا دشمن ہوگا اگر ایسا نہیں تو وہ حکم ہی کس کام کا ہوا؟ اور ایسے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اس کے وجود سے عدم بہتر ہے۔

اصل مشکل یہ ہے کہ ان بیچارے لوگوں کی عادت ہی ہوگئی ہے اور بچپن سے کان میں ہی یہی پڑتا آیا ہے کہ وہ اس طرح آسمان سے ایک مینار پر اترے گا پھر سیڑھی مانگے گا اور دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر وہ نیچے اترے گا پس آتے ہی نہ بھلی نہ بری کفار کو تہ تیغ کر کے ان کے اموال واملاک سب مسلمانوں کے حوالے کریگا وغیرہ وغیرہ......

حَکَم کے سامنے کسی کی پیش ہی کیا جاتی ہے اور اس سے ان کی بحث ہی کیا۔ یہ زمینی وہ آسمانی، یہ ناقابلِ محض، وہ ہر وقت خدا سے تعلیم پاتا۔ یہ لوگ ہمیں رطب و یابس احادیث اور اقوال کا انبار پیش کر کے ہرانا چاہتے ہیں مگر یہ کیا کریں ہمیں تو تیس سال ہوئے کہ خود خدا ہر وقت تازہ الہامات سے خبر دیتا ہے کہ یہ امر حق ہے جو تُو لایا ہے تیرے مخالف ناحق پر ہیں ہم اب کیا کریں ان لوگوں کی مانیں یا آسمان سے خدا کی مانیں۔

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 295، مطبوعہ قادیان 2003)

ہزار ہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہوگئیں

کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی یا اُس کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا نہیں ہو چکا۔ اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اس کو نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی مگر بے شرمی سے یا بے خبری سے جو چاہے کہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزار ہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہوگئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں ان کی نظیر اگر گزشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور جگہ انکی مثل نہیں ملے گی اگر میرے مخالف اسی طریق سے فیصلہ کرتے تو کبھی سے اُن کی آنکھیں کھل جاتیں اور میں

ان کو ایک کثیر انعام دینے کو تیار تھا اگر وہ دنیا میں کوئی نظیر ان پیشگوئیوں کی پیش کر سکتے۔ محض شرارت سے یا حماقت سے یہ کہنا کہ فلاں پیشگوئی پوری نہ ہوئی ہم بجز اس کے کیا کہیں کہ ایسے اقوال کو خباثت اور بدظنی کی طرف منسوب کریں اگر کسی مجمع میں اسی تحقیق کیلئے گفتگو کرتے تو ان کو اپنے قول سے رجوع کرنا پڑتا یا بے حیا کہلانا پڑتا۔ ہزار ہا پیشگویوں کا ہو بہو پورا ہو جانا اور اُن کے پورا ہونے پر ہزار ہا گواہ زندہ پائے جانا یہ کچھ تھوڑی بات نہیں ہے۔

(کشتی نوح، رُوحانی خزائن، جلد19، صفحہ 6)

میری پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے گواہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے

میری تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں اور اگر ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے تمام گواہ اکٹھے کئے جائیں تو مَیں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہونگے مگر افسوس کہ تعصّب اور دنیا پرستی ایک ایسا لعنتی روگ ہے جس سے انسان دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سنتے ہوئے نہیں سنتا اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتا۔ مجھے اُس خدا کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے، اگر اُن کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اُس کی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو۔ تاہم اِس زمین پر کیسے کیسے گناہ ہو رہے ہیں کہ ان نشانوں کی بھی لوگ تکذیب کر رہے ہیں۔

(اعجاز احمدی، رُوحانی خزائن، جلد19، صفحہ 107)

میری تائید میں خدا نے تین لاکھ سے بھی زیادہ نشان ظاہر فرمائے

میری تائید میں اُس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو 16/جولائی 1906 ہے، اگر مَیں اُن کو فرداً فرداً اشمار کروں تو مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو مَیں اُس کو ثبوت دے سکتا ہوں۔ بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک محل پر اپنے وعدہ کے موافق مجھ کو دشمنوں کے شرّ سے محفوظ رکھا۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں ہر محل میں اپنے وعدہ کے موافق میری ضرورتیں اور حاجتیں اُس نے پوری کیں اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں اُس نے بموجب اپنے وعدہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے میرے پر حملہ کرنیوالوں کو ذلیل اور رُسوا کیا اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو مجھ پر مقدمہ دائر کرنیوالوں پر اُس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق مجھ کو فتح دی اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری مدّتِ بعث سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہ مُدّت دراز کسی کاذب کو نصیب نہیں ہوئی اور بعض نشان زمانہ کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں یعنی یہ کہ زمانہ کسی امام کے پیدا ہونے کی ضرورت تسلیم کرتا ہے اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں دوستوں کے حق میں میری دُعائیں منظور ہوئیں اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو شریر دشمنوں پر میری بددعا کا اثر ہوا اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری دعا سے بعض خطرناک بیماروں نے شفا پائی اور اُن کی شفا کی پہلے خبر دی گئی۔

(حقیقۃ الوحی، رُوحانی خزائن، جلد22، صفحہ 70)

اگر نوح کی قوم کو یہ نشانات ومعجزات دکھلائے جاتے تو وہ غرق نہ ہوتی

یہ پیشگوئیاں ایسی ہیں کہ ایک راستباز کے ان کو سن کر آنسو جاری ہو جائینگے مگر پھر بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی یہ خیال نہیں کرتے کہ آخر ہم نے بھی ایک دن مرنا ہے۔ وہ نشان جو ان کو دکھلائے گئے اگر نوح کی قوم کو دکھلائے جاتے تو وہ غرق نہ ہوتی اور اگر لوط کی قوم ان سے اطلاع پاتی تو اُن پر پتھر نہ برستے مگر یہ لوگ سورج کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رات ہے یہ تو یہود سے بھی بڑھ گئے۔ خدا کے نشانوں کی تکذیب سہل نہیں اور کسی زمانہ میں اسکا انجام اچھا نہیں ہوا۔ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن، جلد19، صفحہ 110)

......☆......☆......☆......

اسلام سے نہ بھاگو! راہِ ھُدیٰ یہی ہے

منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلام سے نہ بھاگو! راہِ ھُدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو! شمس الضحیٰ یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اَب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

وہ دِلستاں نہاں ہے کس رہ سے اُس کو دیکھیں
اِن مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے

باطن سِیہ ہیں جن کے اِس دیں سے ہیں وہ منکر
پر اَے اندھیرے والو! دِل کا دِیا یہی ہے

دنیا کی سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت دَارُالشفا یہی ہے

سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف میں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے

دنیا میں اِس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اِس کو یارو آبِ بقا یہی ہے

اِسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بَلا یہی ہے

جب کُھل گئی سچائی پھر اُس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

یوسف تو سُن چکے ہو اِک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے

اِسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں
سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدّجیٰ یہی ہے

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جس کی دُعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دُکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے

اِس دیں کی شان وشوکت یارب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دُعا یہی ہے

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اِس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم، روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 449 تا 459)

شعبہ نورالاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا (آل عمران:194)

ترجمہ: اَے ہمارے ربّ! یقیناً ہم نے ایک منادی کرنیوالے کو سُنا جو ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ اپنے ربّ پر ایمان لے آؤ پس ہم ایمان لے آئے

نشان دو قسم کے ہوتے ہیں

(1) نشان تخویف وتعذیب جن کو قہری نشان بھی کہہ سکتے ہیں

(2) نشان تبشیر وتسکین جن کو نشان رحمت سے بھی موسوم کرسکتے ہیں

تخویف کے نشان سخت کافروں اور کج دلوں اور نافرمانوں

اور بے ایمانوں اور فرعونی طبیعت والوں کیلئے ظاہر کئے جاتے ہیں تا وہ ڈریں

تبشیر کے نشان اُن حق کے طالبوں اور مخلص مومنوں اور سچائی کے متلاشیوں کیلئے ظہور پذیر ہوتے ہیں

جو دل کی غربت اور فروتنی سے کامل یقین اور زیادتِ ایمان کے طلبگار رہیں

ایک ایسا زبردست نشان جو ہر روز پورا ہوتا ہے وہ ترقی کی پیشگوئی ہے،

ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی آج تک بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے، آپؑ کی جماعت کا

ہر روز بڑھنا، مالی قربانی میں لوگوں کا بڑھنا، آپؑ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے

اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہاری جماعت اس قدر ترقی کرے گی کہ

باقی تمام اقوام دنیا کی اس طرح رہ جائیں گی جس طرح آجکل پُرانی خانہ بدوش قومیں ہیں (حضرت مسیح موعودؑ)

جماعت احمدیہ اتنی ترقی کرنے والی ہوگی کہ دوسرے لوگ، دوسری قومیں بالکل معمولی حیثیت کی ہوں گی

لیکن ہمیں اپنے اندر بھی اور اپنی نسلوں کے اندر بھی دین کی روح پھونکنے کی ضرورت ہے

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ماخوذ

یہ خصوصی شمارہ جس کا عنوان ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری وتبشیری پیشگوئیاں'' ہے اس عنوان کی مناسبت سے حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دو خطبات جمعہ فرمودہ مورخہ 28/دسمبر 2007 اور مورخہ 9/دسمبر 2016 سے کچھ حصہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا مَنَعَنَآ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنۡ كَذَّبَ بِهَا الۡاَوَّلُوۡنَ ؕ وَاٰتَيۡنَا ثَمُوۡدَ النَّاقَةَ مُبۡصِرَةً فَظَلَمُوۡا بِهَا ؕ وَمَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّا تَخۡوِيۡفًا (بنی اسرائیل:60) اور کسی نے ہمیں نہیں روکا کہ ہم اپنی آیات بھیجیں سوائے اسکے کہ پہلوں نے ان کا انکار کر دیا تھا اور ہم نے ثمود کو بھی ایک بصیرت افروز نشان کے طور پر اونٹنی عطا کی تھی۔ پس وہ اس سے ظلم کے ساتھ پیش آئے اور ہم نشانات نہیں بھیجتے مگر تدریجاً ڈرانے کی خاطر۔

پس اصل میں یہ آیت اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور ان کی جماعتوں کی سچائی ثابت کرنے کیلئے نشانات بھیجتا ہے اور وَمَا مَنَعَنَآ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰيٰتِ یعنی کسی بات نے ہمیں نہیں روکا کہ ہم اپنے نشانات بھیجیں، اپنے نبیوں کی تائید میں نشانات اتاریں، معجزات دکھائیں۔ پس اللہ تعالیٰ جو تمام قوتوں کا سرچشمہ ہے، عزیز اور غالب ہے اس نے جہاں اس میں اُن لوگوں کو ڈرایا کہ ثمود کی اونٹنی کے نشان سے سبق حاصل کرو، وہاں یہ بات آج کے زمانے کے لوگوں کیلئے بھی ہے اور خاص طور پر مسلمانوں کیلئے کہ قرآن کریم کی آیات تمہارے سامنے اس آخری نبی اور عظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیش کی تھیں۔ اس لئے کہ تم جو پڑھنے والے ہو سبق حاصل کرتے رہو۔ یہ نہ سمجھو کہ پرانے لوگوں کے واقعات قصۂ پارینہ بن گئے۔ اللہ تعالیٰ معجزات دکھانے اور پکڑنے پر اب بھی قادر ہے اس لئے کبھی غافل نہ ہونا۔ اللہ کی یاد کو کبھی نہ بھلانا۔ اللہ کے نام پر جو یہ اعلان کرے کہ چودھویں صدی کی پیشگوئیوں پر غور کرو اور ان نشانات کو دیکھو جو خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح ومہدی کیلئے اتارے ہیں ان کو سرسری نظر سے نہ لو۔ تکذیب اور تکفیر کو انتہا تک پہنچا کر اس کی اہانت کے مرتکب نہ ہو۔ اسکے ماننے والوں کے دلوں پر چوٹ لگا کر یہ نہ سمجھو کہ نشانات دکھانے والا خدا اپنی اس طاقت کو کھو بیٹھا ہے یا اُسکا جو یہ فعل ہے ختم ہو گیا ہے۔ وَمَا مَنَعَنَآ کا اعلان کر کے اللہ تعالیٰ جس امر کی طرف توجہ دلا رہا ہے اس پر غور کرو۔ اللہ تعالیٰ یہ اعلان فرما رہا ہے کہ ہم نشانوں کو بدانجام سے ڈرانے کیلئے بھیجا کرتے ہیں۔ نشانات تو اللہ تعالیٰ آج بھی بہت دکھا رہا ہے لیکن اگر دیکھنے والی آنکھ دیکھے۔

غرض اس قسم کے بیشمار واقعات کا قرآن کریم میں پرانے انبیاء کے حوالے سے ذکر ہے جو

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں۔اُن آیات میں بیان فرمائے ہیں جن میں پہلے انبیاء کی قوموں کا ذکر ہے۔یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی تائید میں معجزات دکھاتا ہے اور کس طرح اپنے معجزات اور نشانات دکھائے اور کس طرح قومیں تباہ ہوئیں۔تو یہ سب کچھ جو قرآن کریم میں ہمیں بتایا گیا، کیا یہ سب ہمیں کہانیاں سنانے کیلئے ہے؟ کیا یہ اس بات کی ضمانت دینے کیلئے ہے کہ تم جو چاہو کرو، بیشک بےعملی کی زندگی گزارو، بیشک ظلموں میں بڑھتے چلے جاؤ، استہزاء کرو، تعدّی کرو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا؟ اگر یہ سوچ ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہت بڑا الزام ہے۔پس عقلمند وہی ہے جو ان عبرت کے واقعات سے سبق سیکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارہ میں یہ نکتہ بھی بیان فرمایا ہے کہ کیونکہ اللہ کی قدرتیں اور طاقتیں لامحدود ہیں اس لئے وہ اپنے نشانات ہر قوم کیلئے مختلف دکھاتا ہے۔اس لئے یہ نہیں ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کیلئے بھی وہی نشانات دکھائے گئے جو حضرت نوحؑ کیلئے یا قوم لوط اور عاد اور ثمود کیلئے بھی وہی ایک طرح کے نشانات ظاہر ہوئے۔کسی کو اللہ تعالیٰ نے کسی طرح پکڑا اور کسی کو کسی طرح۔پس اللہ تعالیٰ کی خشیت اور خوف ہر وقت دل میں رکھنا چاہئے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے جذب کرنے والے بن سکیں۔اللہ تعالیٰ تو بہت رحم کرنے والا ہے۔صرف عذاب کے نشانات نہیں دکھاتا بلکہ بشارتیں بھی دیتا ہے۔سزائیں بھی دیتا ہے تو اس وقت دیتا ہے جب لوگ حد سے بڑھ جاتے ہیں۔بعض اسلام پر اعتراض کرنے والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں جبر اور عذاب کی باتیں زیادہ ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف:157) یعنی میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے ہی بہت سے عذاب ٹل جاتے ہیں یا لمبی مہلت مل جاتی ہے۔پس بندے کا کام ہے کہ استغفار کرے، توبہ کرے، اللہ تعالیٰ کی حدود سے بار بار باہر نکلنے کی کوشش نہ کرے۔پس مسلمان خوش قسمت ہیں کہ ہمیں یہ حدود بتا کر اور ان واقعات کی نشاندہی کر کے جو اُن قوموں کیلئے نشان بن گئیں، اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے صحیح رہنمائی کر دی۔پس ان حدود کی پابندی کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ان حدود کی پابندی کریں تاکہ مومن بن کر اور نیک اعمال کر کے ان بشارتوں کے حصہ دار بنیں، ان بشارتوں سے حصہ لینے والے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کیلئے مقدر کی ہیں اور جس کے بارے میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا (الکہف:3) اور ایمان لانے والوں کو جو نیک اور ایمان کے مناسب حال کام کرتے ہیں ان کو بشارت دے کہ ان کیلئے خدا کی طرف سے اچھا اجر مقدر ہے۔اور اچھا اجر حاصل کرنے والے جو صحیح مومن ہیں وہ پھر ایک مسلسل عمل کی حالت میں رہتے ہوئے جس میں نیک اعمال بجالانے کی کوشش ہو اس طرح مسلسل عمل کرتے رہتے ہیں اور پھر یہ ایسی حالت ہوتی ہے جس میں ایمان بگڑتا نہیں۔پس مومن کو چاہئے کہ قرآن کی تعلیم جو ایک کامل کتاب ہے، آیات سے پُر ہے، پہلوں کے نشانات کے واقعات بھی بیان ہوئے ہیں، آئندہ کیلئے اس میں پیشگوئیاں ہیں، ان سے سبق حاصل کرے اور آئندہ آنے والی باتوں پر غور کرے نیک اعمال کی طرف توجہ کرے تاکہ اجر حسنہ پائے۔نشانوں کی وضاحت کرتے ہوئے کہ کس قسم کے دو مختلف نشانات ہوتے ہیں، بشارتیں بھی ہوتی ہیں، انذار بھی ہوتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’واضح ہو کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں (1) نشان تخویف وتعذیب جن کو قہری نشان بھی کہہ سکتے ہیں‘‘۔جس سے اللہ تعالیٰ کا عذاب ہوتا ہے۔’’(2) نشان تبشیر وتسکین جن کو نشان رحمت سے بھی موسوم کر سکتے ہیں۔تخویف کے نشان سخت کافروں اور کج دلوں اور نافرمانوں اور بے ایمانوں اور فرعونی طبیعت والوں کیلئے ظاہر کئے جاتے ہیں تا وہ ڈریں اور خدائے تعالیٰ کی قہری اور جلالی ہیبت ان کے دلوں پر طاری ہو۔اور تبشیر کے نشان اُن حق کے طالبوں اور مخلص مومنوں اور سچائی کے متلاشیوں کیلئے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو دل کی غربت اور فروتنی سے کامل یقین اور زیادتِ ایمان کے طلبگار ہیں۔اور تبشیر کے نشانوں سے ڈرانا اور دھمکانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اپنے ان مطیع بندوں کو مطمئن کرنا اور ایمانی اور یقینی حالات میں ترقی دینا اور ان کے مضطرب سینے پر دستِ شفقت وتسلّی رکھنا مقصود ہوتا ہے۔سو مومن قرآن شریف کے وسیلے سے ہمیشہ تبشیر کے نشان پاتا رہتا ہے اور ایمان اور یقین میں ترقی کرتا جاتا ہے۔تبشیر کے نشانوں سے مومن کو تسلی ملتی ہے اور وہ اضطراب جو فطرتاً انسان میں ہے، جاتا رہتا ہے اور سکینت دل پر نازل ہوتی ہے۔مومن بابرکت اتباع کتاب اللہ اپنی عمر کے آخری دن تک تبشیر کے نشانوں کو پاتا رہتا ہے۔‘‘اگر وہ صحیح طور پر اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرنے والا ہو تو آخری دن تک اس کو بشارتیں ملتی رہتی ہیں۔’’اور تسکین اور آرام بخشنے والے نشان اس پر نازل ہوتے رہتے ہیں تا وہ یقین اور معرفت میں بے نہایت ترقیاں کرتا جائے اور حق الیقین تک پہنچ جائے۔اور تبشیر کے نشانوں میں ایک لطف یہ ہوتا ہے کہ جیسے مومن اُن کے نزول سے یقین اور معرفت اور قوت ایمان میں ترقی کرتا ہے ایسا ہی وہ بوجہ مشاہدہ آلاء ونعماء الٰہی و احسانات ظاہرہ و باطنہ‘‘ یعنی وہ ان چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اور اس کے احسانات ہیں۔’’وجلیہ وخفیہ‘‘ جو احسانات و انعامات ظاہر بھی ہیں اور مخفی بھی ہیں’’حضرت باری عزّاسمہ جو تبشیر کے نشانوں میں بھرے ہوئے ہوتے ہیں محبت اور عشق میں دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔‘‘

اس قسم کے نشانات، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور احسانات جو ظاہری بھی ہیں اور چھپے ہوئے بھی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انسان پر نازل ہوتے ہیں جو خوشخبریاں دینے والے نشانات ہیں ان کی وجہ سے پھر ایک انسان اللہ تعالیٰ کی محبت وعشق میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ’’ قرآن شریف میں تبشیر کے نشانوں کا بہت کچھ ذکر ہے یہاں تک کہ اس نے ان نشانوں کو محدود نہیں رکھا بلکہ ایک دائمی وعدہ دے دیا ہے کہ قرآن شریف کے سچے متبع ہمیشہ ان نشانوں کو پاتے رہیں گے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (یونس:65) یعنی ایماندار لوگ دنیوی زندگی اور آخرت میں بھی تبشیر کے نشان پاتے رہیں گے جن کے ذریعے سے وہ دنیا اور آخرت میں معرفت اور محبت کے میدانوں میں ناپیدا کنار ترقیاں کرتے جائیں گے۔‘‘ایسی ترقیاں کرتے جائیں گے جو نہ ختم ہونے والی ہوں گی۔’’یہ خدا کی باتیں ہیں جو کبھی نہیں ٹلیں گی۔‘‘

فرمایا کہ:’’اور تبشیر کے نشانوں کو پالینا، یہی فوز عظیم ہے (یعنی یہی ایک امر ہے جو محبت اور معرفت کے منتہی مقام تک پہنچا دیتا ہے) اگر خدائے تعالیٰ کے کُل نشانوں کو قہری نشانوں میں ہی محصور سمجھ کر اس آیت کے یہ معنی کئے جائیں کہ ہم تمام نشانوں کو محض تخویف کی غرض سے ہی بھیجا کرتے ہیں اور کوئی دوسری غرض نہیں ہوتی تو یہ معنی بہ بداہت باطل ہیں۔‘‘ ظاہری طور پر بے معنی باتیں ہیں۔’’جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے کہ نشان دو غرضوں سے بھیجے جاتے ہیں یا تخویف کی غرض سے یا تبشیر کی غرض سے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، سورۃ بنی اسرائیل زیر آیت 60)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28دسمبر 2007ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جن کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوں، جنہوں نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ ہم نے نہیں ماننا، انہیں نہ ہی اللہ تعالیٰ کی تائیدات نظر آتی ہیں نہ ہی نشانات نظر آتے ہیں اور انبیاء کا انکار کرنے والوں کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے کہ نشانات دیکھ کر بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمیں نشان دکھاؤ۔ان کے حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ بند کر دیتا ہے پھر وہ سچائی کو پا ہی نہیں سکتے اور بعض اوقات نبی کی تائید میں اللہ تعالیٰ انہیں ہی عبرت کا نشان بنا دیتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین بھی ایسے تھے جن کو باوجود دیکھنے کے اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے کوئی نشان نظر نہیں آتا تھا یا نظر پھیر لیتے تھے اور پھر ان میں بعض ائمۃ الکفر عبرت کا نشان بھی بنے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تائید میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشانات بتائے کہ یہ یہ پورے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات بھی بتائے کہ آپ نے یہ یہ فرمایا۔یہ پیشگوئیاں فرمائیں، یہ پوری ہوئیں لیکن ان مذہبی سرداروں نے خود بھی نہیں مانا اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور اب تک کرتے چلے جا رہے ہیں۔ان نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلہ کی سچائی کیلئے مختلف موقعوں پر مختلف نشانات بتائے۔ آپ نے جونشانات بیان فرمائے ہیں اور یہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو نشان قرار دیا ہے۔ ان میں سے کسوف وخسوف کا نشان ہے یعنی چانداور سورج گرہن کا نشان ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ نشان پورا نہیں ہوا تھا مولوی لوگ جو تھے وہ رو رو کر اس حدیث کو پڑھا کرتے تھے اور جب یہ نشان پورا ہوا اور نہ ایک دفعہ بلکہ دو مرتبہ پورا ہوا۔ ایک اس ملک میں یعنی ہندوستان میں اور دوسری مرتبہ امریکہ میں تو یہی لوگ جو اس نشان کو مانگتے تھے اپنی بات سے پھر پھر گئے۔ نشان سے انکار نہیں کر سکے کیونکہ وہ تو ظاہر ہو گیا تھا لیکن ڈھٹائی اور ضد آڑے آ گئی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ جب یہ نشان پورا ہوا تو ایک مولوی غلام مرتضیٰ نام نے خسوف قمر کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مار کر یعنی بڑے رنج اور غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب دنیا گمراہ ہو گئی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خیال کرو کیا وہ خدا تعالیٰ سے بڑھ کر دنیا کا خیر خواہ تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں طاعون کا نشان بھی ہے، نہریں نکالے جانے کا نشان بھی ہے۔ یہ قرآن کریم کی پیشگوئی ہے۔ نئی آبادیاں ہونے کا نشان بھی ہیں۔ پہاڑ چیرے جانے کے نشان بھی ہیں۔ کتابوں اور اخبارات کی اشاعت کے نشانات بھی ہیں۔ نئی سواریاں ہیں۔ غرض بہت سے نشان ہیں جو آپ نے بیان فرمائے ہیں جن کی خبر قرآن کریم میں بھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 158-157، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان فرماتے ہوئے کہ لوگ بجائے نشانات اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات کو دیکھنے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہیں اور ایسے چھوٹے چھوٹے بودے اعتراض کہ جو عجیب مضحکہ خیز اعتراض ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے نشان پر نشان دکھائے۔ آپ نے معجزے پر معجزہ دکھایا۔ بعض لوگ آئے جنہوں نے آ کر اس قسم کے اعتراض کئے اور کہا کہ ان کی تو پگڑی ٹیڑھی ہے، یہ مسیح موعود کس طرح ہو سکتے ہیں؟ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ آپ نے معجزے پر معجزہ دکھایا مگر بعض ایسے لوگ آئے جنہوں نے کہا کہ یہ تو 'ق' صحیح طور پر نہیں بول سکتے یہ کہاں سے مسیح موعود ہو سکتے ہیں؟ آپ نے آیت پر آیت دکھائی مگر ایسے لوگ آئے جنہوں نے کہا انہوں نے بیوی کے لئے زیور بنائے ہیں۔ یہ بادام روغن استعمال کرتے ہیں۔ انہیں ہم کس طرح مان سکتے ہیں؟ تو یہ اعتراضات تھے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ خدا کے نشانوں سے آنکھیں بند نہ کرو۔ فرمایا کہ کئی لوگ حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آ کر کہتے کوئی نشان دکھائیں تو آپ فرماتے کیا پہلے نشانات سے تم نے کوئی فائدہ اٹھایا کہ اَور چاہتے ہو؟ جب پہلے ہزاروں نشانات سے تم نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا تو کسی اَور سے کس طرح اٹھاؤ گے۔ تو ایسے لوگ ہمیشہ محروم ہی رہتے ہیں۔ ان کی یہی قسمت ہے کہ محروم رہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود، جلد 11، صفحہ 225-224)

ایک ایسا زبردست نشان جو ہر روز پورا ہوتا ہے جس کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کتاب براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ مجھے ایک دعا سکھاتا ہے یعنی بطور الہام فرماتا ہے کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ یعنی مجھے اکیلا مت چھوڑ اور ایک جماعت بنا دے۔ یہ آپ نے اس کا ترجمہ خود ہی کیا ہوا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ دوسری جگہ فرمایا یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ ہر طرف سے تیرے لئے وہ زر اور سامان جو مہمانوں کیلئے ضروری ہے اللہ تعالیٰ خود مہیا کرے گا اور وہ ہر ایک راہ سے تیرے پاس آئیں گے۔ اور پھر فرمایا۔ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ اور ہر ایک راہ اور ہر طرف سے تیرے پاس مہمان آئیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ 26 سال پہلے کی پیشگوئی ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 161) جب آپ نے یہ ذکر کیا اور جو اَب تک بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔ اور یہ جماعت کی ترقی کی پیشگوئی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی آج تک بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔ آپ کی جماعت کا ہر روز بڑھنا، مالی قربانی میں لوگوں کا بڑھنا، آپ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے اور ایک نشان ہے یہ لیکن اسے ہی نظر آتا ہے جس کی آنکھ بینا ہو۔ اندھوں کو نظر نہیں آتا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کے حوالے سے غلبہ احمدیت کے ذرائع اور جماعتی ترقی کے بارے میں جو واقعات بیان کئے ہیں ان میں سے بعض پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے متواتر بتایا کہ جماعت احمدیہ کو بھی ویسی ہی قربانیاں کرنی پڑیں گی جیسی پہلے انبیاء کی جماعتوں کو کرنی پڑیں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے رؤیا میں دیکھا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رؤیا میں دیکھا) کہ مَیں نظام الدین کے گھر میں داخل ہوا ہوں۔ نظام الدین کے معنی ہیں دین کا نظام۔ اور اس رؤیا کا مطلب یہ ہے کہ آخر احمدیہ جماعت ایک دن نظام دین بن جائے گی اور دنیا کے اور تمام نظاموں پر غالب آ جائے گی۔ انشاء اللہ۔ مگر یہ غلبہ کس طرح ہو گا اس کے متعلق رؤیا میں آپ فرماتے ہیں کہ ہم اس گھر میں کچھ حسنی طریقے سے داخل ہوں گے اور کچھ حسینی طریقے پر داخل ہوں گے۔ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کامیابی حاصل کی وہ صلح سے کی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کامیابی حاصل کی وہ شہادت سے حاصل کی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ نظام الدین کے مقام پر جماعت پہنچے گی تو سہی مگر کچھ صلح محبت اور پیار سے اور کچھ شہادتوں اور قربانیوں کے ذریعہ۔ اگر ہم میں سے کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بغیر صلح اور محبت اور پیار کے یہ سلسلہ ترقی کرے گا تو وہ بھی غلطی کرتا ہے اور اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بغیر قربانیوں اور شہادتوں کے یہ سلسلہ ترقی کرے گا تو وہ بھی غلطی کرتا ہے۔ ہمیں کبھی صلح اور آشتی کی طرف جانا پڑے گا اور کبھی حسینی طریق اختیار کرنا پڑے گا جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے دشمن کے سامنے مر جانا ہے مگر اس کی بات نہیں ماننی۔ یہ دونوں طریق ہمارے لئے مقدر ہیں۔ نہ خالی مسیحیت والا سلوک ہمارا لئے مقدر ہے، نہ خالی مہدویت والا سلوک ہمارے لئے مقدر ہے۔ ایک درمیانی راستہ ہے جس پر ہمیں چلنا پڑے گا۔ ایک غلبہ ہو گا صلح اور محبت اور پیار کے ساتھ اور ایک غلبہ ہو گا قربانیوں کے ساتھ۔ اس کے بعد جماعت نظام الدین کے گھر میں داخل ہو گی اور اسے کامیابی حاصل ہو گی۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 583) اور ان دونوں باتوں کا نمونہ آج ہم دیکھتے ہیں جو افراد جماعت دکھا رہے ہیں۔ صلح امن اور آشتی کا پیغام بھی ہماری طرف سے ہے اور دین کی خاطر قربانیاں بھی جماعت ہی دے رہی ہے۔

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا اور دکھایا گیا۔ یہ اسی الہام کا مزید تھوڑا سا ذکر ہے۔ یہ جو مسجد مبارک کے پاس مکان ہے (مرزا نظام الدین کا مکان تھا) اس میں ہم کچھ حسنی طریق سے داخل ہوں گے اور کچھ حسینی طریق سے۔ بہت لوگ حیران تھے کہ اس الہام کا مطلب کیا ہے؟ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت صاحب سے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے) سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ اس الہام کا کیا مطلب ہے لیکن وقت پر معنی کھلتے ہیں۔ (خطبات محمود، جلد 3، صفحہ 39)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانے میں جبکہ آپ کے ساتھ ایک بھی آدمی نہ تھا فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہاری جماعت اس قدر ترقی کرے گی کہ باقی اقوام دنیا کی اس طرح رہ جائیں گی جس طرح آجکل پرانی خانہ بدوش قومیں ہیں۔'' (منہاج الطالبین، انوار العلوم، جلد 9، صفحہ 213)

ہم جو روز اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نئے سے نئے نظارے دیکھتے ہیں انشاء اللہ وہ دن بھی ضرور آئے گا جب یہ نظارے بھی نظر آئیں گے اور جماعت احمدیہ اتنی ترقی کرنے والی ہو گی کہ دوسرے لوگ، دوسری قومیں بالکل معمولی حیثیت کی ہوں گی۔ لیکن ہمیں اپنے اندر بھی اور اپنی نسلوں کے اندر بھی دین کی روح پھونکنے کی ضرورت ہے جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ یہ نظارے دکھائے۔ جہاں تائیدات ہوں وہاں مخالفتیں بھی ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے۔ لیکن یہ مخالفتیں خوفزدہ نہیں کرتیں بلکہ ایمان کو مضبوط کرتی ہیں۔ ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 دسمبر 2016ء)

......☆......☆......☆......

انذار و تبشیر

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!
ہو گئے ہیں اس کا مُوجب میرے جھٹلانے کے دن

پاکیزہ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اِس جہاں سے کُوچ کر جانے کے دن

تم تو ہو آرام میں، پر اپنا قصّہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!
ہو گئے ہیں اس کا مُوجب میرے جھٹلانے کے دن

غیر کیا جانے کہ غیرت اس کی کیا دِکھلائے گی
خود بتائے گا اُنہیں وہ یار بتلانے کے دن

وہ چمک دِکھلائے گا اپنے نِشاں کی پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھوگے سمجھانے کے دن

طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اُس مِرے محبوب کے چہرہ کے دِکھلانے کے دن

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰؑ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانے کے دن

اے مِرے پیارے! یہی میری دعا ہے روز و شب
گود میں تیری ہوں ہم اُس خونِ دِل کھانے کے دن

کِرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
فضل کا پانی پلا اِس آگ برسانے کے دن

اے مرے یارِ یگانہ! اے مِری جاں کی پناہ!
کر وہ دِن اپنے کرم سے دیں کے پھیلانے کے دن

پھر بہارِ دیں کو دِکھلا اے مِرے پیارے قدیر!
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن

دن چڑھا ہے دُشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مِرے سُورج دِکھا اِس دیں کے چمکانے کے دن

دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جاں بھی ہے زیر و زبر
اِک نظر فرما کہ جلد آئیں ترے آنے کے دن

چہرہ دِکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رِہا
کب تلک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دن

کچھ خبر لے تیرے کُوچہ میں یہ کس کا شور ہے
کیا مِرے دلدار تُو آئے گا مر جانے کے دن

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا
آگئے اِس باغ پر اے یار مُرجھانے کے دن

تیرے ہاتھوں سے مِرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دیں میّت ہے اور یہ دِن ہیں دفنانے کے دن

اِک نشاں دِکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن

میرے دل کی آگ نے آخر دِکھایا کچھ اثر
آ گئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانے کے دن

جب سے میرے ہوش غم سے دیں کے ہیں جاتے رہے
طَور دُنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن

چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغِ کسوف
پھر زمیں بھی ہو گئی بے تاب تھرّانے کے دن

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
لرزہ آیا اِس زمیں پر اُس کے چِلّانے کے دن

صبر کی طاقت جو تھی مجھ میں وہ پیارے اب نہیں
میرے دِلبر اب دِکھا اِس دِل کے بہلانے کے دن

دوستو اُس یار نے دِیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اِس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

اِک بڑی مدّت سے دِیں کو کُفر تھا کھاتا رہا
اَب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن

دیں کی نُصرت کے لئے اِک آسماں پر شور ہے
اَب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں
اَب تو ہیں اَے دل کے اَندھو دیں کے گُن گانے کے دن

خدمتِ دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بُغض و کِیں سے وقت
اَب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن

(دُرِّثمین اُردو)

......☆......☆......☆......

انبیاعلیہم السلام کے دواہم کام انذار وتبشیر

(تنویر احمد ناصر، نائب ناظر نظارت نشر و اشاعت قادیان)

انبیاعلیہم السلام ایک طرف جہاں لوگوں کو خدا پر ایمان لانے، صرف اسی کی عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کا حکم دیتے ہیں وہیں دوسری طرف وہ اپنی قوم کو شرک اور ظلم کے بد نتائج سے آگاہ کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اگر انہوں نے ان کی بات کو نہ مانا تو اسکا بُرا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے مختلف عذابوں کی صورت میں انہیں بھگتنا پڑے گا اور دنیا ہی نہیں آخرت میں بھی جہنم ان کا ٹھکانا ہوگا۔

انبیاعلیہم السلام کے اس کام کو قرآن مجید میں انذار و تبشیر کہا گیا ہے۔ انذار کے لفظی معنی خبردار کرنے اور ڈرانے کے ہیں۔ تاہم قرآن مجید میں اسکے معنی خدا کی پکڑ اور جہنم کے عذاب سے خبردار کرنا ہے۔ جبکہ تبشیر کا مطلب بشارت یا خوش خبری دینا ہے۔ یہ خوشخبری خدا تعالیٰ کے اس انعام کی ہوتی ہے جو وہ ابدی جنت کی شکل میں اپنے وفادار بندوں کو دے گا۔ انبیا علیہم السلام کے مخاطبین میں سے جو لوگ کفر کرتے ہیں اور مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں اور ان کے سلسلے کو مٹانے کیلئے تدبیریں کرنے لگتے ہیں، ان پر اس دنیا ہی میں عذاب آجاتا ہے اور جو ان پر ایمان لاتے ہیں اور انکی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنہیں دُنیا اور آخرت دونوں جہان میں انعامات سے نوازتا ہے۔

انذار و تبشیر کی اہمیت

انذار و تبشیر، اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلانے کے بعد نبیوں کا سب سے اہم اور بنیادی کام ہے۔ ایک طرف تو یہ دین کی تبلیغ کا ایک لازمی جز ہے تو دوسری طرف یہ ایک مومن کو ایمان اور اخلاق کی مشکل شاہراہ کو اختیار کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور ایک منکر کو تنبیہ کرتا ہے کہ وہ اگر اپنی شرارتوں اور ایذا رسانیوں سے باز نہ آیا تو اسکو بدترین انجام کیلئے تیار رہنا چاہئے۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا اہم ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عالمگیر نبی کے طور پر پیش کیا تو آپ کیلئے بشیر و نذیر کے الفاظ ہی استعمال کیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا وَّلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (سورۃ سبا:29) یعنی اور ہم نے تجھ کو تمام بنی نوع انسان کی طرف (جن میں سے ایک بھی تیرے حلقہ رسالت سے باہر نہ رہے ایسا) رسول بنا کر بھیجا ہے جو (مومنوں) کو خوشخبری دیتا اور (کافروں کو) ہوشیار کرتا ہے۔ لیکن انسانوں میں سے اکثر اس حقیقت سے واقف نہیں۔

نیز فرمایا: تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا (الفرقان:2) یعنی وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے فرقان اپنے بندے پر اُتارا ہے تاکہ وہ سب جہانوں کیلئے ہوشیار کرنے والا بنے۔

انبیاعلیہم السلام کے بشیر و نذیر بنائے جانے کا مقصد

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے انذار و تبشیر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَمَا نُرۡسِلُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اِلَّا مُبَشِّرِیۡنَ وَمُنۡذِرِیۡنَ (الکہف:57) یعنی اور ہم پیغمبر نہیں بھیجتے مگر اس حیثیت میں کہ وہ بشارت دینے والے اور انذار کرنے والے ہوتے ہیں۔

نیز فرمایا: رُسُلًا مُّبَشِّرِیۡنَ وَمُنۡذِرِیۡنَ لِئَلَّا یَکُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌۢ بَعۡدَ الرُّسُلِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا (النسا:166) ہم نے انہیں (یعنی موسیٰ کے ساتھ ذکر کیے گئے رسولوں کو) بشارت دینے والے اور ڈرانے والے رسول بنا کر بھیجا تا لوگوں کا ان رسولوں کے (مبعوث ہونے کے) بعد اللہ پر کوئی الزام نہ رہے اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

اس جگہ انذار و تبشیر کا مقصد بھی بتا دیا کہ تا اللہ تعالیٰ کے بارے میں لوگ یہ نہ کہیں کہ خدا یا تو نے ہمیں برے کاموں کے بد نتائج سے کیوں نہیں ڈرایا۔ یا نیک کاموں کی ترغیب کیوں نہیں دلائی۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی ایک عزیز و حکیم ہستی ہے اسکے تمام کام نہایت عمیق در عمیق حکمتوں پر مبنی ہوتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کیلئے انبیا کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اس سے جہاں لوگ اللہ تعالیٰ پر یہ الزام نہیں لگا سکیں گے کہ خدا یا تو نے ہماری ہدایت کے سامان کیوں نہ کیے وہاں یہ بھی معلوم ہوگا کہ باوجود ہدایت کے سامانوں کے بعض لوگ ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کیونکہ رحیم و کریم بھی ہے اس لیے اس نے پے در پے انبیا بھیج کر لوگوں کو برے کاموں سے بچنے اور نیک راہوں پر چلنے کی ترغیب دلائی تاکہ اسکے نتیجے میں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں اور اسکی ابدی جنتوں کے وارث بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام انبیا کے انذار و تبشیر کے متعلق فرماتے ہیں:

’’واضح ہو کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) نشان تخویف و تعذیب جن کو قہری نشان بھی کہہ سکتے ہیں (۲) نشان تبشیر و تسکین جن کو نشان رحمت سے بھی موسوم کر سکتے ہیں۔

تخویف کے نشان سخت کافروں اور کج دلوں اور نافرمانوں اور بے ایمانوں اور فرعونی طبیعت والوں کیلئے ظاہر کیے جاتے ہیں تا وہ ڈریں اور خدائے تعالیٰ کی قہری اور جلالی ہیبت ان کے دلوں پر طاری ہو۔ اور تبشیر کے نشان ان حق کے طالبوں اور مخلص مومنوں اور سچائی کے متلاشیوں کیلئے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو دل کی غربت اور فروتنی سے کامل یقین اور زیادت ایمان کے طلبگار ہیں۔‘‘ (ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات، روحانی خزائن جلد 4، صفحہ 436)

دنیا کی ہر قوم میں ایک ہدایت دینے والا (بشیر) اور ڈرانے والا (نذیر) آیا ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ (فاطر:25) یعنی اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں (خدا تعالیٰ کی طرف سے) کوئی ہوشیار کرنے والا نہ آیا ہو۔

نیز فرمایا: اِنَّمَآ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوۡمٍ ہَادٍ (الرعد:8) تُو صرف آگاہ (اور ہوشیار) کرنے والا ہے اور ہر ایک قوم کیلئے (خدا کی طرف سے) ایک راہنما (بھیجا جا چکا) ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم میں اللہ تعالیٰ نے بد اعمال کے برے انجام سے ڈرانے والا اور نیک اعمال اور اعمال صالحہ کے نیک انجام اور ثواب کی رغبت دلانے والا نبی بھیجا ہے۔ اور کسی قوم کو اس نعمت سے محروم نہیں رکھا۔

نیز فرماتا ہے: کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً ۟ فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیۡنَ وَمُنۡذِرِیۡنَ ۪ وَاَنۡزَلَ مَعَہُمُ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ فِیۡمَا اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ ؕ وَمَا اخۡتَلَفَ فِیۡہِ اِلَّا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡہُ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡہُمُ الۡبَیِّنٰتُ بَغۡیًۢا بَیۡنَہُمۡ ۚ فَہَدَی اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَا اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ مِنَ الۡحَقِّ بِاِذۡنِہٖ ؕ وَاللّٰہُ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ (البقرہ:214) یعنی تمام انسان ایک ہی امت تھے۔ پس اللہ نے نبی مبعوث کئے اس حال میں کہ وہ بشارت دینے والے تھے اور انذار کرنے والے تھے۔ اور ان کے ساتھ حق پر مبنی کتاب بھی نازل کی تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان امور میں فیصلہ کرے جن میں انہوں نے اختلاف کیا۔ اور اس (کتاب) میں اختلاف نہیں کیا مگر باہم بغاوت کی بنا پر انہی لوگوں نے، جنہیں وہ دی گئی تھی، بعد اس کے کہ کھلی کھلی نشانیاں اُن کے پاس آچکی تھیں۔ پس اللہ نے ان لوگوں کو اپنے اِذن سے ہدایت دیدی جو ایمان لائے تھے بسبب اس کے کہ انہوں نے اس میں حق کے باعث اختلاف کیا تھا اور اللہ جسے چاہے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

انذار و تبشیر پر ایمان لانے والوں کا حال

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاعلیہم السلام کے انذار و تبشیر سے اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی حاصل کرنے والے مومنین دُنیا و آخرت میں کامیاب ہوتے ہیں۔ وہ اللہ کے دوست بنائے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پھر اپنی دوستی کا حق ادا کرتے ہوئے انہیں گناہوں اور جرائم کے اندھیروں میں بھٹکنے نہیں دیتا بلکہ وہ انہیں ایک نور عطا فرماتا ہے جس سے وہ ظلمات دنیا سے نجات پاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ (البقرہ:258) اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لاتے ہیں۔ وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

اور اپنے دوستوں کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ انہیں کوئی خوف اور

غم نہیں ہوگا۔ان کیلئے دنیا وآخرت دونوں میں خوشخبری ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے :اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ○اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ○ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (یونس:63-65) یعنی سنو! جو (لوگ) اللہ سے سچی محبت رکھنے والے ہیں ان پر نہ کوئی خوف (مستولی ہوتا) ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں ۔(یعنی وہ لوگ) جو ایمان لائے اور تقویٰ کو (ہمیشہ) لازم حال رکھتے تھے۔ان کیلئے (اس) ورلی زندگی میں (بھی خدا کی طرف سے) بشارت (پانے کا انعام مقرر) ہے اور بعد والی (زندگی) میں بھی۔اللہ کی (فرمودہ) باتوں میں (قطعاً) کوئی تبدیلی نہیں (ہوسکتی) یہ (وہ کامیابی ہے جو بڑی) عظیم الشان کامیابی (کہلاسکتی) ہے۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے مومنین کو دنیا میں بھی استحکام بخشتا ہے اور آخرت میں بھی جیسا کہ فرمایا: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (ابراہیم: 28) اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے مستحکم قول کے ساتھ دنیوی زندگی میں اور آخرت میں استحکام بخشتا ہے جبکہ اللہ ظالموں کو گمراہ ٹھہراتا ہے۔اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

نیز جو لوگ انبیا کے انذار وتبشیر کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے مقام اور اس کے وعید سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں نہ صرف یہ کہ زمین میں استحکام بخشتا ہے بلکہ اپنے مخالفین پر انہیں غلبہ بھی عطا کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ○وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ○(ابراھیم:15-16) اور ضرور ہم تمہیں ان کے بعد ملک میں بسادیں گے۔یہ اس کیلئے ہے جو میرے مقام سے خوف کھاتا ہے اور میری تنبیہ سے ڈرتا ہے اور انہوں نے (اللہ سے) فتح مانگی اور ہر جابر دشمن ہلاک ہوگیا۔

تبشیر کے نشانوں کا مقصد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’تبشیر کے نشانوں سے ڈرانا اور دھمکانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اپنے ان مطیع بندوں کو مطمئن کرنا اور ایمانی اور یقینی حالات میں ترقی دینا اور ان کے مضطرب سینہ پر دستِ شفقت و تسلی رکھنا مقصود ہوتا ہے ۔سو مومن قرآن شریف کے وسیلہ سے ہمیشہ تبشیر کے نشان پاتا رہتا ہے اور ایمان اور یقین میں ترقی کرتا جاتا ہے۔تبشیر کے نشانوں سے مومن کو تسلی ملتی ہے اور وہ اضطراب جو فطرتاً انسان میں ہے جاتا رہتا ہے اور سکینت دل پر نازل ہوتی ہے ۔ مومن بیرکت اتباع کتاب اللہ اپنی عمر کے آخری دن تک تبشیر کے نشانوں کو پاتا رہتا ہے اور تسکین اور آرام بخشنے والے نشان اس پر نازل ہوتے رہتے ہیں تا وہ یقین اور معرفت میں بے نہایت ترقیاں کرتا جائے اور حق الیقین تک پہنچ جائے اور تبشیر کے نشانوں میں ایک لطف یہ ہوتا ہے کہ جیسے مومن ان کے نزول سے یقین اور معرفت اور قوتِ ایمان میں ترقی کرتا ہے ایسا ہی وہ بوجہ مشاہدہ آلاء ونعماءِ الٰہی واحسانات ظاہرہ وباطنہ وجلیہ وخفیہ حضرت باری عز اسمہ جو تبشیر کے نشانوں میں بھرے ہوئے ہوتے ہیں محبت وعشق میں بھی دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ سو حقیقت میں عظیم الشان اور قوی الاثر اور مبارک اور موصل الی المقصود تبشیر کے نشان ہی ہوتے ہیں جو سالک کو معرفتِ کاملہ اور محبتِ ذاتیہ کے اس مقام تک پہنچا دیتے ہیں جو اولیاء اللہ کیلئے منتہی المقامات ہے اور قرآن شریف میں تبشیر کے نشانوں کا بہت کچھ ذکر ہے یہاں تک کہ اس نے ان نشانوں کو محدود نہیں رکھا بلکہ ایک دائمی وعدہ دے دیا ہے کہ قرآن شریف کے سچے متبع ہمیشہ ان نشانوں کو پاتے رہیں گے جیسا کہ وہ فرماتا ہے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (یونس:65) یعنی ایماندار لوگ دنیوی زندگی اور آخرت میں بھی تبشیر کے نشان پاتے رہیں گے جن کے ذریعے سے وہ دنیا اور آخرت میں معرفت اور محبت کے میدانوں میں ناپیدا کنار ترقیاں کرتے جائیں گے ۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو کبھی نہیں ٹلیں گی اور تبشیر کے نشانوں کو پالینا یہی فوز عظیم ہے۔(یعنی یہی ایک امر ہے جو محبت اور معرفت کے منتہیٰ مقام تک پہنچا دیتا ہے) (ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات، روحانی خزائن، جلد4، صفحہ 437)

انذار وتبشیر پر ایمان نہ لانے والوں کا حال

قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انبیا کی تعلیم اور ان کی نصائح کو نہ ماننے والوں اور انذار وتبشیر پر کان نہ دھرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اندھیروں میں بھٹکنے کیلئے چھوڑ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ:258) یعنی اور جو لوگ کافر ہیں ان کے دوست نیکی سے روکنے والے (لوگ) ہیں۔وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔وہ لوگ آگ (میں پڑنے) والے ہیں۔ وہ اس میں رہیں گے۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر آسودہ حال لوگ ہی نبیوں کے انذار وتبشیر کا انکار کرتے ہیں۔ان کے ساتھ استہزا سے کام لیتے ہیں اور ان کے انذار وتبشیر پر سنجیدگی سے غور کرنے کی بجائے وہ پوچھتے ہیں کہ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (سبا:30) اور وہ (جوش میں آکر) کہہ دیتے ہیں یہ وعدہ اگر تم سچے ہو کب پورا ہوگا؟

اس لیت ولعل کے بعد وہ ان ڈرانے والوں (انبیا) کا کھلا کھلا انکار کردیتے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے :وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (سبا:35) یعنی اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ہوشیار کرنے والا (نبی) نہیں بھیجا کہ اس کے مالداروں نے یہ نہ کہا ہو کہ (اے رسولو!) ہم تمہاری رسالت کے منکر ہیں۔

بلکہ وہ تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ (سبا:36) یعنی ہم تم سے مال اور اولاد میں زیادہ ہیں اور ہم پر کبھی بھی عذاب نازل نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتا ہے کہ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ (سبا:31) یعنی تو کہہ دے کہ تمہارے لیے ایک دن کی میعاد مقرر ہے نہ تو تم اس سے ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہو نہ ایک گھڑی آگے بڑھ سکو گے۔

نیز فرماتا ہے : وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ (سبا:39) یعنی اور وہ لوگ جو کہ ہمارے نشانوں کے متعلق ہم کو عاجز کرنے کیلئے کوششیں کرتے ہیں وہ لوگ سخت عذاب میں پیش کیے جائیں گے۔

انذار وتبشیر کی اقسام

انذار وتبشیر آئندہ زمانے میں انبیا کے مخالفین اور تابعین کے متعلق بد و نیک انجام کی پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتا ہے ۔ یہ پیشگوئیاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔بعض وعدہ پر مشتمل ہوتی ہیں اور بعض وعید یعنی کسی عذاب پر۔

الف: جو پیشگوئیاں کسی وعدہ پر مشتمل ہوتی ہیں اگر ان کے ساتھ کوئی شرط مذکور نہ ہو تو وہ وعدہ لفظاً لفظاً پورا کردیا جاتا ہے۔لیکن اگر وہ وعدہ مشروط ہو اور جس شخص یا قوم کے متعلق وعدہ ہو، وہ اس شرط کو پورا نہ کرے جس شرط سے یہ وعدہ مشروط ہے تو وہ وعدہ پورا نہیں کیا جاتا یا اس میں تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔ چنانچہ قوم موسیٰ علیہ السلام کو کنعان کی سرزمین دینے کا ان الفاظ میں وعدہ کیا گیا تھا کہ:

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ (مائدہ:22) اے میری قوم! ارضِ مقدس میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ رکھی ہے اور اپنی پیٹھیں دکھاتے ہوئے مُڑ نہ جاؤ ورنہ تم اس حال میں لوٹو گے کہ گھاٹا کھانے والے ہوگے۔

یہ وعدہ پشت نہ پھیرنے سے مشروط تھا۔

چونکہ بنی اسرائیل نے یہ کہہ کر پشت پھیر دی کہ:

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (المائدہ:25) انہوں نے کہا اے موسیٰ! ہم تو ہرگز اس (بستی) میں کبھی داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ اس میں موجود ہیں۔ پس جا تو اور تیرا ربّ دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے وہ علاقہ ان پر چالیس برس کیلئے حرام کردیا جیسا کہ فرمایا: قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ (المائدہ:27)

ب: وعید کی تمام پیشگوئیاں عدم عفو کی شرط سے مشروط ہوتی ہیں۔ چنانچہ عقائد میں یہ مسلم ہے کہ اِنَّ جَمِيْعَ الْوَعِيْدَاتِ مَشْرُوْطَةٌ بِعَدَمِ الْعَفْوِ فَلَا يَلْزَمُ مِنْ تَرْكِهَا دُخُوْلُ الْكِذْبِ فِيْ كَلَامِ اللّٰهِ (تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 409 مصری، بحوالہ اخبار بدر 28-21 دسمبر 1995 صفحہ 74) یعنی وعیدی پیشگوئیوں میں یہ شرط ہوتی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے معاف نہ کردیا تو لفظاً لفظاً پوری ہوتی ہیں ۔لہٰذا اگر وعیدی پیشگوئی پوری نہ ہو تو اس سے خدا کے کلام کا جھوٹا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

تفسیر روح المعانی جلد دوم صفحہ 55 میں

لکھا ہے:

(ترجمہ از عربی عبارت) ’’خدا تعالیٰ کیلئے جائز ہے وہ وعید (یعنی عذاب کی پیشگوئی) میں تخلّف کرے اگر چہ وعدہ کے خلاف کرنا ممتنع ہے اور اسی طرح سنت میں بھی وارد ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’اگر خدا تعالیٰ انسان کے عمل پر کسی ثواب (انعام) کا وعدہ کرے تو اسے پورا کرتا ہے۔ اور جس سے اسکے کسی عمل پر عذاب کی وعید کرے اسے اختیار ہے‘‘ (چاہے تو اسے پورا کرے چاہے تو معاف کردے) اور ائمہ صادقین کی دعاؤں میں سے ایک دعا یوں ہے کہ اے وہ اللہ کہ جب وعدہ کرے تو پورا کرتا ہے اور جب وعید کرے تو معاف کرتا ہے۔‘‘

(بحوالہ اخبار بدر 28-21 دسمبر 1995 صفحہ 74)

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ استغفار اور رجوع الی اللہ سے انذاری پیشگوئی یعنی عذاب الٰہی ٹل بھی سکتا ہے۔ سورۃ زخرف میں ہے کہ جب قوم فرعون پر موعود عذاب آتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ○ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ (الزخرف: 50-51) یعنی انہوں نے کہا اے جادوگر! ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر۔ اس عہد کی وجہ سے جو اس نے تجھ سے کیا ہے۔ ہم یقیناً ہدایت پانے والے ہیں۔ اور جب ہم نے ان سے عذاب دور کر دیا تو وہ معاً وعدہ توڑ دیتے تھے۔

اسی طرح فرماتا ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (سورۃ الانفال: 34) یعنی خدا تعالیٰ انہیں عذاب دینے والا نہیں درآں حالیکہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔

اسی طرح قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وعید (انذاری پیشگوئی) میں اگر شرط کے ظاہری الفاظ نہ بھی ہوں تو بھی توبہ و استغفار سے عذاب ٹل جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو واضح الفاظ میں ان کی قوم پر تین دن میں عذاب نازل ہونے کی خبر دی۔ ان کی قوم اگر چہ ان پر ایمان نہیں لائی تھی لیکن وہ جانتے تھے کہ حضرت یونس کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اسی لیے ان کی قوم کے بوڑھے جوان عورتیں مرد بچے سب ایک میدان میں نکل کر گریہ وزاری کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے اس عذاب کو ٹال دیا اور ان کے اس عمل کو اتنا پسند کیا کہ قرآن مجید میں اسے بطور نمونہ پیش کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ (سورہ یونس: 99) یعنی پس کیوں یونس کی قوم کے سوا ایسی کوئی بستی والے نہیں ہوئے جو ایمان لائے ہوں اور جن کو اُن کے ایمان نے فائدہ پہنچایا ہو۔ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے ان سے اس دنیوی زندگی میں ذلّت کا عذاب دور کر دیا اور انہیں ایک مدت تک سامان معیشت عطا کئے۔

تقدیر مبرم اور تقدیر معلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’انسان کی فطرت میں یہ بھی ایک خاصہ ہے کہ وہ باوجود شقی ازلی ہونے کے شدت خوف اور ہول کے وقت میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیتا ہے لیکن اپنی شقاوت کی وجہ سے پھر بلا سے رہائی پا کر اس کا دل سخت ہو جاتا ہے جیسے فرعون کا دل ہر ایک رہائی کے وقت سخت ہوتا رہا۔ سو ایسے رجوع کا نام خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں منافقانہ رجوع نہیں رکھا کیونکہ منافق کے دل میں کوئی سچا خوف نازل نہیں ہوتا اور اسکے دل پر حق کا رعب اثر نہیں ڈالتا لیکن اس شقی کے دل میں راہ راست کی عظمت کو خیال میں لا کر ایک سچا خوف پیشگوئی کے سننے کے وقت میں بال بال میں پھر جاتا ہے مگر چونکہ شقی ہے اس لیے یہ خوف اسی وقت تک رہتا ہے جب تک نزول عذاب کا اس کو اندیشہ ہوتا ہے......

غرض منافقانہ رجوع درحقیقت رجوع نہیں ہے لیکن جو خوف کے وقت میں ایک شقی کے دل میں واقعی طور پر ایک ہراس اور اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے اس کو خدا تعالیٰ نے رجوع میں ہی داخل رکھا ہے اور سنت اللہ نے ایسے رجوع کو دنیوی عذاب میں تاخیر پڑنے کا موجب ٹھہرایا ہے گو اُخروی عذاب ایسے رجوع سے ٹل نہیں سکتا مگر دنیوی عذاب ہمیشہ ٹلتا رہا ہے اور دوسرے وقت پر پڑتا رہا ہے۔ قرآن کو غور سے دیکھو اور جہالت کی باتیں مت کرو اور یاد رہے کہ آیت لَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا کو اس مقام سے کچھ تعلق نہیں۔ اس آیت کا تو مدعا یہ ہے کہ جب تقدیر مبرم آجاتی ہے تو ٹل نہیں سکتی مگر اس جگہ بحث تقدیر معلق میں ہے جو مشروط بشرائط ہے جبکہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں آپ فرماتا ہے کہ میں استغفار اور تضرع اور غلبہ خوف کے وقت میں عذاب کو کفار کے سر پر سے ٹال دیتا ہوں اور ٹالتا رہا ہوں۔‘‘

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 80)

بعض اوقات ایک انذاری پیشگوئی تقدیر مبرم کی شکل میں ہوتی ہے لیکن درحقیقت وہ خدا کی نظر میں تقدیر مبرم نہیں ہوتی بلکہ معلق ہی ہوتی ہے اور ملہم پر اسکا معلق ہونا ظاہر نہیں کیا جاتا اور وہ اجتہاداً اس کے قطعی مبرم ہونے کا حکم ہی لگا دیتا ہے اور پھر خبر کے پورا نہ ہونے پر پتا لگتا ہے کہ یہ دراصل معلق تھی۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات جلد اوّل مکتوب 217 صفحہ 223 میں لکھتے ہیں:

(ترجمہ فارسی عبارت سے) ’’جاننا چاہئے کہ اگر یہ سوال کریں کہ اس بات کا کیا سبب ہے کہ بعض آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر دینے سے متعلق بعض کشوف جو خدا کے پیاروں سے صادر ہوتے ہیں غلط واقع ہو جاتے ہیں اور ان کے خلاف ظہور میں آتا ہے۔ مثلاً خبر دیتے ہیں کہ فلاں شخص ایک ماہ میں مر جائے گا یا سفر سے وطن واپس آجائے گا۔ اتفاقاً ایک ماہ کے بعد دونوں میں سے کوئی بات وقوع میں نہیں آتی۔ اس سوال کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یہ کشف اور اس کی خبر مشروط بشرائط ہوتی ہے جس پر اس وقت صاحب کشف کو ان شرائط کی تفصیل سے اطلاع نہیں ملتی۔ وہ اس کے متعلق پورے ہونے کا حکم لگا دیتا ہے...... لیکن اس عارف کو اس کی تعلیق اور محو کی قابلیت کی خبر نہیں ہوتی اس صورت میں اپنے علم کے تقاضا کے مطابق وہ حکم لگا دیتا ہے۔ ناچار ایسی خبر کے پورا نہ ہونے کا احتمال ہوگا۔‘‘

اس جگہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا ایک واقعہ اور حضرت جبریل علیہ السلام کی پیشگوئی بھی درج کرتے ہیں جس میں ایک شخص کی موت کی خبر دی گئی تھی مگر وہ صدقہ دینے کی وجہ سے بچ گیا۔ (مکتوبات، جلد اول، صفحہ 232 بحوالہ اخبار بدر 21-28 دسمبر 1995 صفحہ 77)

تفسیر روح البیان مطبوعہ مصر جلد 1 صفحہ 257 میں ایک واقعہ درج ہے کہ ایک دھوبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے جب کہ ایک حواریوں کی جماعت ان کے ساتھ تھی گزرا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے کہا کہ اس آدمی کے جنازہ پر ظہر کے وقت حاضر ہو جانا۔ وہ نہ مرا تو جبریل نازل ہوا۔ حضرت عیسیٰ نے اسے کہا کیا تو نے مجھے اس دھوبی کی موت کی خبر نہ دی تھی؟ جبریل نے کہا ہاں لیکن اس نے تین روٹیاں صدقہ میں دے دیں تو موت سے نجات پا گیا‘‘

(ایضاً، اخبار بدر صفحہ 78)

پس صدقہ اور دعا سے بظاہر معلوم ہونے والی پیشگوئیاں بھی ٹل جاتی ہیں جو دراصل معلق ہوتی ہیں۔

انذاری و تبشیری پیشگوئیوں کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ کبھی ایک بات بتائی جاتی ہے مگر وہ کسی اور رنگ میں پوری ہوتی ہے چنانچہ تاریخ الخمیس میں لکھا ہے کہ:

’’اسماعیلی نے کہا ہے کہ اہل تعبیر نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اُسید بن ابی العیص کو مسلمان ہونے کی حالت میں مکہ کا والی دیکھا۔ وہ تو کفر پر مر گیا اور رؤیا اسکے بیٹے عتاب کے حق میں پوری ہوئی جو مسلمان ہوگیا۔‘‘

(تاریخ الخمیس جلد 2 صفحہ 121، بحوالہ اخبار بدر 28-21 دسمبر 1995 صفحہ 78)

اسی طرح بخاری کتاب الرؤیا جلد 4 میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔ یہاں تک کہ وہ میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف لے گئے اب تم (اے صحابہ) ان خزانوں کو لا رہے ہو۔ (ایضاً، اخبار بدر، صفحہ 78)

گزشتہ انبیا کا انذار و تبشیر اور ان کے نشانات

حضرت نوح علیہ السلام کا انذار و تبشیر

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر انبیا کرام کے انذاری و تبشیری نشانات بیان کیے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ○ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاۗءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(سورۃ النوح: 2-5)

یعنی یقیناً ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا کہ تُو اپنی قوم کو ڈرا اس سے پہلے کہ اُن کے پاس دردناک عذاب آ جائے۔ اُس نے کہا۔ اے میری قوم! یقیناً میں تمہارے لئے ایک کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں۔ کہ اللہ کی عبادت کرو اور اُس کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور ایک معیّن مدت تک مُہلت دے گا۔ یقیناً اللہ کا (مقرر کردہ) وقت جب آ جاتا ہے تو وہ ٹالا نہیں جاسکتا۔ کاش تم جانتے۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی حضرت نوح نے اپنی قوم کو اس بات کی طرف بلایا کہ میری باتیں مانو تا کہ اللہ تمہیں معاف کر دے، انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنے کپڑے سمیٹ لیے اور تکبر سے کام لیا۔ حضرت نوح انہیں دن رات بڑے درد سے پکار پکار کر کہتے رہے کہ اپنے ربّ سے بخشش طلب کرو، وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر موسلا دھار برسنے والا بادل بھیجے گا اور اموال و اولاد کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغات بنائے گا اور نہریں جاری کرے گا۔ غرضیکہ آپ نے ہر طرح سے ان کی سوئی ہوئی فطرت کو جگانے اور جھنجھوڑنے کی کوشش کی لیکن ان کی قوم نے ان کی بات نہیں مانی اور اپنے معبودان باطلہ کی پرستش پر قائم رہے اور حضرت نوح کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور ان کے خلاف مکر و تدابیر کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کی ان لوگوں کے مقابل مدد کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یقیناً وہ ایک بڑی بدی میں مبتلا تھے پس اللہ نے ان سب کو غرق کر دیا اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کو اللہ تعالیٰ نے ایک کشتی کے ذریعہ نجات دی اور ان لوگوں کو زمین میں جانشین بنا دیا۔

حضرت ہود علیہ السلام کا انذار و تبشیر

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان الفاظ میں انذار و تبشیر کیا کہ وَيٰقَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا وَّيَزِدۡكُمۡ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمۡ وَلَا تَتَوَلَّوۡا مُجۡرِمِيۡنَ (ھود:53)

اور اے میری قوم! اپنے ربّ سے استغفار کرو پھر اسی کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو۔ وہ تم پر لگاتار مینہ برساتے ہوئے بادل بھیجے گا اور تمہاری قوت میں مزید قوت کا اضافہ کرے گا اور جرموں کا ارتکاب کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر نہ چلے جاؤ۔ سورہ ہود میں ذکر ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں وہ تمام باتیں پہنچا چکا ہوں جن کے ساتھ میں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں۔ اب اگر تم پھر جاؤ یعنی میری باتیں نہ مانو تو میرا ربّ تمہارے علاوہ کسی اور قوم کو جانشین بنا دیگا اور تم اسے کچھ نقصان پہنچا نہیں سکو گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے صادر ہونے کا وقت آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور عاد قوم جس نے اپنے ربّ کی آیات کا انکار کیا تھا اور اسکے رسولوں کی نافرمانی کی تھی، اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی لعنت ان کے پیچھے لگا دی۔

حضرت صالح علیہ السلام کا انذار و تبشیر

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم ثمود کو ان الفاظ میں انذار و تبشیر کیا:

قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمۡ اٰيَةً فَذَرُوۡهَا تَاۡكُلۡ فِيۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ (اعراف:73)

اس نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ یقیناً تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے ایک روشن دلیل آ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے ایک نشان ہے پس اسے چھوڑ دو کہ یہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ ورنہ اس کے نتیجہ میں تمہیں دردناک عذاب پکڑ لے گا۔ قوم کے سرداروں نے تکبر سے کام لیتے ہوئے حضرت صالح کا انکار کر دیا۔ انہوں نے قوم کے ان کمزور لوگوں کو جو حضرت صالح پر ایمان لائے تھے بہلا پھسلا کر بھی اور ڈرا دھمکا کر بھی حضرت صالح کا ساتھ چھوڑنے کیلئے مجبور کیا لیکن انہوں نے واضح الفاظ میں کہا کہ ہم صالح پر ایمان لاتے ہیں۔ انہوں نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ جس اونٹنی کو تکلیف پہنچانے سے انہیں منع کیا تھا اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ گویا تبلیغ کے راستے میں حائل ہونے کی کوشش کی اور عواقب سے لاپروائی برتتے ہوئے بڑی ڈھٹائی سے کہا کہ اے صالح! اگر تو واقعی سچا ہے تو جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے یعنی عذاب، اسے لے آ۔ اس پر انہیں ایک سخت زلزلے نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انذار و تبشیر

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان الفاظ میں انذار کیا کہ وَ اِبۡرٰهِيۡمَ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوۡهُ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (العنکبوت:17)

اور ابراہیم (کو بھی بھیجا تھا) جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اسی کا تقویٰ اختیار کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ (بہتر ہوتا) اگر تم علم رکھتے۔

آپ نے اپنی قوم کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ تم اللہ کو چھوڑ کر محض بتوں کی عبادت کرتے ہو اور جھوٹ گھڑتے ہو۔ یقیناً وہ لوگ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو تمہارے لئے کسی رزق کی ملکیت نہیں رکھتے۔ پس اللہ کے حضور ہی رزق چاہو اور اُس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔ اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

آپ نے انہیں تنبیہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ نہ تم زمین میں (اللہ کو) عاجز کرنے والے ہو اور نہ آسمان میں اور تمہارے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے نہ کوئی مددگار۔ حضرت ابراہیم کی قوم نے جواب دیا کہ اسے قتل کر دو یا جلا دو۔ اس کے مقابل پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات بخشی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت سے تبشیری نشانات بھی عطا فرمائے تھے جن پر اُس زمانے سے لیکر آج تک آپ سے تعلق رکھنے والے، خصوصاً مسلمان ایمان رکھتے ہیں اور اس ایمان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکات سے حصہ پا رہے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انذار و تبشیر

سورۃ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنۡ اَخۡرِجۡ قَوۡمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ۙ وَذَكِّرۡهُمۡ بِاَيّٰٮمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّـكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ (ابراھیم:6) اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنے نشانات کے ساتھ یہ اذن دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لا اور انہیں اللہ کے دن یاد کرا۔ یقیناً اس میں ہر بہت صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کیلئے بہت سے نشانات ہیں۔

پھر فرماتا ہے :وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى تِسۡعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ (بنی اسرائیل:102)

یعنی ہم نے موسیٰ کو نو کھلے کھلے نشانات عطا کئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ان نشانات کا بھی ذکر ملتا ہے جن میں بعض انذاری تھے اور بعض تبشیری۔ چنانچہ سورہ طٰہٰ آیت 21 سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ایک ایسا عصا عطا فرمایا جو سانپ بن جاتا تھا جیسا کہ فرمایا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسۡعٰى۔

آپ کا دوسرا بڑا (تبشیری) نشان ''ید بیضاء'' کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا: وَاضۡمُمۡ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ اٰيَةً اُخۡرٰى (طٰہٰ:23) اور اپنے ہاتھ کو بغل میں دبا لے۔ جب تو اسے نکالے گا تو وہ سفید ہوگا مگر بغیر کسی بیماری کے، یہ ایک نشان ہوگا۔

پھر سورہ اعراف آیت 134 میں آپ کے (انذاری) نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ الطُّوۡفَانَ وَالۡجَـرَادَ وَالۡقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ۔ تب ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون بھیجا۔ (یہ) الگ الگ نشان (تھے) تب بھی انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم بن گئے۔

پھر سورہ بقرہ میں فرمایا :وَاِذۡ فَرَقۡنَا بِكُمُ الۡبَحۡرَ (بقرہ:50) اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لیے سمندر کو پھاڑا (اور فرعون کے مظالم سے نجات دی)

نیز فرمایا وَاَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى ۔ (بقرہ: 58) ہم نے تمہارے لیے من اور سلویٰ اتارے۔

لیکن ان تمام انذاری اور تبشیری نشانات کے باوجود حضرت موسیٰ کی قوم نے تکبر سے کام لیا جیسا کہ فرمایا: فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ (الاعراف:134)

حضرت موسیٰؑ کی قوم کا یہ حال تھا کہ جب کبھی بھی ان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی عذاب نازل ہوتا تو وہ چلا اٹھتے کہ اے موسیٰ! اپنے رب کو پکار اور وہ تمام وعدے یاد دلا جو اس نے تجھ سے کیے ہیں اگر اس نے ہم سے عذاب دور کر دیا تو ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے لیکن جب خدا تعالیٰ ان سے عذاب دور کر دیتا تو وہ وعدہ خلافی کرنے لگ جاتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی اس بار بار کی وعدہ خلافی کی وجہ سے ہم نے انہیں عذاب میں مبتلا کیا۔

آنحضرت ﷺ بحیثیت بشیر و نذیر

قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بشیر و نذیر کے لقب سے یاد فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّاۤ

اَرۡسَلۡنٰکَ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا ۙ وَّ لَا تُسۡـَٔلُ عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَحِیۡمِ (البقرہ: 120) یعنی یقیناً ہم نے تجھے حق کے ساتھ بشیر اور نذیر کے طور پر بھیجا ہے اور تجھ سے جہنّم والوں کے بارہ میں نہیں پوچھا جائے گا۔

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد باری تعالیٰ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا (الفرقان 57) کے تحت سب سے بڑھ کر انذار و تبشیر کا کام کیا۔

اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا تو سب سے پہلے لوگوں کو ڈرانے کا حکم دیا جیسا کہ فرمایا: یٰۤاَیُّہَا الۡمُدَّثِّرُ۔ قُمۡ فَاَنۡذِرۡ (سورہ مدثر 2-3) اے کپڑا اوڑھنے والے۔ اٹھ کھڑا ہو اور انتباہ کر۔ نیز اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرانے کا بھی حکم دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ (الشعرا: 215) اور اپنے اہلِ خاندان یعنی اقرباء کو ڈرا۔ اس حکم ربانی کی تعمیل میں آنحضرت ﷺ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو حضرت ابوطالب کے گھر میں دعوت دی جس میں تقریباً 40 افراد شریک ہوئے آپ کے چچا ابوطالب، حمزہ اور ابولہب نے بھی شامل ہوئے۔ کھانا کھا لینے کے بعد جب آنحضرت نے اپنا فریضہ ادا کرنے کا ارادہ فرمایا تو ابولہب بڑھ کر کچھ ایسی باتیں کیں جس سے سارا مجمع منتشر ہو گیا اور آپ اپنی بات اُن کے سامنے نہیں رکھ سکے۔

آپؐ نے ایک بار پھر اُنہیں کھانے پر بلایا اور اس بار آپؐ نے ان سے کھانے سے پہلے فرمایا: اے عبد المطلب کے بیٹو: پورے عرب میں مجھے کوئی ایسا شخص دکھائی نہیں دیتا جو اپنی قوم کیلئے مجھ سے بہتر چیز لایا ہو، میں تمہارے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی لے کر آیا ہوں اور اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھیں اس دین کی دعوت دوں، تم میں سے کون ہے جو اس کام میں میرا ہاتھ بٹائے تا کہ وہ میرا بھائی، میرا وصی اور میرا جانشین ہو؟ سب لوگ خاموش رہے سوائے علی بن ابی طالب کے جو سب سے کم سن تھے۔ آپ اٹھے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس راہ میں میں آپ کا یار و مددگار ہوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ علی کی گردن پر رکھا اور فرمایا: اِنَّ ھٰذَا اَخِیۡ وَوَصِیۡ وَخَلِیۡفَتِیۡ فِیۡکُمۡ فَاسۡمَعُوۡا لَہٗ وَاَطِیۡعُوۡہُ۔ یہ علی تمہارے درمیان میرا بھائی، میرا وصی اور میرا جانشین ہے اسکی باتوں کو سنو اور اسکے فرمان کی اطاعت کرو۔ یہ سن کر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور تمسخر آمیز مسکراہٹ ان کے لبوں پر تھی اور ابوطالب سے کہنے لگے، اب تم اپنے بیٹے کی باتوں کو سنا کرو اور اس کے فرمان پر عمل کیا کرنا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس وقت قریش کے ہر قبیلے کا نام لے لے کر انھیں بلایا اور انھیں جہنم کے عذاب سے ڈرایا۔ آپؐ نے انہیں فرمایا کہ تم خود ہی اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، ورنہ کفر کی صورت میں میں تمھارا دفاع نہیں کر سکوں گا۔ (تاریخ امم والملوک معروف بہ تاریخ طبری از جریر الطبری جلد اول، صفحہ 89، نفیس اکیڈمی کراچی)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو آنحضرت ﷺ کو ایک نذیر کے طور پر پیش فرمایا تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ اس نذیر کی باتوں پر ایمان لائیں گے ان کی مغفرت ہوگی اور جو لوگ ایمان نہیں لائیں گے وہ دوزخ میں جائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ○ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ○ وَالَّذِیۡنَ سَعَوۡا فِیۡۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیۡنَ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ ○ (الحج: 50-52) تو کہہ دے کہ اے تمام انسانو! میں تمہارے لئے محض ایک کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں (پھر آپ پر ایمان لانے والوں کے متعلق فرماتا ہے) پس وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان کیلئے بخشش ہے اور ایک عزت والا رزق ہے (اور آپ کی مخالفت کرنے والوں کے متعلق فرمایا) اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو عاجز کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بہت بھاگ دوڑ کی یہی دوزخ والے ہیں۔

اسی طرح فرمایا: اِنَّمَا تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکۡرَ وَخَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ ۚ فَبَشِّرۡہُ بِمَغۡفِرَۃٍ وَّاَجۡرٍ کَرِیۡمٍ (سورہ یٰس: 12) تو صرف اُسے ڈرا سکتا ہے جو نصیحت کی پیروی کرتا ہے اور رحمان سے غیب میں ڈرتا ہے۔ پس اسے ایک بڑی مغفرت کی اور معزز اجر کی خوشخبری دے دے۔

عرب کے لوگ آپ کی بعثت سے قبل بڑے بڑے گناہوں اور خراب عادتوں میں مبتلا تھے۔ اخلاق فاضلہ تو دور کی بات ہے وہ معمولی معمولی ادب کی باتوں سے بھی نا آشنا تھے۔ بت پرستی، شراب خوری، قمار بازی، لوٹ پاٹ، قتل و غارت، ڈاکہ زنی غرضیکہ ہر بری عادت ان میں تھی اور اس پر فخر ہوتا تھا۔ صبر و برداشت کا مادہ اس قدر ناپید تھا کہ ذرا ذرا سی بات پر قتل ہو جاتے تھے اور پھر سالہا سال خوں ریز جنگیں جاری رہتی تھیں۔ عورتوں کی کوئی عزت نہیں کرتا تھا۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ نہ ان کو ورثہ میں حصہ ملتا تھا بلکہ وہ خود ترکہ میں بانٹ دی جاتی تھیں۔ عہد و پیمان کا کوئی پاس نہیں تھا۔ راستوں کا امن مفقود تھا۔ ناجائز تعلقات کو بڑے فخر سے اشعار کی صورت میں پیش کیا جاتا تھا یہاں تک زمانہ جاہلیت کے سات مشہور قصائد جن میں عورتوں سے اپنے عشقیہ تعلقات کو بیان کیا گیا تھا، خانہ کعبہ سے لٹکے ہوئے تھے۔ ان حالات میں عرب کی سنگلاخ زمین پر آنحضرت ﷺ کا ظہور ہوا۔ خدا کی رحمت نے ابر باران بن کر اس بے آب و گیاہ چٹیل میدان کو گل و گلزار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کو ان تمام گناہوں اور مخرب الاخلاق عادتوں سے نجات دلائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا احکامات کی پیروی میں اپنے متبعین کو بڑی کثرت سے بشارات عطا فرمائیں۔ آپ کا طریق تھا کہ جب بھی کسی نیکی کی ترغیب دیتے تو ساتھ ہی خدا کی رضا اور دنیا و آخرت کی بھلائی اور جنت کی بشارت عطا فرماتے۔ کبھی آپ فرماتے مَنۡ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الۡجَنَّۃَ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ بظاہر عرب کے مشرکانہ ماحول میں اپنے خود تراشیدہ تین سو پینسٹھ بتوں کو چھوڑ کر لا الٰہ الا اللہ کہنا تو گویا ایک موت کو اپنے اوپر وارد کرنے کے مترادف تھا۔ ایسا کہنے کیلئے بڑے دل گردے کی ضرورت تھی اور اس مشرکانہ ماحول میں مکہ کے مشرک رؤسا کے سامنے کلمہ طیبہ کا اظہار اپنی موت کو دعوت دینے کے برابر تھا۔ آپ ﷺ اپنے متبعین کو دراصل یہ بتاتے کہ یہ کلمہ خدا کے نزدیک اتنا پیارا ہے کہ وہ اس کے پڑھنے والے کو اس دنیا میں ہی اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کر دیتا ہے۔

کبھی آپ فرماتے کہ أَنَا وَکَافِلُ الۡیَتِیۡمِ کَھَاتَیۡنِ فِی الۡجَنَّۃِ (صحیح بخاری) کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور ایسا کہتے ہوئے آپ اپنی شہادت کی اور درمیان کی انگلی کو ملا لیتے۔

کبھی آپ فرماتے کہ اَلسَّاعِیۡ عَلَی الۡأَرۡمَلَۃِ وَالۡمِسۡکِیۡنِ کَالۡمُجَاھِدِ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ (صحیح بخاری) بیوہ عورت اور مسکین کے (کاموں) کے لئے کوشش کرنے والا راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔

کبھی آپ نماز میں پہلی صف میں شامل ہونے والوں کو خدا کے فضلوں کے حصول کی ترغیب دلاتے ہوئے فرماتے کہ لَوۡ یَعۡلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الۡأَوَّلِ ثُمَّ لَمۡ یَجِدُوۡا إِلَّا أَنۡ یَسۡتَہِمُوۡا عَلَیۡہِ لَاسۡتَہَمُوۡا وَلَوۡ یَعۡلَمُوۡنَ مَا فِی التَّہۡجِیۡرِ لَاسۡتَبَقُوۡا إِلَیۡہِ وَلَوۡ یَعۡلَمُوۡنَ مَا فِی الۡعَتَمَۃِ وَالصُّبۡحِ لَأَتَوۡھُمَا وَلَوۡ حَبۡوًا
(بخاری کتاب الاذان)

اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان کہنے اور نماز پہلی صف میں پڑھنے سے کتنا ثواب ملتا ہے۔ پھر ان کے لیے قرعہ ڈالنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہ باقی رہتا، تو البتہ اس پر قرعہ اندازی ہی کرتے اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ نماز کیلئے جلدی آنے میں کتنا ثواب ملتا ہے تو اس کیلئے دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ عشاء اور صبح کی نماز کا ثواب کتنا ملتا ہے، تو ضرور کولہوں کے بل گھسٹتے ہوئے ان کیلئے آتے۔
(بخاری کتاب الاذان)

آپ ایک ایک نیکی کا دس دس گنا بلکہ سات سو گنا تک اجر بھی بیان فرماتے۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے ”السلام علیکم“ کہا۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیا، پھر وہ بیٹھ گیا، تو نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”اس کو دس نیکیاں ملیں“ پھر ایک اور شخص آیا، اس نے ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ کہا۔ آپ نے اسے جواب دیا، پھر وہ شخص بھی بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: ”اس کو بیس نیکیاں ملیں“ پھر ایک اور شخص آیا اس نے ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ کہا۔ آپ نے اسے بھی جواب دیا، پھر وہ بھی بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: ”اسے تیس نیکیاں ملیں (سنن ابوداود، باب کیف السلام)

آپ نے اپنے متبعین کو بڑی بڑی عظیم بشارات بھی عطا فرمائیں۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا: اے مسلمانو! عنقریب تم قسطنطنیہ کو فتح کرو گے اور قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں تمہارے دست تصرف میں ہوں گی۔ مصر پر تمہاری حکومت کا پرچم لہرائے گا۔ تم سے ترکوں کی جنگ ہو گی جن کی آنکھیں چھوٹی

چھوٹی اور چہرے چوڑے ہوں گے اوران جنگوں میں تم کو فتح مبین حاصل ہوگی۔

(بخاری، جلد 1، باب علامات النبوۃ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام، فارس، مدائن، یمن اور صنعاء کی فتوحات کی بشارت بھی اپنے متبعین کو عطا فرمائی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب جنگ خندق کے واقعات کے ضمن میں لکھتے ہیں:

’’خندق کھودتے کھودتے ایک جگہ سے ایک پتھر نکلا جو کسی طرح ٹوٹنے میں نہ آتا تھا اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ وہ تین دن کے مسلسل فاقہ سے سخت نڈھال ہو رہے تھے۔ آخر تنگ آکر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک پتھر ہے جو ٹوٹنے میں نہیں آتا۔ اس وقت آپ کا بھی یہ حال تھا کہ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا مگر آپؐ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور ایک کدال لے کر اللہ کا نام لیتے ہوئے اس پتھر پر ماری۔ لوہے کے لگنے سے پتھر میں سے ایک شعلہ نکلا جس پر آپؐ نے زور کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اور فرمایا کہ مجھے مملکت شام کی کنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! اس وقت شام کے سرخ محلات میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اس ضرب سے وہ پتھر کسی قدر شکستہ ہو گیا۔ دوسری دفعہ آپؐ نے پھر اللہ کا نام لے کر کدال چلائی اور پھر ایک شعلہ نکلا جس پر آپؐ نے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اور فرمایا اس دفعہ مجھے فارس کی کنجیاں دی گئی ہیں اور مدائن کے سفید محلات مجھے نظر آرہے ہیں۔ اس دفعہ پتھر کسی قدر زیادہ شکستہ ہوگیا۔ تیسری دفعہ آپؐ نے پھر کدال ماری جس کے نتیجہ میں پھر ایک شعلہ نکلا اور آپؐ نے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اور فرمایا اب مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! صنعاء کے دروازے مجھے اس وقت دکھائے جا رہے ہیں۔ اس دفعہ وہ پتھر بالکل شکستہ ہو کر اپنی جگہ سے گر گیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقعہ پر بلند آواز سے تکبیر کہی اور پھر بعد میں صحابہؓ کے دریافت کرنے پر آپؐ نے یہ کشوف بیان فرمائے اور مسلمان اس عارضی روک کو دور کر کے پھر اپنے کام میں مصروف ہوگئے۔‘‘

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ نظارے عالم کشف سے تعلق رکھتے تھے۔ گویا اس تنگی کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مسلمانوں کی آئندہ فتوحات اور فراخیوں کے مناظر دکھا کر صحابہؓ میں امید و شگفتگی کی روح پیدا فرمائی مگر بظاہر حالات یہ وقت ایسا تنگی اور تکلیف کا وقت تھا کہ منافقین مدینہ نے ان وعدوں کو سن کر مسلمانوں پر پھبتیاں اڑائیں کہ گھر سے باہر قدم رکھنے کی طاقت نہیں اور قیصر و کسریٰ کی مملکتوں کے خواب دیکھے جا رہے ہیں مگر خدا کے علم میں یہ ساری نعمتیں مسلمانوں کیلئے مقدر ہو چکی تھیں۔ چنانچہ یہ وعدے اپنے اپنے وقت پر یعنی کچھ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں اور زیادہ تر آپؐ کے خلفاء کے زمانہ میں پورے ہو کر مسلمانوں کے ازدیادِ ایمان و امتنان کا باعث ہوئے۔

(سیرت خاتم النّبیین از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 577-578)

اسی سنت متواترہ کو جاری رکھتے ہوئے اس زمانے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انذار و تبشیر فرمایا۔ آپ نے بکثرت اپنے مخالفین کو اپنی مخالفت کے بدانجام سے ڈرایا اور متبعین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والے بے شمار فضلوں کی نوید سنائی۔ ایک طرف جہاں آپ نے اپنے مخالفین کے بدانجام کی پیشگوئیاں کیں تو دوسری طرف اپنے ماننے والوں اور اپنے سلسلہ کی ترقی کی خوشخبریاں عطا فرمائیں اور یہ تمام انذاری و تبشیری پیشگوئیاں اپنے اپنے وقت پر پوری ہوئیں اور ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ چونکہ یہ ایک الگ اور وسیع مضمون ہے اور یہ خاص نمبر بھی اسی عنوان کے تحت شائع کیا جا رہا ہے تاہم مضمون کے سلسلے کو مکمل کرنے کیلئے مسیح آخرالزمان کا ذکر ناگزیر تھا اس لیے کنایۃً اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

......☆......☆......☆......

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اَے غافلو اب آگ برسانے کو ہے

پاکیزہ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے
پھر خدا قُدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے

وہ جو ماہِ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ
تم یقیں سمجھو کہ وہ اِک زجر سمجھانے کو ہے

آنکھ کے پانی سے یارو! کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اَے غافلو اب آگ برسانے کو ہے

کیوں نہ آویں زلزلے، تقویٰ کی رہ گم ہو گئی
اِک مُسلماں بھی مُسلماں صرف کہلانے کو ہے

کس نے مانا مجھ کو ڈر کر کس نے چھوڑا بغض و کِیں
زندگی اپنی تو اُن سے گالیاں کھانے کو ہے

کافر و دجّال اور فاسق ہمیں سب کہتے ہیں
کون ایماں صدق اور اِخلاص سے لانے کو ہے

جس کو دیکھو بد گمانی میں ہی حد سے بڑھ گیا
گر کوئی پوچھے تو سَو سَو عیب بتلانے کو ہے

چھوڑتے ہیں دِیں کو اور دُنیا سے کرتے ہیں پیار
سَو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتانے کو ہے

ہاتھ سے جاتا ہے دل دِیں کی مصیبت دیکھ کر
پر خدا کا ہاتھ اب اِس دِل کو ٹھہرانے کو ہے

اس لیے اب غیرت اس کی کچھ تمہیں دکھلائے گی
ہر طرف یہ آفتِ جاں ہاتھ پھیلانے کو

موت کی رہ سے ملے گی اب تو دیں کو کچھ مدد
ورنہ دیں اَے دوستو! اِک روز مَر جانے کو ہے

یا تو اِک عالم تھا قُرباں اُس پہ یا آئے یہ دن
ایک عبدالعبد بھی اس دیں کے جھٹلانے کو ہے

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

ترجمہ: اے لوگو! تم عبادت کرو اپنے رب کی، جس نے تمہیں پیدا کیا اوران کو بھی جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ (البقرۃ:22)

طالب دعا: نورالہدیٰ وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے، ہر اس شخص کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ (الاحزاب:22)

طالب دعا: صبیحہ کوثر وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

پیشگوئیوں کے اصول

وہ بات جو انسانی قیاس وعلم سے بالا ہے اور جس تک انسان کی پہنچ نہیں وہ خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں
اگر کسی انسان کی زبان سے تم ایسی بات سنتے ہو تو جان لو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے

(حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ)

میرا مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ہے اور اس میں سے پیشگوئیوں کا حصہ زیادہ ہے۔ قبل اسکے کہ میں ان پیشگوئیوں کا تذکرہ کروں جو پوری ہو چکی ہیں یا وہ پیشگوئیاں جن پر مخالفین کو اعتراض ہے اور میں ان کا جواب دوں۔ پہلے میں پیشگوئیوں کے متعلق اصول اور فیصلہ کن باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں اور چونکہ ہمارے مخالفین قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں اور ہم بھی مانتے ہیں اس لئے ہم قرآن وحدیث کو حکم بنائیں گے اور جو وہ فیصلہ کرتے ہیں اس کے مطابق تصدیق یا تکذیب کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ (النساء:60) کہ اگر تم میں جھگڑا ہو تو اللہ ورسول کی طرف فیصلہ کیلئے رجوع کرو۔

پس ہم اگر حضرت مسیح موعودؑ کی تصدیق میں کھڑے ہوتے ہیں تو ہمیں قرآن کریم کے اصول کے مطابق تصدیق کرنی چاہئے اور اگر ہمارے مخالف حضرت اقدس کی کسی پیشگوئی پر اعتراض کرتے ہیں تو قرآن کریم کے پیش کردہ اصول کے مطابق اعتراض کرنے چاہئیں۔

پہلا اصل

اب ہم قرآن کریم سے پیشگوئیوں کے متعلق اصول دیکھتے ہیں۔ سب سے پہلی بات اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا۔ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ (الجن:27-28)۔ الغیب کا جاننے والا خدا ہے کسی کو اس پر غلبہ نہیں ملتا مگر اللہ کے رسول کو۔

وہ بات جو انسانی قیاس وعلم سے بالا ہے اور جس تک انسان کی پہنچ نہیں وہ خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ اگر کسی انسان کی زبان سے تم ایسی بات سنتے ہو تو جان لو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ وہ باتیں جو قانون قدرت کے ماتحت ہیں مثلاً رمضان کب ہوگا۔ کل کیا دن ہے۔ دسمبر میں سردی ہوتی ہے۔ یہ غیب نہیں۔ غیب سے مراد وہ باتیں ہیں جو انسانی قیاس سے بالا ہوں۔

ایک اور اصل

اس پر سوال ہوتا ہے کہ کوئی شخص کتنی باتیں بتائے جو پوری ہوں تو وہ الغیب کی باتیں بتانے والا خدا کا رسول قرار پائے گا۔ اس کیلئے مَیں قرآن کریم سے ہی ایک اور اصل بتاتا ہوں۔

حضرت موسیٰؑ فرعون کے دربار میں جاتے ہیں۔ وہاں ایک مباحثہ ہوتا ہے آل فرعون ہی میں سے ایک شخص خفیہ مومن تھا وہ ایک اصل پیش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو بغیر تردید کے کلام مجید میں نقل کرتا ہے۔ وہ میں پڑھتا ہوں۔ فرمایا:

وَاِنۡ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیۡہِ کَذِبُہٗ ۚ وَاِنۡ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبۡکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُکُمۡ (المومن:29) اگر یہ مدعی جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی کو نقصان پہنچائے گا اور اگر یہ سچا ہے تو یُصِبۡکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُکُمۡ ان میں سے بعض تم کو پہنچ جائیں گی جن کا یہ تم کو وعدہ دیتا ہے۔

اس اصول کے مطابق نبی اور رسول جس قدر پیشگوئیاں کرتے ہیں ان کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے اگر بعض بھی پوری ہوں تو وہ نبی سچا ہے اور جو انکار کرے وہ سخت غلطی پر اور بڑا مجرم ہے۔ یہ بات کہ ساری پیشگوئیاں پوری ہوں تب کوئی سچا ثابت ہوتا ہے قرآن کریم کی رُو سے درست نہیں بلکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ بعض پوری ہوں تب بھی پیشگوئی کرنے والا سچا ہے۔ اس کیلئے ایک عقلی معیار بھی ہے جو میں پیش کرتا ہوں اور اس وقت جو ہمارے مخالف بیٹھے ہیں وہ نوٹ کر لیں کہ اگر یہی بات درست ہو کہ جب تک کہ کسی کی تمام کی تمام پیشگوئیاں پوری نہ ہوں اس وقت تک وہ نبی ثابت نہیں ہو سکتا تو کوئی نبی نہیں جس کی نبوت ثابت ہو۔

ہر ایک نبی نے وعدہ دیا ہے اور ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وعدہ فرمایا کہ مومنوں کو بہشت ملے گی اور اس میں حور اور قصور اور غلمان ہوں گے اور اس اس قسم کی نعمتیں ملیں گی۔ اب اس اصول کے ماننے والے کہ سب پیشگوئیاں پوری ہوں تو مانیں قیامت تک انتظار کرتے رہیں گے اور پھر قیامت کے بعد بھی ان کیلئے موقع نہیں کیونکہ یہ پیشگوئی کہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے وہاں رہنا ہوگا اس لئے چاہئے کہ کبھی بھی نہ مانیں۔ کیوں؟ اگر مان لیا اور پھر وہ ہمیشگی منقطع ہوگئی تو کیسے پیشگوئی سچی ہوئی۔ اس لئے کبھی بھی اس اصول کے ماننے والوں کیلئے کسی نبی کی صداقت ظاہر نہیں ہو سکتی۔

پھر حدیث میں دجال کے متعلق پیشگوئی ہے جو ان کے نزدیک اب تک پوری نہیں ہوئی۔ چاہئے کہ جب وہ پوری ہو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مانیں ورنہ اس وقت ماننے کا ان کا اصول ان کو اجازت نہیں دیتا۔ پھر اگر سب پیشگوئیاں پوری ہوتی دیکھ کر ماننا ہی خوبی اور فضیلت ہے تو حضرت ابوبکرؓ کو اُمت محمدیہ میں کوئی فضیلت نہیں۔ نعوذ باللہ ابوجہل ابوبکرؓ صدیق سے افضل ٹھہرے گا کیونکہ اس نے آنحضرتؐ کو تسلیم نہیں کیا اس لئے کہ اس نے آپ کی سب پیشگوئیوں کو پورا ہوتے نہیں دیکھا۔

پس قرآن کریم نے کسی کی صداقت ثابت کرنے کیلئے بعض پیشگوئیوں کا پورا ہونا لازمی ٹھہرایا ہے اور جب ہم بعض پوری ہوتی دیکھ لیں تو مان لیں اور اسی کے ہم مکلف ہیں۔ سب کیلئے ہم مکلف نہیں۔ مگر وہ چند باتیں ''الغیب'' والی ہونی چاہئیں۔

دوسرا اصل

دوسرا اصل قرآن نے یہ بیان فرمایا ہے کہ وَمَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰیٰتِ اِلَّا تَخۡوِیۡفًا (بنی اسرائیل:60) ہم نشانیاں نہیں بھیجتے مگر خوف دلانے کیلئے۔ نشانیوں کی غرض ڈرانا ہے۔ اگر کسی نبی نے کسی کے مرنے کی پیشگوئی کی ہے لیکن وہ ڈر جاتا ہے اور اس طرح موت سے بچ جاتا ہے تو پیشگوئی پوری ہوگئی۔ کیونکہ وہ غرض پوری ہوگئی جس کیلئے پیشگوئی تھی اور جب توبہ یا رجوع ہو جائے تو سزا کی ضرورت نہیں رہتی۔

یہ بات عقلاً بھی سوچنی چاہئے کہ اگر کوئی نبی اپنے کسی مکذب کی موت کی پیشگوئی کرتا ہے لیکن وہ توبہ کرتا ہے۔ اب باوجود توبہ کرنے کے وہ مر جائے تو ایمان بے فائدہ ٹھہرتا ہے۔ اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک طبیب کسی کیلئے کوئی نسخہ تجویز کرتا ہے اور وہ شخص بغیر نسخہ کے استعمال کئے ہی اچھا ہو جاتا ہے۔ اب کیا وہ طبیب اس مریض پر خفا ہوگا کہ تم نے میرا نسخہ ضائع کر دیا۔ جب لکھوایا تھا تو کیوں نہ استعمال کیا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ خوش ہوگا کہ جو غرض تھی وہ پوری ہوگئی۔ اس لئے نسخہ کی ضرورت ہی نہ رہی۔ پس جب ایک انسان توبہ ورجوع کرتا ہے تو خدا اس کو کیوں ہلاک کرے۔

تیسرا اصل

پیشگوئیوں کیلئے ایک اور اصول اللہ تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے: وَاِذَا بَدَّلۡنَاۤ اٰیَۃً مَّکَانَ اٰیَۃٍ ۙ وَّاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُفۡتَرٍ (النحل:102) اور جب ہم ایک آیت کی بجائے دوسری آیت بدل دیتے ہیں اور اللہ اس چیز کو جو وہ اُتارے خوب جانتا ہے۔ تو مخالفین کہتے ہیں کہ یہ تو مفتری ہے۔ نبی ایک پیشگوئی کرتا ہے اور جو وہ کہتا ہے وہ ایک بڑا نشان ہوتی ہے اس لئے اس کو آیت کہا گیا۔ مگر خدا اسکی بجائے ایک دوسرا نشان ظاہر کر دیتا ہے کیونکہ پیشگوئی تو اصل خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ اسکے مطلب کو خوب جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے اور اسی کے مطابق پیشگوئی ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جب ایسا ہوتا ہے تو قَالُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُفۡتَرٍ۔ مخالف کہتے ہیں کہ یہ جھوٹا ہے۔

یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیوں کا ہے۔ آپ نے کچھ اور سمجھا اور مخالفین کچھ اور سمجھے۔ مگر خدا تعالیٰ جسکا کلام تھا وہ اصل حقیقت ومطلب سے واقف تھا اس نے جب اس کے مطابق کیا تو مخالفین نے جھٹ آپ پر فتویٰ افترا لگا دیا حالانکہ پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کا اپنا قول نہ تھا خدا کا قول تھا۔ اگر حضرت مرزا صاحب اس سے کچھ اور مطلب سمجھے تو پیشگوئی میں کوئی نقص نہیں آ سکتا کیونکہ کلام ان کا نہیں خدا کا ہے اور خدا جو اس کا صحیح مطلب جانتا ہے اس

نے اس کی حقیقت کے مطابق اِسے پورا کر دیا۔اس پر جہلاء نے کہہ دیا کہ یہ جھوٹا ہے۔

اسکی ایک مثال دیتا ہوں۔ بخاری میں ایک حدیث آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بیویوں نے پوچھا کہ جب آپ فوت ہو جائیں گے تو سب سے پہلے کونسی بیوی آپ سے ملے گی۔ حضور نے فرمایا اَسْرَعُکُنَّ لُحُوْقًا بِیْ اَطْوَلُ کُنَّ یَدًا (بخاری کتاب الزکاۃ) تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ ملے گی جس کے سب سے لمبے ہاتھ ہیں۔ حضور کی بیویوں نے سرکنڈے کا ٹکڑا منگوایا اور ناپنے لگیں۔ تو حضرت سودہؓ کے ہاتھ سب بیویوں سے لمبے نکلے۔ رسول کریمؐ کے سامنے ہاتھ ناپے گئے اور آپؐ خاموش دیکھتے رہے۔ لیکن جب آپؐ کا انتقال ہوا تو آپؐ کے بعد بجائے سودہؓ کے حضرت زینبؓ کا انتقال سب بیویوں سے پہلے ہوا۔ اس وقت فیصلہ کیا گیا کہ لمبے ہاتھ سے مراد ظاہری ہاتھوں کی لمبائی نہیں بلکہ اس سے مراد سخاوت ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو کچھ پہلے سمجھا گیا وہ نہ ہوا بلکہ جو کچھ خدا کے نزدیک تھا وہ ہوا۔

اسی طرح محمدی بیگم کے متعلق جو اعتراض ہیں وہ فضول ہیں کیونکہ خدا نے جس نے وہ کلام نازل کیا تھا۔ جس طرح درست تھا اس طرح کیا۔ اس لئے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

پھر ایک اور مثال ہے۔ حضرت نوحؑ کو الہام ہوتا ہے کہ اب تمہاری قوم میں سے اور لوگ ایمان نہیں لائیں گے ان پر غم مت کرو۔ ہاں ایک کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں ہم سے مت خطاب کرو۔ انہوں نے کشتی تیار کی۔ خدا کے وعدے کے مطابق پانی کا طوفان اٹھا اور نوح نبی کو حکم ہوا کہ اپنے اہل وعیال اور ساتھیوں وغیرہ کے ساتھ اس پر سوار ہو جاؤ۔ وہ سوار ہو گئے۔ آخر طوفان تھم گیا۔ ہلاک ہونے والے ہلاک ہو گئے جن میں حضرت نوحؑ کا بیٹا بھی ہلاک ہو گیا۔ اس وقت حضرت نوحؑ نے جو کچھ کہا اور اسکے متعلق جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہ ہے۔

وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّہٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحٰکِمِیْنَ○قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِكَ ۚ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۫ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِہٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ (ھود:47-46)

اس وقت کسی اور نے نہیں خود حضرت نوحؑ نے ادب سے پوچھا اور عرض کیا کہ اے خدا! تیرا وعدہ تھا کہ میرے اہل بچائے جائیں گے اور میرا بیٹا میرے اہل میں سے تھا وہ نہیں بچا۔ آپ کا وعدہ تو سچا ہے اور آپ بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں لیکن یہ بات کیا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ کو جواب دیتا ہے کہ اے نوح! بیشک ہمارا وعدہ تھا کہ تیرے اہل کو بچائیں گے مگر تیرا بیٹا تیرا اہل نہ تھا۔ کیوں اہل نہ تھا؟ اس لئے کہ وہ تیرے خلاف تھا اور اسکے اعمال غیر صالح تھے۔ پھر فرمایا: مت پوچھ مجھ سے وہ بات جس کا تجھے علم نہیں۔ میں تجھے وعظ کرتا ہوں کہ تو جاہلوں سے مت ہو۔

اب دیکھو حضرت نوحؑ سے وعدہ تھا کہ ان کے اہل بچائے جائیں گے۔ وہ اس سے ظاہری اہل سمجھے اسی لئے اپنے بیٹے کے ہلاک ہونے پر خدا کو اس کا وعدہ یاد دلاتے ہیں۔ مگر خدا جس نے نوح کو وعدہ دیا تھا وہ جانتا تھا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ جب اپنی سمجھی ہوئی بات کے مطابق حضرت نوحؑ نے پوچھا تو خدا نے بتایا کہ ہم نے کب کہا تھا کہ تیرے ظاہری اہل بچائے جائیں گے۔ وہ تیرا بیٹا ظاہری اہل تھا ہمارا اس کی حفاظت کا وعدہ نہ تھا اس لئے وہ ہلاک ہوا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تو جہلاء کا طریق ہے کہ بَدَّلْنَاۤ اٰیَۃً مَّکَانَ اٰیَۃٍ کی حقیقت کو نہ سمجھیں۔ آپ نبی ہیں آپ کو یہ اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔

چوتھا اصل

ایک اور بات پیشگوئیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَاۤ اَوْ مِثْلِھَا (البقرہ: 107) ہم کسی نشان کو منسوخ نہیں کرتے مگر لاتے ہیں اس سے بہتر یا اس جیسا کوئی اور پیشگوئیوں میں ایسا بھی ہوتا ہے۔ اس کی مثال ویسی ہی ہے کہ ہم کسی کو دس روپے دینے کا وعدہ کریں اور دس کی بجائے پندرہ دے دیں تو وہ جھوٹا نہیں کہا گیا بلکہ بڑھ کر پورا کیا گیا۔ اسکی مثال قرآن کریم میں یوں آتی ہے۔

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَۃً وَّاَتْمَمْنٰھَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّہٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً (الاعراف: 143) وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا اور پورا کیا ہم نے اس کو ساتھ دس کے۔ پس خدا کا وعدہ چالیس رات میں پورا ہوا۔ کیا اس میں کوئی خدا پر نعوذ باللہ جھوٹ کا الزام لگا سکتا ہے کہ تیس رات کا وعدہ چالیس میں پورا کیا۔ کوئی نہیں اس لئے کہ خدا کی ملاقات کیلئے اگر تیس کی بجائے چالیس راتیں صرف ہوں تو یہ عین خوشی کی بات ہے۔

پانچواں اصل

وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ؕ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ○ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَہٗۤ اُمُّ الْکِتٰبِ○(الرعد: 39-40) کوئی رسول نہیں جو بغیر اللہ کے اِذن کے کوئی نشان لائے۔ ہر ایک وعدے کیلئے ایک وقت مقرر ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اصل کتاب اسکے پاس ہے۔

خدا تعالیٰ کے نبی خدا کی وحی سے پیشگوئی کرتے ہیں اپنے پاس سے نہیں کرتے اور ہر ایک وعدہ کیلئے خدا کے ہاں وقت مقرر ہے اور ان وعدوں میں سے اللہ تعالیٰ جن کو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جن کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے کیونکہ اصل علم اسی کے پاس ہے۔

اس کی مثالیں یہ ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم سے وعدہ تھا اور پختہ وعدہ تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے الفاظ قرآن کریم میں یہ ہیں کہ یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَۃَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ (المائدہ:22)

اے قوم! ارضِ مقدسہ میں داخل ہو جاؤ۔ یہ خدا نے تمہارے لئے لکھ دی ہے۔ مگر باوجود اس حتمی وعدے کے جب قوم نے اپنے آپ کو اہل ثابت نہ کیا اور کہہ دیا کہ فَاذْھَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا ھٰھُنَا قٰعِدُوْنَ (المائدہ: 25) تو وہی ارض مقدسہ جو ان کیلئے لکھ دی گئی تھی اسکے متعلق صاف لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ فَاِنَّھَا مُحَرَّمَۃٌ عَلَیْھِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً یَتِیْھُوْنَ فِی الْاَرْضِ (المائدہ: 27) کہ وہی ارض مقدسہ جو بنی اسرائیل کیلئے لکھ دی گئی تھی ان کیلئے حرام کر دی گئی ہے۔ چالیس سال تک جنگلوں میں بھٹکتے پھریں۔ دیکھو ادھر تو فرمایا کہ وہ تمہارے نام لکھ دی۔ جاؤ اور قابض ہو جاؤ۔ اور اُدھر کہہ دیا گیا کہ حرام کر دی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعائیہ اشتہار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیہ اشتہار مولوی ثناء اللہ کے متعلق شائع کیا۔ مولوی ثناء اللہ نے اس طریق فیصلہ کے ماننے سے انکار کیا۔ اس پر مولوی ثناء اللہ کہا کرتے ہیں کہ میرے انکار سے کیا ہوتا تھا۔ خدا کو چاہئے تھا کہ اپنے نبی کی دعا سنتا۔ میں خواہ اس طریق فیصلہ کو نہ مانتا تب بھی مجھے مرزا صاحب سے پہلے مرنا چاہئے تھا۔ لیکن یہ ان کی بات غلط ہے اور قرآن کریم کے خلاف ہے کیونکہ اگر کسی کے انکار کا کچھ اثر نہیں پڑنا چاہئے تو ضرور قومِ موسیٰ کو ارضِ مقدسہ ملنی چاہئے تھی مگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ قومِ موسیٰ کے انکار سے چالیس سال تک کیلئے ان پر حرام کر دی گئی۔ غرض انکار کا اثر ضروری ہے۔ ایک مثال احادیث میں بھی ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مجھے قیصر وکسریٰ کے خزائن کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ حضورؐ کو یہ کنجیاں نہیں ملیں بلکہ حضرت عمرؓ کو ملیں۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ نبی کے ساتھ جو وعدہ ہو اس کا ایفاء نبی کے متبعین میں سے کسی کے ساتھ کیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر پر اعتراض

حضرت مسیح موعودؑ کی عمر پر اعتراض کیا گیا ہے۔ مگر تعجب ہے کہ یہاں تو مولوی ثناء اللہ مخالف اعتراض کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت عمرؓ کو اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ آپ کی وفات بے وقت ہوئی ہے۔ بخاری میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تلوار کھینچ لی اور کہا کہ جو کہے گا کہ آپؐ مر گئے ہیں میں اس کو مار دوں گا۔ کیونکہ ابھی تو آپ نے منافقوں کے ناک کان کاٹنے ہیں۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو سمجھایا تب انہوں نے اپنی تلوار نیام میں کی۔

(بخاری، باب فضل ابی بکر)

اسی طرح یہاں بھی اعتراض ہوتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا یُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ (حٰمۤ السجدہ:44)

پس مسیح موعود پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کیا جا رہا جو پہلوں پر نہ کیا گیا ہو۔

صلح حدیبیہ کی مثال

اسی طرح ایک اور مثال ہے۔ صلح حدیبیہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے ساز وسامان کے ساتھ ایک خواب کی بناء پر کئی ہزار فوج لے کر مکہ کی طرف کوچ کیا لیکن کفار نے روک دیا اور تمام لوگوں کو ابتلاء آ گیا اور حضرت عمرؓ کو سخت ابتلاء آیا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کہا کیا آپ خدا کے رسول نہیں اور کیا ہم حق پر نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ میں خدا کا رسول بھی ہوں اور ہم حق پر بھی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیا آپ ہمیں نہیں کہا کرتے تھے کہ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ

الْحَرَامَ (الفتح:28) آپؐ نے فرمایا کہ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ اس سال ایسا ہوگا ہاں ہو گا۔ پھر آپ ابوبکر صدیقؓ کے پاس گئے۔ انہوں نے سمجھایا تب مطمئن ہوئے۔ پھر رسول کریمؐ کو مقام ہجرت دکھایا گیا مگر آپ نے جو سمجھا وہ نہ نکلا بلکہ اور نکلا۔

یہ ہیں اصول پیشگوئیوں کے دیکھنے کے۔

محکمات و متشابہات

آپ نے یہ آیت شریفہ پڑھی هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (آل عمران:8)

میری تقریر کے دو حصے ہیں۔ اوّل وہ پیشگوئیاں جن پر مخالفوں کو اعتراض ہے۔ دوم جو بناء صداقت ہیں۔ جن میں گنجائش اعتراض نہیں۔

مولوی ثناءاللہ سے آخری فیصلہ

سب سے پہلے میں مولوی ثناء اللہ کے متعلق جو حضرت اقدس کا اشتہار ہے وہ لیتا ہوں۔ اس کا عنوان ہے ''مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ'' اس میں حضرت اقدسؑ نے خدا سے دعا کی تھی کہ خدایا! جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو اور یہ مضمون مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیجا کہ آپ اسکو اپنے اخبار میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھ دیں ''اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جب مضمون مولوی ثناء اللہ کے پاس گیا تو اس نے اپنے 26 اپریل 1921ء کے پرچہ اہلحدیث میں درج کیا اور اس کے نیچے لکھا کہ'' آپ اس دعویٰ میں قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔

سنو! مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا (مریم:76) اور اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا (آل عمران:179) اور يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (البقرہ:16) وغیرہ آیات تمہاری اس دلیل کی تکذیب کرتی ہیں۔

اور سنو! بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ (الانبیاء:45) جس کے صاف معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے، دغاباز، مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں'' وغیرہ۔

اِدھر تو حضرت اقدسؑ نے یہ طریق فیصلہ پیش کیا اور دعا کی جو کسی الہام و وحی کے ماتحت نہ تھی بلکہ محض ایک دعا تھی، خدا کے حضور تھی اور طریق فیصلہ تھا جو ثناء اللہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ مگر ثناء اللہ نے اس پر مندرجہ بالا الفاظ لکھے چونکہ حجت مولوی ثناء اللہ پر کرنی تھی اور وہ اُسی کے مسلّمات سے ہوسکتی تھی اس لئے جو طریق اس نے پسند کیا اسی کے مطابق خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کو وفات دے کر اسکو نافرمان، مفسد اور بدکار ثابت کیا (مطابق اُصول پیش کردہ اخبار اہلحدیث) لیکن ایک اور بات بھی ہے وہ یہ کہ حضرت اقدس نے اپنی کتاب اعجاز احمدی کے میں لکھا تھا کہ ''واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہوں گے

(1) وہ قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کیلئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے اور سچی پیشگوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا اُن کیلئے موت ہوگی

(2) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مرجائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے۔

(3) اور سب سے پہلے اس اُردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر اُن کی رُوسیاہی ثابت ہوجائے گی۔''

(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 148)

یہ ایک پیشگوئی تھی جو 1902ء میں کی گئی۔ مگر دیکھو 1907ء میں وہ لکھتا ہے کہ یہ طریق فیصلہ مجھے منظور نہیں کہ کاذب صادق کے پہلے مرے۔ اس لئے خدا نے اس کو زندہ رکھا اور حضرت مسیح موعودؑ کو وفات دے دی۔

قادیان میں طاعون کی پیشگوئی

دوسری پیشگوئی قادیان میں طاعون کے متعلق تھی۔ مولوی ثناء اللہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے شائع کیا تھا کہ قادیان میں مطلق طاعون نہیں آئے گی مگر یہ غلط ہے۔ حضرت اقدسؑ کا کوئی الہام نہیں جس میں لکھا ہو کہ قادیان میں مطلق طاعون نہیں آئے گی۔ ہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ قادیان میں طاعون جارف یعنی جھاڑو پھیر دینے والی طاعون نہیں آئے گی اور ایسی نہ ہوگی جو انسانی برداشت سے باہر ہو۔ سو ایسا ہی ہوا۔

دیکھو حضرت صاحبؑ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آپؑ کے گھر میں اور آپؑ کے خاک و خشت کے گھر میں رہنے والے کلیۃً اس ہلاکت سے بچائے جائیں گے۔ چنانچہ آج تک کہ بیس بائیس سال طاعون کو آئے ہوئے گزر گئے۔ ایک کیس بھی طاعون کا اس مکان میں نہیں ہوا۔ درآنحالیکہ اردگرد طاعون آتی رہی لیکن یہ بالکل محفوظ رہا۔ خدا تعالیٰ نے نوحؑ نبی کی کشتی کو دنیا کیلئے حضرت نوحؑ کی صداقت کا نشان ٹھہرایا۔ حالانکہ سیلاب سے بچنے کا سامان کشتی ہی ہوتی ہے مگر یہ دنیا میں کوئی ذریعہ تسلیم نہیں کیا گیا کہ طاعون سے بچنے کا ذریعہ کوئی گھر ہو۔ پس کس طرح اس نشان کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان نہ مانا جائے۔

محمدی بیگم والی پیشگوئی

محمدی بیگم والی پیشگوئی پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے قرآن کریم سے بتایا تھا کہ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا (بنی اسرائیل:60) یہ نشان بھی انذاری تھا۔ وہ لوگ بے دین تھے۔ ان کیلئے یہ نشان ظاہر کیا۔ اس پیشگوئی کی دو ٹانگیں تھیں۔

(1) یہ کہ اگر محمدی بیگم کا والد احمد بیگ حضرت مسیح موعودؑ سے نکاح اس کا نہ کرے تو تین سال میں فوت ہوگا۔ چنانچہ احمد بیگ تو ابھی چند ہی مہینے محمدی بیگم کے نکاح پر گزرے تھے، ہوشیار پور میں فوت ہوگیا۔

(2) اور سلطان محمد نے اپنی حالت سے رجوع کیا اور خوف کھایا۔ اس لئے اس پر سے عذاب ٹل گیا۔ اگر کہا جائے کہ سلطان محمد بیعت میں داخل ہونا چاہئے تھا تب ہم اس کا رجوع مانیں گے یہ غلط ہے کیونکہ رجوع کیلئے بیعت میں داخل ہونا شرط نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ○ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ○ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ○

(الزخرف:51-47)

اور ضرور ہم نے بھیجا موسیٰؑ کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف۔ پس موسیٰؑ نے کہا کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ پس جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیوں کے ساتھ آیا، وہ اس سے ہنستے تھے۔ ہم ان کو کوئی نشان نہ دکھاتے تھے مگر وہ جو پہلے سے بڑا ہوتا تھا اور پکڑا ہم نے ان کو عذاب کے ساتھ تاکہ وہ رجوع کریں۔ مگر ان کا رجوع کیسا تھا؟ اس کیلئے فرمایا: وہ کہتے تھے کہ اے جادوگر! ہمارے لئے دعا کر اس چیز کے ساتھ جس کا اس نے تجھ سے وعدہ کیا ہے ہم اس سے ہدایت پائیں گے۔ پس جب ہم نے عذاب دور کر دیا وہ اپنے عہد سے پھر گئے۔

اب یہاں دیکھو کہ ان کے رجوع کا حال بیان کیا کہ ان کا رجوع یہ تھا کہ انہوں نے موسیٰؑ نے دعا کرائی۔ اگرچہ جادوگر ہی کہتے تھے۔ وہ ایمان نہیں لاتے تھے۔ بیعت نہیں کرتے تھے۔ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ رجوع کیلئے ایمان لانا شرط نہیں۔ ایسا ہی ان لوگوں نے رجوع کیا۔ اپنی بدزبانی سے رُک گئے بلکہ آپ کے متعلق لکھا کہ ہم ان کو نیک، متقی اور اسلام کا خدمت گزار پہلے بھی اور اب بھی سمجھتے ہیں۔ جب ان کی یہ حالت تھی تو خدا نے ان پر سے عذاب کو ٹال دیا۔ ہاں حضرت صاحب کا اعلان ہے کہ اگر وہ پھر شوخی کریں گے تو مورد عذاب ہوں گے۔

اب میں صداقت کی چند دلیلیں پیش کرتا ہوں:

(1) مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچا ہونے کی دلیل یہ لکھی ہے:

مولوی ثناءاللہ کے مُسلمات سے مسیح موعود کی صداقت

نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔

''اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ ان میں عموم و خصوص مطلق ہے۔ یعنی یہ ایسا مطلب ہے جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کھاتا ہے مر جاتا ہے۔ اسکے یہ معنیٰ ہرگز نہیں کہ ہر مرنے والے نے زہر کھائی ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو کوئی زہر کھائے گا وہ ضرور مرے گا اور اگر اسکے سوا بھی کوئی مرے تو ہوسکتا ہے کو اس نے زہر نہ کھائی ہو۔ یہی تمثیل ہے کہ جو دعویٰ نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے۔ جو کوئی زہر کھائے گا ہلاک ہوگا۔ اگر اس کے سوا بھی کوئی ہلاک ہو تو ممکن ہے۔ ہاں یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانے والا بچ رہے۔''

پھر لکھتے ہیں کہ ''حالانکہ بقول اہل کتاب پیغمبر اسلام کاذب تھے۔ معاذ اللہ۔ پھر میں پوچھتا

ہوں کہ کیا وجہ آپ کے گلے پر تلوار نہ پھری۔ آخر ہوا تو کیا جو اس (قانون الٰہی) کے مطابق حضور اقدس نہ مارے گئے۔ اگر یہ کلام سچ ہے تو آپ کی نبوت بھی بلا کلام حق ہے۔‘‘

(تفسیر ثنائی، جلد اوّل، صفحہ 16-17)

اب دیکھنا چاہئے کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب کے مسلّمات میں قرآن کریم کے رُو سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جھوٹا نبی مارا جاتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا نبی مانتے ہیں۔ مگر یہ قانون بجائے آپ کو مجرم ثابت کرنے کے سچا ثابت کرتا ہے۔ اب میرا سوال مولوی ثناء اللہ سے ہے کہ جب وہ حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا مدعی نبوت مانتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان کے بیان کردہ قانون الٰہی کے مطابق وہ مارے نہیں جاتے۔ پس ان کے مسلمات کے رُو سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔

معجزانہ کلام

قرآن کریم کہتا ہے : اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِہٖ مُفۡتَرَیٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ○ فَاِلَّمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ بِعِلۡمِ اللّٰہِ (ھود: 14-15) کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ باندھ لیا تو کہہ دے کہ تم اس کی مانند دس سورتیں ہی جھوٹ موٹ کی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اَوروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پس اگر یہ قبول نہ کریں پس جان لو کہ یہ اللہ کے علم سے نازل کیا گیا ہے۔

اسی کے مطابق آپ نے خدا تعالیٰ کی تائید اور اسکے دیئے ہوئے علم سے کتابیں لکھیں اور تمام دنیا کے علماء کو چیلنج کیا مگر وہ جواب نہ لا سکے۔ اس سے ثابت ہے کہ وہ خدا کے علم کے ماتحت لکھی گئی ہیں اور یہ آپ کی صداقت کی نشانی ہے۔ پھر آپ نے خدا سے علم پا کر پیشگوئیاں شائع کیں جو ایسی ہیں کہ انسانی قیاس میں آہی نہ سکتی تھیں۔ ان میں سے دو یہ ہیں۔

تقسیم بنگالہ

لارڈ کرزن (نے) بنگالہ تقسیم کیا۔ بنگالیوں نے ایجی ٹیشن پھیلایا جس کا کوئی اثر نہ ہوا بلکہ پارلیمنٹ تک میں اسکے متعلق فیصلہ کر دیا گیا کہ یہ فیصلہ منسوخ نہیں ہوسکتا۔ اگر ظاہری قیاس سے کوئی بات کہی جا سکتی تھی تو یہی کہ اب اس معاملہ کو یہیں چھوڑ دیا جائے کیونکہ اس میں کچھ ترمیم تنسیخ نہیں ہوسکتی۔ مگر آپ نے خدا سے خبر پا کر شائع کی کہ بنگالیوں کے متعلق جو حکم پہلے شائع کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی کی جائے گی اور ان کی دلجوئی اسی وقت ہوسکتی تھی کہ تقسیم میں ترمیم کر دی جائے۔ چنانچہ 1911ء میں بادشاہ دلّی میں آیا اور اس نے اس میں ترمیم کر دی اور خدا کی بات پوری ہوئی۔ پارلیمنٹ میں اعتراض ہوا مگر پھر اس معاملہ کو چھوڑ دیا گیا۔ کیا یہ آپ کی صداقت کی دلیل نہیں؟

حضرت عبد الرحمن وحضرت عبد اللطیف کی شہادت

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے براہین احمدیہ میں خدا سے علم پا کر پیشگوئی کی کہ شَاتَانِ تُذۡبَحَانِ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 610) علم تعبیر سے ثابت ہے کہ جو شخص ظلم سے مارا جائے اور وہ کچھ مقابلہ نہ کرے اس کی موت بکری کی موت ہوتی ہے۔ جب آپ نے دعویٰ کیا افغانستان سے دو شخص آپ کے سلسلہ میں ابتداء داخل ہوئے۔ اوّل میاں عبد الرحمن صاحب اور دوسرے شاہزادہ عبد اللطیف صاحب اور دونوں وہاں شہید کئے گئے اور دونوں نے ظالموں کا کچھ مقابلہ نہ کیا اور بکری کی طرح ذبح کئے گئے۔

رسول کریمؐ نے بھی دیکھا تھا کہ کچھ گائیں ذبح ہوئی ہیں اور اس سے مراد صحابہؓ تھے۔ اب دونوں پیشگوئیوں میں حکمت یہ ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کے دو صحابی تو بغیر مقابلہ کے مارے گئے اور یہی ان کی حالت بتائی گئی تھی مگر آنحضرتؐ کے صحابہؓ کو گائے کی شکل میں دکھایا گیا اور گائے مارتی بھی ہے مرتی بھی ہے۔ چنانچہ انہوں نے قَاتَلُوۡا وَ قُتِلُوۡا کے ارشاد کے ماتحت دشمنوں کو مارا بھی اور مر بھی گئے۔ یہ ہے عظیم الشان پیشگوئی کہ جس پر کوئی شخص انگلی نہیں رکھ سکتا۔

(الفضل قادیان 7؍اپریل 1921ء، تقریر 20؍مارچ 1921ء)

......☆......☆......☆......

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اِک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

پاکیزہ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دِل میں آتا ہے مِرے سَو سَو اُبال

آنکھ تر ہے دِل میں میرے درد ہے
کیوں دِلوں پر اِس قدر یہ گرد ہے

دِل ہوا جاتا ہے ہر دم بے قرار
کِس بیاباں میں نکالوں یہ بخار

ہو گئے ہم دَرد سے زیر و زبر
مَر گئے ہم پر نہیں تم کو خبر

آسماں پر غافلو اِک جوش ہے
کچھ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے

ہو گیا دِیں کفر کے حملوں سے چُور
چُپ رہے کب تک خداوند غیور

اِس صَدی کا بیسواں اب سال ہے
شِرک و بِدعت سے جہاں پامال ہے

بدگماں کیوں ہو خدا کچھ یاد ہے
اِفترا کی کب تلک بنیاد ہے

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اِک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

لعنتی ہوتا ہے مردِ مُفتری
لعنتی کو کب ملے یہ سرَوری

......☆......☆......☆......

حسن و احسان میں مسیحا کا نظیر، ایک عظیم الشان بیٹے کی ولادت کی پیشگوئی اور اسکا ایمان افروز ظہور

(مولانا عطاء المجیب راشد، امام مسجد فضل لندن)

یہ عجیب تصرف الٰہی تھا کہ اس فرزند موعود کا اعلانِ ولادت اسی اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘ میں شائع کیا گیا جس میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے جماعت احمدیہ میں شمولیت کیلئے دس بنیادی شرائط بیعت کا ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ازل سے یہ سنت جاری ہے کہ جب بھی وہ دنیا میں کوئی رسول یا نبی بھیجتا ہے تو اپنے فرستادہ کی صداقت ظاہر کرنے کی خاطر اسے آسمانی نشانات سے نوازتا ہے۔ یہ آسمانی نشانات اور پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کو بھی ثابت کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے کی صداقت اور سچائی پر بھی مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں۔

ہمارے اس زمانہ میں جو امت محمدیہ کا دور آخرین ہے اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روحانی فرزند جلیل، سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو احیائے اسلام کی خاطر، ایک امتی نبی کے طور پر، امام مہدی اور مسیح موعود کا منصب عطا فرما کر مبعوث فرمایا۔ آپ کی آمد کا مقصد حبیبِ خدا ﷺ کے لائے ہوئے محبوب دین، دین اسلام کو سب دینوں پر غالب کرنا ہے۔ اس عظیم مقصد کی خاطر آپ نے ساری زندگی وقف کیے رکھی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی جو آپ کے مشن کو لے کر اکناف عالم میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں عظمتِ اسلام کا علَم لہرا رہا ہے اور شش جہات میں لوگوں کے دل اسلام کی خاطر جیتے جا رہے ہیں۔ احیائے اسلام کے ایک بابرکت دور کا آغاز ہو چکا ہے جس کا اختتام عالمگیر غلبۂ اسلام کی صورت میں مقدر ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے بکثرت ایسی پیشگوئیاں بطور نشان عطا فرمائیں جو اپنے وقت پر بڑی شان سے پوری ہوئیں اور آپ کی صداقت کا نشان ٹھہریں۔ ان پیشگوئیوں میں سے ایک عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو 1882ء میں ماموریت کے الہام سے مشرف فرمایا۔ آپ نے خدمت اسلام کا علَم اس شان سے بلند فرمایا کہ آپ کی خدمات کی بازگشت برصغیر سے نکل کر یورپ اور امریکہ میں بھی سنائی دینے لگی۔ آپ نے ساری دنیا کو دعوت دی کہ وہ آئیں اور صداقت اسلام کے نشانات اس غلام احمد کے ذریعہ مشاہدہ کریں جس کو خدا تعالیٰ نے مقامِ ماموریت سے نوازا ہے۔ قادیان کے رہنے والے غیر مسلموں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ باقی دنیا کیلئے نشان نمائی کا اعلان فرما رہے ہیں، ہم جو آپ کے پڑوس میں رہتے ہیں ہمارے لیے بھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشان دکھلایا جائے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس مخلصانہ درخواست کو قبول فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور تخلیہ میں خصوصی دعاؤں کیلئے سوجان پور جانے کا ارادہ فرمایا۔ اس مرحلہ پر الہاماً آپ کو بتایا گیا کہ تیری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی۔ چنانچہ 1886ء کے شروع میں آپ اس عظیم روحانی مجاہدہ کیلئے ہوشیار پور تشریف لے گئے۔

قریباً 40 روز کی گریہ وزاری کا شیریں پھل رحمت الٰہی نے آپ کی جھولی میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپ کو بشارت دی کہ

’’میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔‘‘

جس نشان رحمت کی نوید آپ کو سنائی گئی اسکے بارہ میں الہامی الفاظ یہ تھے۔

’’قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام‘‘

جو نشان آپ کو عطا کیا جانے والا تھا اس کی عظمت کا ذکر کرنے کے بعد اسکے عظیم الشان مقاصد اور برکات کا بھی اس الہام میں ذکر ملتا ہے۔

’’خدا نے یہ کہا کہ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اسکے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔‘‘ (اشتہار 20 فروری 1886ء، مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 101 تا 102)

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کی مظہر، اس عظیم الشان پیشگوئی میں آپ کو دو بیٹوں کی ولادت کی خوشخبری سنائی گئی۔ ایک بیٹا تو مہمان کے طور پر تھا جو ولادت کے بعد جلد ہی دنیا سے رخصت ہونے والا تھا جبکہ دوسرا بیٹا لمبی عمر پانے والا اور غیر معمولی صفات کا حامل اور خارقِ عادت کارہائے نمایاں سرانجام دینے والا بابرکت وجود تھا۔

20 فروری 1886ء کو شائع ہونے والی یہ عظیم المرتبت پیشگوئی ہر لحاظ سے خدائے قادر کی قدرت اور جلال کی آئینہ دار ہے۔ پیشگوئی کے وقت حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی عمر اکاون سال ہو چکی تھی۔ کون جانتا ہے کہ اس کی زندگی کتنی لمبی ہوگی۔ یہ حتمی وعدہ دیا گیا کہ فرزند موعود نو سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہو جائے گا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اس وقت تک زندہ رہے گا اور اسکی بیوی بھی زندگی پائے گی۔ پھر اولاد ہونے کا کون ضامن ہے؟ اولاد ہو بھی تو بیٹا ہوگا یا بیٹی، کون اس کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اگر بیٹا بھی ہو تو کسے معلوم کہ وہ زندہ رہے گا یا نہیں اور اگر وہ زندہ رہے تو کن صفات کا حامل ہوگا اور زندگی میں کیا کرے گا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کے بارہ میں کوئی انسان بھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ سب باتیں غیب کے پردوں میں چھپی ہوتی ہیں۔ عالم الغیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہاں وہ شخص بتا سکتا ہے جس کو خدائے ذوالجلال نے اس کا علم دیا ہو!

دنیا کے مادہ پرست لوگوں نے اور تاریکی کے فرزندوں نے جب یہ حتمی اعلانات سنے تو اپنی جہالت سے بدزبانی پر اتر آئے۔ خدا کی بتائی ہوئی باتوں پر پھبتیاں کسنے لگے اور ہر بات کو تمسخر کا نشانہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر نے بھی عجیب رنگ دکھایا۔

پیشگوئی کے چند ماہ بعد آپ کے ہاں ایک بیٹی کی ولادت ہوئی۔ مخالفین جھٹ بول پڑے کہ پیشگوئی غلط ہو گئی۔ ابھی ان کا مزید امتحان مقصود تھا۔ اگلے سال آپ کے ہاں ایک بیٹے کی ولادت ہوئی لیکن وہ پندرہ ماہ بعد وفات پا گیا۔ مخالفین نے ایک بار پھر شادیانے بجائے کہ خدا کی بات اور آپ کی بتائی ہوئی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔ لیکن نہیں۔ کون ہے جو خدا کی بات کو جھوٹا کر سکے اور کون ہے جو خدائی تقدیر کے راستہ میں کھڑا ہو سکے؟ مخالفین کی ان تعلّیوں کے جواب میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کامل یقین، جلال اور تحدی سے فرمایا کہ فرزند موعود خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔

چنانچہ وہی ہوا جو ازل سے مقدر تھا۔ پیشگوئی میں پہلے روز سے بتائی گئی نو سالہ مدت کے اندر 12 جنوری 1889ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو ایک فرزند عطا فرمادیا!

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس فرزند موعود کی ولادت کا ذکر اسی روز ایک اشتہار کے ذریعہ کر دیا۔ عجیب تصرف الٰہی دیکھیے کہ یہ اعلان ولادت اسی اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘ میں شائع کیا گیا جس میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے جماعت احمدیہ میں شمولیت کیلئے دس بنیادی شرائط بیعت کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ حسن توارد بھی مصلح موعود سے متعلق اس پیشگوئی کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

فرزند موعود، جس کا پورا نام صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہے پیشگوئی کے عین مطابق پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے

پچاس سے زائد صفات کا حامل ہوا جن کا ذکر پیشگوئی میں کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

’’وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے پاک کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت وغیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا...... دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔

مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاءِ۔ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔

جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا‘‘

(اشتہار 20؍فروری 1886ء، مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 101 تا 102)

اس پیشگوئی میں مذکور ایک ایک بات اپنی ذات میں ایک عظیم پیشگوئی ہے۔ ایک ایک صفت ایسی ہے کہ جس کو یہ نصیب ہو جائے وہ عظمت وشوکت سے ہم کنار ہو جاتا ہے۔ پھر اس موعود فرزند کی عظمت کا اندازہ کیجیے جو ان سب صفات کا مصداق بننے والا تھا۔ دنیا کی نظر میں تو شاید ان اوصاف عالیہ کا ایک فرد واحد میں اجتماع قطعاً ناممکن بات ہو لیکن یہ اس قادر و توانا ربّ ذی الجلال والاکرام کا کلام اور اسکی پیشگوئی تھی جس کے آگے کوئی بات انہونی اور مشکل نہیں۔ خدا نے جو چاہا وہ بالآخر ہو کر رہا!

ناممکن اور نامساعد حالات کے باوجود یہ سب باتیں پوری ہو کر رہیں۔ دنیا نے دیکھا، اپنے اور بیگانے، دوست اور دشمن سب اس بات کے زندہ گواہ بنے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مقدس گھر میں پیدا ہونے والا فرزند موعود۔ مصلح موعود کے طور پر مطلعِ عالم پر بڑی شان سے ابھرا جو صفات اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام میں بتائی گئی تھی وہ ان سب کا مصداق ثابت ہوا۔ خدا کا سایہ ہمیشہ اس کے سر پر رہا۔ وہ جلد جلد بڑھا اور پیشگوئی میں مذکور ہر ایک بات کو پورا کرتے ہوئے فائز المرام اس دنیا سے رخصت ہوا، اس عظمتِ شان کے ساتھ کہ اس کا نیک تذکرہ ہمیشہ جاری وساری رہے گا کہ وہ خدائے رحمان کا ایک عظیم نشان تھا اور ظاہر ہے کہ خدائی نشانوں کی عظمت کبھی ماند نہیں پڑتی۔

اس اجمالی ذکر کے بعد آیئے ذرا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے قدم بقدم چل کر دیکھیں کہ اس مقدس وجود نے کن رفعتوں کو چھوا، کون سے کارہائے نمایاں سرانجام دیے اور کس طرح خدمت دین کیلئے اپنی حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ قربان کر دیا۔

26؍مئی 1908ء کو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا وصال ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ آپؑ کے بچوں میں سب سے بڑے تھے۔ اچانک اس عظیم خلاء سے گھریلو اور خاندانی ذمہ داریوں کی وجہ سے آپ پر جو بوجھ آن پڑا اسکا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس ذاتی صدمہ سے بڑھ کر آپ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے لائے ہوئے مشن کو خدانخواستہ کوئی نقصان نہ پہنچے۔ ایسے نازک اور درد بھرے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے، جو اس وقت انیس سال کے تھے، حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے جنازہ کے پاس کھڑے ہو کر یہ عہد کیا کہ

’’اگر سارے لوگ بھی آپ کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا، تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا۔‘‘

(تاریخ احمدیت، جلد سوم، صفحہ 560)

یہ وقتی اور جذباتی اظہار نہ تھا، ایک سچا اور قطعی پیمان وفا تھا جس کو آپؓ نے ہر آن یاد رکھا اور خوب خوب نبھایا۔

صرف کر ڈالیں خدا کی راہ میں سب طاقتیں
جان کی بازی لگا دی قول پر ہارا نہیں

حضرت مصلح موعودؓ نے جوانی کی حدود میں قدم رکھتے ہی خدمت دین کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ یہ مبارک جہاد آپ کی ساری زندگی پر پھیلا نظر آتا ہے۔ 1906ء میں سترہ سال کی عمر میں آپ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر مقرر ہوئے اور اسی سال آپ نے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر پہلی بار تقریر کی۔ 1910ء میں خلافت اولیٰ کے دَور میں پہلی بار خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ 1912ء میں آپؓ نے بلاد عربیہ کا سفر فرمایا۔ اس سفر کے دوران آپؓ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور شریف مکہ سے بھی ملاقات کی۔ اس سفر میں آپؓ مصر بھی تشریف لے گئے۔

1913ء میں آپؓ کو جماعت کی ایک عظیم اور پائیدار خدمت کی توفیق عطا ہوئی۔ آپؓ کے ہاتھوں اخبار الفضل کا اجرا ہوا۔ جماعت کا یہ نقیب آج بھی بڑی شان سے جاری ہے۔ روزنامہ آن لائن ایڈیشن کے علاوہ لندن سے اس کا انٹرنیشنل سہ روزہ ایڈیشن بھی شائع ہوتا ہے۔ الفضل اخبار نے جماعتی تربیت اور خاص طور پر خلیفہ وقت کے ارشادات ساری دنیا میں پھیلانے کے سلسلہ میں تاریخی کردار ادا کیا ہے۔

1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات ہوئی تو خلافت کی ذمہ داری حضرت مصلح موعودؓ کے سپرد ہوئی۔ جماعت کی غالب اکثریت نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس وقت آپ کی عمر صرف پچیس سال تھی۔ دنیا کی نظر میں ایک کم عمر، نوجوان، ناتجربہ کار اور دنیوی اعتبار سے علمی لیاقت نہ رکھنے والے کے کندھوں پر یہ بھاری بارِ امامت ڈال دیا گیا۔ بعض نے خیال کیا اور برملا اس کا اظہار بھی کہ اب اس جماعت کا شیرازہ بکھر جائے گا کیونکہ اس کی باگ ڈور ایک بچے کے سپرد کر دی گئی ہے جو ان کی نظروں میں اس لائق نہ تھا لیکن جسے خدا نے خلیفہ بنایا ہو اور جسے خدا نے یہ مرتبہ عطا فرمایا ہو وہ بھلا کیسے ناکام ہو سکتا تھا؟ وہی بچہ، خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے سایہ میں ایک عظیم قائد کے طور پر ابھرا اور دن بدن آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی عقل وفراست، روحانی، علمی اور قائدانہ صلاحیتوں میں غیر معمولی برکت عطا فرمائی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنی جاں نثار جماعت کو ایسا متحرک اور فعال بنا دیا کہ جماعت احمدیہ نہ صرف سارے ہندوستان میں ایک منظم اور مستعد جماعت کے طور پر پہچانی جانے لگی بلکہ دیگر ممالک میں بھی اس جماعت کے حوالے سے اسلام کا چرچا ہونے لگا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے خلیفۃ المسیح الثانی کے طور پر اکاون سال سے زائد عرصہ تک جماعت احمدیہ کی قیادت فرمائی۔ یہ تاریخ احمدیت کا ایک سنہری دور ہے۔ اس دور میں اسلام کی ترقی اور غلبہ، احمدیت کے استحکام، قرآن مجید کی اشاعت اور ملک وقوم کی خدمت وغیرہ کے اعتبار سے اتنے کام ہوئے کہ ان کا تذکرہ کرنے کے باوجود ہمیشہ ہی یہ احساس رہتا ہے کہ

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کسی بھی کام کو احسن رنگ میں سرانجام دینے کیلئے پلاننگ اور تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے سب سے پہلے اس بنیادی کام کی طرف توجہ فرمائی۔ منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے ایک ماہ بعد آپ نے ملک بھر کے احمدی نمائندگان کی ایک خصوصی مجلسِ شوریٰ طلب فرمائی۔ غور وفکر، مشورہ اور دعاؤں کے بعد فوری طور پر آپؓ نے تربیتی، اصلاحی، تنظیمی اور تبلیغی کاموں کا بیک وقت آغاز کر دیا۔ برطانیہ میں تبلیغِ اسلام کیلئے خلافتِ اولیٰ کے آخر میں مبلغ بھجوائے جا چکے تھے تاہم برطانیہ میں مرکزی دار التبلیغ کا باقاعدہ قیام خلافت ثانیہ کے آغاز میں اپریل 1914ء میں ہوا۔ اس سے اگلے سال ماریشس اور سیلون میں بھی تبلیغی مراکز جاری ہوئے۔ 1920ء میں امریکہ اور 1921ء میں سیرالیون، غانا، نائیجیریا اور بخارا میں تبلیغ اسلام کے مراکز قائم ہوئے اور یہ سلسلہ مسلسل آگے سے آگے بڑھتا رہا۔

خلافت ثانیہ میں مجموعی طور پر 46 ملکوں میں جماعت کو تبلیغی مراکز قائم کرنے کی توفیق ملی۔ بیرونی ممالک میں 311 مساجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ جہاں سے صبح وشام توحید کی منادی ہونے لگی۔ تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ ہمیشہ ہی حضرت مصلح موعودؓ کی ترجیحات میں سرِ فہرست رہا۔ آپ نے جماعت کو تحریک کی کہ نوجوان خدمت دین کیلئے اپنی زندگیاں اس طور پر وقف کریں کہ ان کا کوئی مطالبہ نہیں ہوگا اور وہ ہر کام کیلئے ہمیشہ تیار رہیں گے، آپ نے جماعت کے سامنے یہ انقلابی تحریک پیش فرمائی اور ساتھ ہی اپنا شاندار قابل تقلید نمونہ بھی۔ آپ نے فرمایا:

’’میرے تیرہ لڑکے ہیں اور تیرہ کے تیرہ دین کیلئے وقف ہیں‘‘

جماعت کے جاں نثاروں نے اس تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور سینکڑوں نوجوانوں نے اپنی زندگیوں کے نذرانے پیش کر دیے۔ تعلیم و تربیت سے فارغ ہو کر ہندوستان اور اکناف عالم میں مفوضہ خدمات سرانجام دینے لگے۔ آپؓ کے دور میں 164؍واقف زندگی مجاہدین نے دیارِ غیر میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام

دیا۔ ان میں ایسے خوش نصیب بھی تھے جنہوں نے اس راہ میں قید و بند کی صعوبتیں مردانہ وار برداشت کیں اور تبلیغ کے جہاد سے غازی بن کر فائز المرام واپس لوٹے۔ کچھ ایسے خوش قسمت بھی تھے جنہوں نے اسی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کر دیا اور دور دراز ملکوں کی سرزمین اوڑھ کر ہمیشہ کیلئے سو گئے۔ خوشا نصیب کہ وہ شہادت کا جام پی کر ابدی اور لازوال زندگی سے ہم کنار ہو گئے۔ مجاہدین اسلام کو یہ توفیق اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عطا ہوئی لیکن قربانی کا یہ جذبہ پیدا کرنے میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک تاریخ ساز کردار ادا کیا۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بعثت سے قبل عیسائی مناد سارے ہندوستان کو عیسائی بنانے کا عزم لے کر نکلے اور یہ اعلان کر رہے تھے کہ اس پہلی منزل کو سر کرنے کے بعد ہم اسلام کے مرکز خانہ کعبہ پر بھی تثلیث کا پرچم لہرا دیں گے۔ مسلمان اس صورت حال سے دم بخود بیٹھے تھے۔ اسلام کا دفاع کرنے کی نہ ان میں ہمت تھی اور نہ جذبہ۔ اس کس مپرسی کے دور میں اللہ تعالیٰ نے کاسر صلیب حضرت امام مہدی علیہ السلام کو بھیجا جنہوں نے تائید و نصرت الٰہی اور خداداد دلائل و براہین سے نہ صرف اسلام کا دفاع کیا بلکہ عیسائیت کو حجت و برہان کے میدان میں شکستِ فاش دے کر پسپائی پر مجبور کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غلبۂ اسلام کیلئے جن مستحکم بنیادوں پر کام کا آغاز فرمایا حضرت مصلح موعودؓ نے اس مشن کو بڑی تیزی اور مستعدی سے آگے بڑھایا۔ ساری دنیا میں تبلیغی مراکز کا جال بچھا کر آپ نے اسلام کے حق میں ایک خوش آئند انقلاب برپا کر دیا۔ اسلام پر حملہ کرنے والے غیر مسلم مناد نے راہِ فرار اختیار کی۔ پے در پے ناکامیوں کے بعد بعض افریقن ممالک میں عیسائی مشنز اپنی تبلیغی مساعی بند کرنے پر مجبور ہو گئے۔ جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں سے تثلیث کدوں کی رونقیں ماند پڑنے لگیں۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف غیروں کو بھی ہے۔ اس عالمگیر روحانی انقلاب کے معماروں میں حضرت مصلح موعودؓ کا نام نامی کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کی خدمت کا میدان بھی حضرت مصلح موعودؓ کی نظر سے کبھی اوجھل نہیں ہوا۔ آپؓ نے افریقن ممالک کی طرف اس ضمن میں خصوصی توجہ فرمائی کیونکہ وہاں پر تعلیمی اور طبی سہولتوں کا فقدان پایا جاتا تھا۔ آپ کے دورِ خلافت میں 24 ممالک میں 74 تعلیمی مراکز، اسکول اور کالجز کا قیام ہوا۔ 28 دینی مدارس جاری ہوئے اور 17 ہسپتالوں کا قیام عمل میں آیا۔

جماعت کے نظام کو مستحکم اور منظم کرنے کیلئے حضرت مصلح موعودؓ نے جو کارہائے نمایاں سر انجام دینے کی توفیق پائی ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ آپؓ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصف صدی سے زائد عرصہ منصبِ خلافت پر فائز رہے۔ تنظیم کا کام اس سارے عرصہ میں جاری رہا۔ جماعت کے انتظامی ڈھانچہ کو مستحکم کرنے کیلئے آپ نے 1919ء میں صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کے نظام کو وسعت دی۔ جماعت کے مردوں اور عورتوں کو مختلف ذیلی تنظیموں میں تقسیم کر کے اپنے اپنے دائرہ کار میں متحرک اور فعال بنانا بھی آپؓ کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ 1922ء میں لجنہ اماء اللہ اور 1928ء میں ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم قائم فرمائی۔ خدام الاحمدیہ کا قیام 1938 میں ہوا جبکہ اطفال الاحمدیہ کی تنظیم 1940 میں بنائی گئی۔ اسی سال مجلس انصار اللہ کا قیام بھی عمل میں آیا۔

نظام خلافت کے بعد مجلس شوریٰ کا نظام سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس کا آغاز 1922ء سے فرمایا۔ آپ نے باقاعدہ وقف زندگی کی تحریک 1917ء میں کی اور ان واقفین کی تعلیم و تربیت کیلئے 1928ء میں جامعہ احمدیہ اپنی موجودہ شکل میں قائم فرمایا۔ دارالقضاء کا قیام 1919ء میں عمل میں آیا۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بہت سے نازک مراحل آئے لیکن عشاقِ اسلام کا یہ کارواں اپنے صاحب شکوہ، مسیحی نفس امام کی قیادت میں ہمیشہ امن و سلامتی کے ساتھ آگے سے آگے بڑھتا رہا۔ پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق خدا کا سایہ اسکے سر پر تھا اور نصرتِ خداوندی کے سایہ میں اس نے دشمن کی ہر تدبیر کو ناکام و نامراد بنا دیا۔

1923ء میں ہندوؤں نے دوسرے لوگوں اور بالخصوص مسلمانوں کو ہندو بنانے کا عزم لے کر شدھی کی زبردست تحریک شروع کی۔ بہت سے مسلمان اس ریلے میں بہہ کر ہندو ہو گئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت مصلح موعودؓ کا دل سخت بے چین ہو گیا اور آپؓ نے شدھی کی اس تحریک کے مقابل پر جوابی تحریک شروع فرمائی۔ احمدیت کے وفا شعار مجاہدین نے آپؓ کی زیر ہدایت ایسی جاں نثاری سے اس جہاد میں حصہ لیا کہ نہ صرف بہت سے مسلمان ہندو ہونے سے بچ گئے بلکہ جو لوگ ہندو ہو گئے تھے وہ دوبارہ اسلام کی آغوش میں آ گئے۔

1934ء میں احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف ملک گیر تحریک جاری کی۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے، جماعت احمدیہ کو دنیا سے کلیۃً نابود کر دیں گے اور اس جماعت کا نام و نشان مٹا کر دم لیں گے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی خداداد فراست سے نہ صرف احرار کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا بلکہ اس ناپاک منصوبہ کے جواب میں تحریک جدید کے نام سے ایک ہمہ گیر انقلابی تحریک کا آغاز فرمایا جس کے ذریعہ ساری دنیا میں اشاعتِ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا جانے لگا۔ اس تحریک جدید کے شیریں ثمرات نے آج کل عالم کو اپنے احاطہ میں لیا ہوا ہے اور دنیا کے اکثر ممالک اسی بابرکت تحریک سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

1947ء میں جب برِّصغیر کی تقسیم عمل میں آئی تو جماعت احمدیہ کو اپنے مقدس مرکز قادیان سے ہجرت کرنی پڑی۔ یہ وقت جماعت کیلئے بہت ہی کٹھن تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے کمال فراست اور حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف افراد جماعت کی جانی و مالی حفاظت کا انتظام کیا بلکہ پاکستان میں جماعت کیلئے نیا مرکز بھی قائم کر دیا۔ ایک سال کے اندر اندر دارالہجرت ربوہ کا قیام فی الحقیقت ایک معجزہ سے کم نہیں۔ بے آب و گیاہ، ویران و بنجر سرزمین کی جگہ اب ایک سرسبز و شاداب، ترقی یافتہ، پر رونق اور خوب صورت شہر آباد ہے۔ ربوہ کا وجود قائم و دائم رہے گا۔ کوئی جبری قانون اسکے نام کو مٹا نہیں سکتا۔ اس بستی کا چپہ چپہ اس بات کا گواہ رہے گا کہ اسکا بانی صاحبِ عزم بھی تھا اور صاحبِ عظمت بھی!

مخالفت کی آندھیاں ہمیشہ سے خدائی جماعتوں کی تاریخ کا حصہ رہی ہیں۔ 1953ء میں پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف مجلسِ احرار نے ایک ملک گیر تحریک چلائی۔ ان کے عزائم انتہائی ظالمانہ اور خطرناک تھے۔ ایسے مراحل بھی آئے کہ بڑے صاحبِ حوصلہ لوگوں کے پتے پانی ہو رہے تھے لیکن وہ مبارک وجود جس کو خدا نے اپنے کلام میں ''سخت ذہین و فہیم'' فرمایا، جس کے نزول کو بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب قرار دیا، وہ اولوالعزم رہنما، جماعت کے سر پر موجود تھا اور اس کے سر پر خدا کا سایہ تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس نازک دور میں جماعت کی حفاظت اور رہنمائی کا فریضہ انتہائی خوش اسلوبی سے ادا فرمایا اور اللہ سے خبر پاکر یہ اعلان بھی فرمایا کہ گھبراؤ نہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری مدد کو دوڑا چلا آ رہا ہے۔ ان ہنگاموں کے نتیجہ میں چند خوش قسمت احمدیوں نے شہادت کا اعزاز پایا لیکن مخالفت کا یہ سیلاب جماعت کی ترقی کو ہرگز روک نہ سکا بلکہ جماعت کی مستقل ترقی کا ایک اور وسیلہ تحریک وقف جدید کی صورت میں نمودار ہوا جس کا آغاز حضرت مصلح موعودؓ نے 1957ء کے آخر پر فرمایا:

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

پیشگوئی مصلح موعود میں فرزندِ موعود کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی تھی کہ ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا''

اسکا ایمان افروز ظہور اس طور پر ہوا کہ خدائے علّام الغیوب نے حضرت مصلح موعودؓ کو دنیاوی ڈگریوں کے بغیر اور نہایت کمزور صحت کے باوجود دینی اور دنیاوی علوم سے مالا مال کر دیا۔ آپ کو مطالعہ کا بہت زیادہ شوق تھا۔ اس ذریعہ سے جو علم آپ حاصل کر سکتے تھے وہ آپؓ نے کیا۔ اس پر مزید یہ کہ اس سخت ذہین و فہیم انسان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کا سایہ تھا۔ خدا نے اس میں اپنی روح ڈال کر اس کو اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح فرمایا۔ ظاہر ہے کہ ان سب باتوں کے اجتماع نے نورٌ علیٰ نور کی کیفیت پیدا فرما دی اور دنیا نے دیکھا، سنا اور بار بار مشاہدہ کیا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے دینی معاملات میں ایسا بلند علمی مرتبہ حاصل کیا جو اپنے زمانہ میں بے نظیر تھا۔ آپؓ نے اپنی زندگی میں متعدد کتب و رسائل تصنیف فرمائے اور سینکڑوں خطابات و خطبات میں جماعت احمدیہ

اور امتِ مسلمہ کو رہنمائی سے نوازا۔حضورؓ کی کتب میں سے چند ایک کے نام بطور نمونہ حسب ذیل ہیں:

دیباچہ تفسیر القرآن، فضائل القرآن، سیرت خیر الرسلؐ، احمدیت یعنی حقیقی اسلام، دعوت الامیر، اسلام میں اختلافات کا آغاز، ملائکۃ اللہ، ہستی باری تعالیٰ، منہاج الطالبین، سیر روحانی۔

آپ کی جملہ کتب و خطابات ’’انوار العلوم‘‘ کے نام سے شائع ہو رہی ہیں۔

ان بلند پایہ علمی تصانیف سے بہت بڑھ کر آپؓ کے خداداد علم کا شاہکار آپؓ کی تصنیف فرمودہ تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر ہیں۔قریباً دس ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی یہ تفسیر کبیر لاجواب معارف سے پُر ہے۔آپؓ کی علمی تصانیف اور بالخصوص تفسیر کبیر پڑھ کر بڑے بڑے علماء اور ماہرین علوم نے آپؓ کے تبحر علمی کا اعتراف کیا۔

آپؓ کے فیض رساں علمی وجود کے ذریعہ دنیا کو جو برکت نصیب ہوئی اس کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ آپؓ کے دورِ خلافت میں دنیا کی کئی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت ہوئی اور آپؓ کی زیر نگرانی قریباً چالیس اخبارات اور رسائل دنیا کے مختلف ممالک سے جاری ہوئے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی متحرک اور خدمات دینیہ سے بھرپور زندگی کے اگر دو جامع عناوین دیے جاسکتے ہیں تو وہ اشاعت اسلام اور خدمت قرآن ہیں۔یہ دونوں باتیں تو گویا آپؓ کی روح کی غذا تھیں۔آپؓ نے تحریر و تقریر کے میدان میں ان مقاصدِ عالیہ کی خاطر انتھک خدمات سر انجام دیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلم اور زبان میں ایسی دلکشی اور شیرینی رکھ دی تھی کہ پڑھنے والے آپؓ کی تحریرات پڑھتے ہوئے علمی معارف میں گم ہو کر رہ جاتے اور آپؓ کی تقریریں سننے والے گھنٹوں آپؓ کے خطابات سنتے رہتے اور انہیں وقت گزرنے کا احساس تک نہ ہوتا۔لاریب آپؓ اپنے وقت کے عظیم مصنف اور لاثانی خطیب تھے۔مقدس باپ سلطان القلم تھا تو عظیم بیٹا سلطان البیان۔حق یہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی ساری زندگی، اور ساری خداداد صلاحیتیں اس راہ میں وقف کر دیں۔

جان کی بازی لگادی قول پر ہارا نہیں

1924ء کا سال حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی کا ایک اہم سال ثابت ہوا۔آپؓ نے لندن میں منعقد ہونے والی مذاہب عالم کے نمائندگان کی عالمی کانفرنس میں شمولیت فرمائی۔یہ کانفرنس ویمبلے امپیریل انسٹی ٹیوٹ لندن میں منعقد ہوئی۔آپؓ نے اس کانفرنس کیلئے ایک خطاب لکھا جس کا انگریزی ترجمہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے اجلاس میں سنایا۔آپؓ کا یہ معرکہ آرا خطاب بعد ازاں ’’احمدیت یعنی حقیقی اسلام‘‘ کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔اسی سفر کے دوران حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد اپنے مبارک ہاتھوں سے پرسوز دعاؤں کے ساتھ رکھا۔یہ سنگ بنیاد گویا یورپ بلکہ ایک لحاظ سے ساری دنیا میں اشاعتِ اسلام کی عالمگیر مہم میں ایک سنگِ میل ثابت ہوا۔

لندن میں تعمیر ہونے والی اس سب سے پہلی مسجد کے بعد اکناف عالم میں مساجد اور تبلیغی مراکز کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر آن بڑھتا چلا جارہا ہے۔اشاعت اسلام کی ان ہمہ گیر کوششوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کا تشخص دنیا کے کونے کونے میں متحقق ہو چکا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کا مبارک نام بھی زمین کے کناروں تک شہرت پا گیا ہے۔

خدمت اسلام کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اور بہت ہی نمایاں کارنامہ 1928ء میں سیرت النبی ﷺ کے مبارک جلسوں کا آغاز ہے۔سید المعصومین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پاکیزہ سیرت کو داغدار بنانے کے مذموم ارادہ سے جب دشمنانِ اسلام نے رنگیلا رسول جیسی ناپاک کتابیں شائع کیں تو قلبِ محمودؓ پر ایک قیامت گذر گئی۔آپؓ نے اس ناپاک اور ظالمانہ کوشش کے مثبت اور مؤثر جواب کے طور پر سارے ملک میں سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کا اہتمام کروایا۔ایسی شان سے یہ جلسے منعقد ہوئے کہ قریہ قریہ اور بستی بستی حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام سے گونج اٹھے۔بعد میں یہ سلسلہ اور بھی وسیع ہو گیا اور اب تو سیرت النبی ﷺ کے یہ بابرکت جلسے جماعت احمدیہ عالمگیر کی پہچان بن گئے ہیں۔

اس عظیم پیشگوئی کے سب پہلوؤں کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔حق یہ ہے کہ پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ، رب ذوالجلال کی قدرت، عظمت، جلال اور رحمت کا ایک تابندہ نشان ہے، ہر پہلو سے ایک تابناک معجزہ ہے، ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ خدائے قادر کا کلام تھا جو بڑی شان سے پورا ہوا، دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو سنا، وہ برحق تھا۔آپؑ نے دنیا کو جو بتایا، وہ سچ تھا۔اس پیشگوئی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ غلام احمد ہی وہ سچا مہدی اور مسیح ہے جس کی سچائی ثابت کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت، طاقت اور جبروت کا یہ زندہ نشان اسے عطا فرمایا!

لاکھوں لاکھ درود و سلام ہوں حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کہ آپؐ کے مبارک نام احمدؐ کی برکت سے ایک غلام احمدؑ کو آپ ﷺ کی غلامی کی برکت سے امتی نبوت کا تاج پہنایا گیا۔پھر اس غلام احمدؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق ایک فرزند موعود سے نوازا جو ان ساری صفات کا مصداق ثابت ہوا جن کا ذکر مقدس پیشگوئی میں کیا گیا تھا۔کلام اللہ کا مرتبہ اس شان سے پورا ہوا کہ پیشگوئی کا ایک ایک حرف اس پر صادق آیا اور ایک ایک بات کلام اللہ کی صداقت پر گواہ ٹھہری۔حق یہ ہے کہ پیشگوئی کا اس طور پر ایمان افروز ظہور ہمیشہ ہمیش کیلئے صداقت اسلام کا ایک زندہ جاوید نشان ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ تو انسان ہونے کے ناطے، اس دنیا سے فائز المرام رخصت ہوئے اور اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھائے گئے لیکن یہ آسمانی نشان ہمیشہ زندہ رہے گا اور حضرت مصلح موعودؓ کی حسین یاد بھی اس نشان کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہے گی کہ یہ عظیم الشان پیش خبری آپؓ کے وجود میں بڑی شان سے پوری ہوئی اور اس کے فیوض قیامت تک جاری و ساری رہیں گے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

اس عظیم الشان پیشگوئی کے ایمان افروز ظہور کو دیکھ کر اور اس پیشگوئی کی جاری و ساری عالمگیر تاثیرات کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد آج الحمد للہ ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ

اب وقت آگیا ہے کہ کہتے ہیں حق شناس
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 18 فروری 2020)

دعوتِ فکر

کلام امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے؟
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟
کیونکر کرو گے ردّ جو محقق ہے ایک بات؟
کچھ ہوش کرکے عذر سناؤ گے یا نہیں؟
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد 1 صفحہ 57)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنۡ تُبۡدُوۡا خَيۡرًا اَوۡ تُخۡفُوۡهُ اَوۡ تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيۡرًا (النساء:150)

ترجمہ: اگر تم کوئی نیکی ظاہر کرو یا اسے چھپائے رکھو یا کسی برائی سے چشم پوشی کرو تو یقیناً اللہ بہت درگزر کرنے والا (اور) دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شورت، جموں کشمیر)

قیام خلافت سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

(مامون الرشید تبریز، مربی سلسلہ، نائب انچارج شعبہ تاریخ احمدیت قادیان)

خدا تعالیٰ نے اپنا نور دنیا میں پھیلانے کیلئے دنیا میں انبیاء کی بعثت کا سلسلہ جاری کیا۔ یہ انبیاء دنیا میں آتے ہیں اور جب یہ اپنا مشن اور اپنی بعثت کا مقصد پورا کر کے اپنی طبعی عمر گزارنے کے بعد اس دنیا سے اپنے رفیق اعلیٰ کی طرف چلے جاتے ہیں تو ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نظام خلافت کی صورت میں انہی فیوض کے جاری رکھنے کے سامان پیدا کر دیتا ہے جو نبی کے زمانہ میں جاری ہوتے ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث میں موجود پیش خبریوں کے مطابق جماعت احمدیہ میں بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپؑ کے ذریعہ جاری شدہ فیوض و برکات کے دوام کی خاطر خدائے تعالیٰ نے دوسری قدرت کو جاری کیا جسے ہم خلافت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس قدرت ثانیہ کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی جو آپؑ کی وفات کے بعد حضرت حافظ حاجی حکیم مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی بیعت کے ذریعہ مورخہ 27 مئی 1908ء کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں جاری ہوئی۔ اس دوسری قدرت کے بارے میں حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُنکو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ:22) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجّت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچّائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اسکی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُنکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور:56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پیر جما دینگے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کے مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائیگی۔

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 304 تا 307)

چنانچہ رسالہ الوصیت میں بیان آپ علیہ السلام کی پیشگوئی کے عین مطابق جبکہ آپؑ کی وفات کے بعد جماعت میں ایک خوف کی سی حالت طاری تھی تب حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے وجود سے اُن فیوض اور برکات کو خدا تعالیٰ نے پھر جاری فرمایا اور خوف کی حالت امن میں تبدیل ہو گئی۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ ایسے حالات میں خلیفہ منتخب ہوئے جبکہ ایک ایسا گروہ بھی جماعت میں موجود تھا جو انجمن کے قیام کو خلافت کے قیام سے برتر سمجھتا تھا مگر سب نے دیکھا کہ دوسری قدرت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا تھا وہ لفظ لفظ پورا ہوا۔

خلافت ثانیہ سے متعلق پیشگوئی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ (مشکوٰۃ، کتاب الفتن، باب نزول عیسیٰ، جلد 3، صفحہ 49، ناشر مکتبہ رحمانیہ لاہور) ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے وہ شادی کریں گے اور ان کو اولاد دی جائے گی۔ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل

سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں خبر آچکی ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 325)

خلافت ثالثہ کے متعلق پیشگوئی

خلافت ثالثہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درج ذیل الہامات اور کشوف ہیں:

(1) مارچ 1906ء ''چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔''

(تذکرہ، صفحہ 519، ایڈیشن 2004ء)

(2) ستمبر 1907ء ''خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے میاں مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہو گیا۔ بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اور لڑکا بیٹھا ہوا ہے۔''

(تذکرہ، صفحہ 618، مطبوعہ 2004ء)

(3) اسکے بعد اکتوبر 1907ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی کہ ''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ - يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ ترجمہ: ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔''

(تذکرہ، صفحہ 622، مطبوعہ 2004ء)

اس الہام کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مورخہ 5 نومبر 1907ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں آپؑ فرماتے ہیں:

''خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا: اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائمقام اور اس کا شبیہ ہوگا پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔ اس لئے اس نے بمُجرّد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے اور ایک الہام میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اِنِّیْ اُرِیْحُكَ وَلَا اُجِيْحُكَ وَاُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا یعنی مَیں تجھے راحت دوں گا اور مَیں تیری قطع نسل نہیں کروں گا اور ایک بھاری قوم تیری نسل سے پیدا کروں گا یہ خدا کا کلام ہے جو اپنے وقت پر پورا ہوگا۔ اگر اس زمانہ کے بعض لوگ لمبی عمر پائیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ آج جو خدا کی طرف سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے وہ کس شان اور قوت اور طاقت سے ظہور میں آئے گی خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔'' (مجموعہ اشتہارات، جلد 3، صفحہ 587 تا 588، ایڈیشن 1989ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے مطابق خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے نعم البدل کے طور پر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ عطا کئے گئے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا اپنے ایک خط میں جو انہوں نے محترم مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ کو تحریر کیا لکھتی ہیں:

''یہ درست ہے کہ حضرت اماں جان ناصر احمد کو بچپن میں اکثر یحییٰ کہا کرتیں اور فرماتی تھیں کہ یہ میرا مبارک ہے۔ یحییٰ ہے جو مجھے بدلہ میں مبارک کے ملا ہے۔

مبارک احمد کی وفات کے بعد کے الہامات بھی شاہد ہیں ایک بار میرے سامنے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جان کے سے اور بڑے زور سے اور بہت یقین دلانے والے الفاظ میں فرمایا تھا کہ ''تم کو مبارک کا بدلہ بہت جلد ملے گا، بیٹے کی صورت میں یا نافلہ کی صورت میں''

مجھے مبارک احمد کی وفات کے تین روز بعد ہی خواب آیا کہ مبارک احمد تیز تیز قدموں سے آرہا ہے اور دونوں ہاتھوں پر ایک بچہ اٹھائے ہوئے ہے، اس نے آکر میری گود میں وہ بچہ ڈال دیا اور وہ لڑکا ہے اور کہا کہ: ''لو آپا یہ میرا بدلہ ہے'' (یہ فقرہ بالکل وہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا) مَیں نے جب یہ خواب صبح حضرت اقدس کو سنایا تو آپ علیہ السلام بہت خوش ہوئے مجھے یاد ہے آپ کا چہرہ مبارک مسرت سے چمک رہا تھا اور فرمایا تھا کہ: ''بہت مبارک خواب ہے'' آپ کی بشارتوں اور آپ کے کہنے کی وجہ تھی کہ ناصر احمد سلمہ اللہ کو اماں جان نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا، اماں جان کے ہی ہاتھوں میں ان کی پرورش ہوئی، شادی بیاہ بھی انہوں نے کیا اور کوٹھی بھی بنا کر دی (النصرۃ) تمام پاس رہنے والے جو زندہ ہوں گے اب بھی شاہد ہوں گے کہ حضرت اماں جانؓ ناصر کو ''مبارک'' سمجھ کر اپنا بیٹا ظاہر کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں: ''یہ تو میرا مبارک ہے'' عائشہ والدہ نذیر احمد جس کو حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے پرورش کیا اور آخر تک ان کی خدمت میں رہیں یہی ذکر اکثر کیا کرتی ہیں کہ اماں جان تو ناصر کو اپنا مبارک ہی کہا کرتی تھیں کہ یہ تو میرا مبارک مجھے ملا ہے...... کئی سال ہوئے مَیں بہت بیمار ہوئی تو مَیں نے ایک کاپی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض باتیں جو یاد تھیں لکھی تھیں ان میں یہ روایت اور اپنا خواب مَیں نے لکھا تھا وہ کاپی میرے پاس رکھی ہوئی ہے۔''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارے میں الہامات کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے، صفحہ 231)

خلافت رابعہ سے متعلق پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک رؤیا کا ذکر اپنی معرکۃ الآراء تصنیف آئینہ کمالات اسلام میں فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

18 اکتوبر 1892ء کے بعد 7 دسمبر 1892ء کو ایک اور رؤیا دیکھا کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گیا ہوں یعنی خواب میں ایسا معلوم کرتا ہوں کہ وہی ہوں اور خواب کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض اوقات ایک شخص اپنے تئیں دوسرا شخص خیال کر لیتا ہے سو اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ میں علی مرتضیٰ ہوں۔ اور ایسی صورت واقعہ ہے کہ ایک گروہ خوارج کا میری خلافت کا مزاحم ہو رہا ہے یعنی وہ گروہ میری خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے اور اس میں فتنہ انداز ہے تب میں نے دیکھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہیں اور شفقت اور تودّد سے مجھے فرماتے ہیں۔ یَا عَلِیُّ! دَعْهُمْ وَ اَنْصَارَهُمْ وَ زِرَاعَتَهُمْ یعنی اے علی ان سے اور ان کے مددگاروں اور ان کی کھیتی سے کنارہ کر اور ان کو چھوڑ دے اور ان سے منہ پھیر لے اور میں نے پایا کہ اس فتنہ کے وقت صبر کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو فرماتے ہیں اور اعراض کیلئے تاکید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ہی حق پر ہے مگر ان لوگوں سے ترک خطاب بہتر ہے۔ اور کھیتی سے مراد مولویوں کے پیروؤں کی وہ جماعت ہے جو ان کی تعلیموں سے اثر پذیر ہے جس کی وہ ایک مدت سے آبپاشی کرتے چلے آئے ہیں۔ پھر بعد اس کے میری طبیعت الہام کی طرف منتقل ہوئی اور الہام کے رو سے خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ ایک شخص مخالف میری نسبت کہتا ہے: ذَرُوْنِیْ اَقْتُلْ مُوْسٰی یعنی مجھ کو چھوڑو تا میں موسیٰ کو یعنی اِس عاجز کو قتل کر دوں۔ اور یہ خواب رات کے تین بجے قریباً بیس منٹ کم میں دیکھی تھی اور صبح بدھ کا دن تھا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 218)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت ذَرُوْنِیْ أَقْتُلْ مُوْسٰی کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''یہ جو ہے آیت فرعون کا یہ کہنا کہ موسیٰ کو قتل کر دوں ایسا ہی زمانہ جماعت احمدیہ پر آنے والا تھا جس کا مَیں ذکر کر رہا ہوں کہ آچکا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام میں بڑی وضاحت سے یہ بات مذکور ہے۔ ایک تحریر ہے لمبی جس میں

باقی صفحہ نمبر 49 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ کی عظیم الشان ترقیات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

(لئیق احمد نائیک، مربی سلسلہ)

قرآن کریم کے مطالعہ اور مذاہب عالم کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی، مامور یا مرسل دنیا میں اصلاح خلق کیلئے مبعوث ہوا اور کسی نئے خدائی سلسلہ کی داغ بیل ڈالی گئی تو ساتھ ہی شیطانی طاقتیں بھی متحرک ہوئیں اور اُس الٰہی مشن کو معدوم کرنے کیلئے ہر طرح کے ہتھکنڈے اپناتے رہے جس کے نتیجہ میں ہر نبی اور اُسکے متبعین کو سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن دوسری جانب قادر اور حکیم خدا جو پہلے ہی اُس مشن کو اُسکے اصل اور منطقی انجام تک پہنچانے کا فیصلہ کر چکا ہوتا ہے، فرماتا ہے کہ میں ضرور اپنے مامور اور اس کے متبعین کی مدد کروں گا، اُنکو غلبہ دوں گا اور اُس پیغام کو پھیلاؤں گا اگرچہ ساری دنیا اس نور کو بجھانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (سورۃ الصف:9) وہ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا خواہ کافر لوگ کتنا ہی ناپسند کریں۔

غلبہ رسل کا الٰہی وعدہ

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے۔ جیسا کہ فرمایا:

كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ (سورہ مجادلہ:22) یعنی اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس وعدہ پر کامل یقین

جب خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماموریت کی چادر پہنائی اور آپ نے 23/مارچ 1889ء کو حکم الٰہی سے اس جماعت یعنی جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی تو ساتھ ہی آپ کے خلاف مخالفین کی طرف سے طوفان بدتمیزی کھڑا ہوا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں جگہ جگہ اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ آپ کو یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں بھی یہ وعدہ ضرور پورا فرمائے گا اور آپ کو اور آپ کے سلسلہ کو تمام دنیا پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ نمونۃً چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

آپ علیہ السلام سورۃ مجادلہ کی مذکورہ بالا آیت نمبر 22 کے حوالے سے اپنی کتاب ’’نزول المسیح‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اُس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اُسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں اس لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 380)

آپ کا 26/نومبر 1903ء کا الہام ہے کہ ’’لَكَ الْفَتْحُ وَلَكَ الْغَلَبَةُ‘‘ یعنی تیرے لئے فتح ہے اور تیرے لئے غلبہ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا: ’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 81 مطبوعہ قادیان 2006)

اپنی فتح اور کامیابی پر کامل یقین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی فتح پر کامل بھروسہ تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو بار بار یقین دلاتا رہا کہ آخر کار آپ ہی فتح یاب ہوں گے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’میرے پر ایسی رات کوئی کم گزرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 49)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتحیاب ہوں گا۔‘‘

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 23)

اپنی جماعت کی کامیابی اور غلبہ پر کامل یقین

پیشگوئیوں کے مطابق مخالفین کے صف اول میں مولوی اور علماء حضرات ہی تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے ایمان اور تحدی سے انکو مخاطب ہو کر فرمایا کہ:

اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو!! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فِئَةٌ قَلِيلَةٌ ہے اور شاید اس وقت تک چار ہزار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اسکے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا؟ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا۔ اور اس کا نام ونشان باقی نہ رہتا۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 64)

آپ علیہ السلام نے تمام لوگوں کو اور خاص طور سے مخالفین کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں خدا کے حکم سے اسکی خاطر کھڑا ہوا ہوں اور یہ سلسلہ خدا کا قائم کردہ ہے جسکی کامیابی اٹل ہے۔ وہ اسے تمام دنیا کے کناروں تک پھیلائیگا اور کوئی اس سلسلہ کو ترقی کرنے سے روک نہ سکے گا۔ آپ فرماتے ہیں:

’’مجھے اُس خدائے کریم وعزیز کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست ونابود کرنے والا ہے کہ میں اُسکی طرف سے ہوں اور اُسکے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں اور اُسکے حکم سے کھڑا ہوا ہوں اور وہ میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا جب تک وہ اپنا تمام کام پورا نہ کر لے جسکا اُس نے ارادہ فرمایا ہے۔‘‘ (اربعین نمبر 2، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 348)

26/ستمبر 1898ء کی آپ کی ایک خواب ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’رات میں نے دیکھا کہ ایک بڑا پیالہ شربت کا پیا۔ اسکی حلاوت اسقدر ہے کہ میری طبیعت برداشت نہیں کرتی۔ بایں ہمہ مَیں اس کو پیئے جاتا ہوں......شربت سے مراد کامیابی ہوتی ہے اور یہ اسلام اور ہماری جماعت کی کامیابی کی بشارت ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 181 مطبوعہ قادیان 2003)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

’’خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ میں آخر کار تجھے فتح دوں گا اور ہر یک الزام سے تیری بریت ظاہر کر دوں گا اور تجھے غلبہ ہوگا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کروں گا۔‘‘

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 54)

اسلام کی تمام ادیان پر غلبہ کی پیشگوئی

اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں بار بار مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ وہ دین حق یعنی اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دے گا۔ چنانچہ سورۃ صف کی آیت 10 میں اللہ فرماتا ہے کہ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ’’ یعنی وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے دین کے (ہر شعبہ پر) کلیۃً غالب کر دے، خواہ مشرک برا منائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ اور عالمگیر غلبہ اسلام

دین اسلام کے اس عالمگیر غلبہ کے متعلق قرآن شریف اور احادیث اور ربانی علماء کی کتب کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ غلبہ امام مہدی اور مسیح موعود کے زمانہ میں

اسی کے ذریعہ مقدر تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے عین مطابق اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے طور پر مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’اب صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کامل اور زندہ مذہب ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ پھر اسلام کی عظمت شوکت ظاہر ہو اور اسی مقصد کو لے کر میں آیا ہوں...... میں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے۔ اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔ اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں ہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے۔ وہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے۔‘‘ (لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 290)

پھر فرمایا:

’’یاد رکھو کہ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں۔ ایک یہ کہ جو غلبہ اس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچے کی طرح ہو گیا ہے۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پرزور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں ...... پس اس غرض کیلئے مجھے خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے اور میں یقینا کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کیلئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 564 مطبوعہ قادیان 2003)

آپ کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اسلام کا غلبہ اور اسلام کی شان وشوکت اب تم سے وابستہ ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اب خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کا نور ظاہر ہو اور دنیا کو معلوم ہو جاوے کہ سچا اور کامل مذہب جو انسان کی نجات کا متکفل ہے وہ صرف اسلام ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
وپائے محمدیاں برمنار بلندتر محکم افتاد

لیکن ان ناعاقبت اندیش نادان دوستوں نے خدا تعالیٰ کے اس سلسلہ کی قدر نہیں کی بلکہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ یہ نور نہ چمکے۔ یہ اس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں، مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 131-132)

(اس فارسی شعر کا ترجمہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود ایک جگہ اس طرح سے فرمایا ہے: اب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آ گیا اور اب وہ وقت آ رہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر اُن کا قدم پڑے گا)

زمین کے کناروں تک

جماعت احمدیہ کے پھیلنے کی آپؑ کی پیشگوئیاں

منجملہ ان تائیدات الٰہیہ سماویہ میں، جو انبیاء کو عطا ہوتی ہیں، ایک حصہ اُن پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ اپنے خاص علم غیب سے نبی کو اُس کے سلسلہ کی ترقی کے متعلق عنایت فرماتا ہے تاکہ ایک طرف مؤمنین کی جماعت کیلئے ایمان وتسکین کا باعث ہو اور دوسری جانب دیگر لوگوں کیلئے بھی مشعل راہ کا کام دے نیز یہ کہ لوگ سمجھ جائیں کہ وہ سلسلہ خدا کی طرف سے قائم کردہ سچا سلسلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جماعت کی ترقی اور اسکے پھلنے پھولنے کے متعلق کثرت سے کشوف والہامات کے ذریعہ بے شمار بشارتیں عنایت فرمائیں جن کی بناء پر آپؑ نے بار بار پیشگوئیاں فرمائیں اور کثرت کے ساتھ آپ کی تحریرات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ 1891 میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہامًا مخاطب ہو کر فرمایا کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔‘‘ (تذکرہ، صفحہ 260)

آپ نے فرمایا کہ دنیا کی ہر جہت سے مختلف مذاہب وملل اور اقوام اور ممالک کے لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہوں گے۔ یورپ اور امریکہ سے بھی جماعت احمدیہ میں لوگ داخل ہوں گے اور روس اور ایشیا سے بھی۔ مشرق سے بھی اور مغرب سے بھی، شمال سے بھی اور جنوب سے بھی، غرض پوری دنیا سے لوگ اس آسمانی مائدہ سے فیضیاب ہوں گے۔

چہار دانگ عالم میں سلسلہ کے پھیلنے کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اُس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 182)

صلیبی مذہب کا خاتمہ اور یورپ اور امریکہ کی جماعت میں شمولیت کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میں خدا تعالیٰ کی تائیدوں اور نصرتوں کو دیکھ رہا ہوں جو وہ اسلام کیلئے ظاہر کر رہا ہے اور میں اس نظارہ کو بھی دیکھ رہا ہوں جو موت کا اس صلیبی مذہب پر آنے کو ہے...... اب وقت آتا ہے کہ یکدم یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوگی اور وہ اس مردہ پرستی کے مذہب سے بیزار ہو کر حقیقی مذہب اسلام کو اپنی نجات کا ذریعہ یقین کریں گے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 463 مطبوعہ قادیان 2003)

’’طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا...... یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور انکو اسلام سے حصہ ملے گا۔‘‘ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 376)

’’وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیاء اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 13)

لندن میں انگریز

صداقت کا شکار ہوں گے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راست باز انگریز صداقت کے شکار ہو جائیں گے۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 377)

اس پیشگوئی کو آج ہر شخص لفظاً لفظاً بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتا دیکھ سکتا ہے۔ آپؑ کی پیشگوئی کے عین مطابق آج آپ کا خلیفہ آپ کی نمائندگی کرتے ہوئے لندن کے لوگوں کے سامنے اسلام کی صداقت بیان فرماتا ہے اور انگریز اس صداقت کو مان بھی رہے ہیں۔ اگر یہ خدائے عالم الغیب کی طرف سے علم نہ دیا گیا ہوتا تو کب ایک انسان اس قدر صفائی کے ساتھ ڈیڑھ سو سال قبل اس قسم کی پیشگوئی کر سکتا ہے۔ کون جانتا تھا کہ لندن جماعت احمدیہ کا مرکز بنے گا اور پھر وہاں آپ کی تعلیم پھیلے گی اور من وعن یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ سبحان اللہ!

عرب ممالک میں

جماعت احمدیہ کے پھیلنے کی پیشگوئی

(ترجمہ از عربی عبارت ’’اور میں دیکھتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو ۞ مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر ۞ کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین (قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے ۞ جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالم دکھاتی ہے

وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس رہ کو اڑاتی ہے ۞ وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

طالب دعا: سید زمرود احمد ولد سید شعیب احمد اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ بھونیشور، اڈیشہ)

ہوں کہ اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج درفوج داخل ہوجائیں گے اور یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی آنکھوں میں عجیب ہے۔'' (نور الحق حصہ دوم)

''یصلون علیك صلحاء العرب وابدال الشام، وتصلی علیك الارض والسماء، ویحمد اللہ عن عرشه'' ترجمہ: تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ (تذکرہ، صفحہ 129)

روس میں جماعت احمدیہ کے پھیلنے کی پیشگوئی

فرمایا:

''میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں۔'' (تذکرہ، صفحہ 691)

ہندوستان میں جماعت کی ترقی اور ہندوؤں کے رجوع اسلام کی پیشگوئیاں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا'' (تذکرہ، صفحہ 247)

حضرت علیہ السلام فرماتے ہیں:

''آریوں کی زبان درازیاں ہمیں کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں ان کے مذہب کی حالت تو افاقۃ الموت ہی معلوم ہوتی ہے......ذرا روحانیت ان میں آئی تو فوج درفوج اسلام میں داخل ہوں گے...... اب جب روحانیت ان میں پیدا ہوئی اور حق کو انہوں نے شناخت کرلیا تو بڑی شرح صدر اور زور سے اسلام میں داخل ہوں گے۔'' (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 480-481 مطبوعہ قادیان 2003)

ریت کے ذروں کی طرح کثیر جماعت دی جائیگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یقیناً سمجھو کہ خدا اس زمین کو یعنی اس زمین کے رہنے والوں کو جو مر چکے ہیں پھر زندہ کرے گا یعنی بہت سے لوگ ہدایت پائیں گے اور ایک روحانی انقلاب پیدا ہوگا اور بہت سے لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں گے۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 83)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ یعنی ہم تجھے بہت سے ارادتمند عطا کریں گے اور ایک کثیر جماعت تجھے دی جاوے گی۔'' (نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 509)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

(ترجمہ از عربی عبارت) ''عنقریب وہ زمانہ آتا ہے کہ ایک عالم میرے دامن سے وابستہ ہوگا اور بادشاہ میرے کپڑوں کو چھوکر برکت حاصل کریں گے۔'' (لجۃ النور، روحانی خزائن، جلد 16، صفحہ 408)

فرمایا: ''مخالف ہماری تبلیغ کو روکنا چاہتے ہیں مجھے تو اللہ تعالیٰ نے میری جماعت ریت کے ذروں کی طرح دکھائی ہے۔'' (تذکرہ، صفحہ 690، مطبوعہ قادیان 2006)

بادشاہوں کے جماعت میں داخل ہونے کی پیشگوئیاں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں نے ایک مبشر خواب میں مومنوں اور عادل اور نیکوکار بادشاہوں کی ایک جماعت دیکھی جن میں سے بعض اس ملک (ہند) کے تھے۔ اور بعض عرب کے، بعض فارس کے اور بعض شام کے، اور بعض روم کے اور بعض دوسرے بلاد کے تھے جن کو میں نہیں جانتا اُس کے بعد مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ لوگ تیری تصدیق کریں گے اور تجھ پر ایمان لائیں گے اور تجھ پر درود بھیجیں گے اور تیرے لئے دعائیں کرینگے اور میں تجھے برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور میں اُن کو مخلصوں میں داخل کروں گا یہ وہ خواب ہے جو میں نے دیکھی اور وہ الہام ہے جو خدائے علّام کی طرف سے مجھ پر ہوا۔'' (لجۃ النور، روحانی خزائن، جلد 16، صفحہ 339-340)

مسلمانوں میں سے بڑی تعداد کی جماعت احمدیہ میں شمولیت کی پیشگوئی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی بشارت دی کہ مسلمانوں میں سے بھی ایک بھاری تعداد آپ کی بیعت کرکے جماعت میں شامل ہوگی۔ یہ ایک انگریزی الہام ہے جس کا متن یوں ہے:

''I shall give you a large party of Islam''

تین صدیوں تک دنیا احمدیت سے بھر جائیگی

حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''اگر کوئی مر کر واپس آسکتا تو وہ دو تین صدیوں کے بعد دیکھ لیتا کہ ساری دنیا احمدی قوم سے اسطرح پُر ہے جس طرح سمندر قطرات سے پر ہوتا ہے۔'' (رسالہ تشحیذ الاذہان، جلد 8 نمبر 1 صفحہ 39)

دنیا میں ایک ہی مذہب اور ایک ہی فرقہ اور ایک ہی پیشوا ہوگا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی ...... یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰؑ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہوکر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں، سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔'' (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 66)

یہ محولہ بالا پیشگوئی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دیگر پیشگوئیوں کی طرح آپ کی سچائی کا ایک زندہ نشان ہے۔ آپ کی اس پیشگوئی کے عین مطابق آج اکثر مسلمان آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے عقیدہ سے بیزار ہو چکے ہیں بلکہ کثرت سے ہو رہے ہیں اور اسکے ہم سبھی آج زندہ گواہ ہیں اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت اب بھی باقی ہے۔

پھر فرمایا: ''لیکن مسیح موعودؑ کا زمانہ جس سے مراد چودھویں صدی من اوّلہٖ الی آخرہٖ ہے اور نیز کچھ اور حصہ زمانہ کا جو خیر القرون سے برابر اور فیج اعوج کے زمانہ سے بالاتر ہے یہ ایک ایسا مبارک زمانہ ہے کہ فضل اور جود الٰہی نے مقدر کر رکھا ہے کہ یہ زمانہ پھر لوگوں کو صحابہ کے رنگ میں لائیگا اور آسمان سے کچھ ایسی ہوا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نماز اصل میں دعا ہے، نماز کا ایک ایک لفظ جو بولتا ہے

وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے، اگر نماز میں دل نہ لگے تو پھر عذاب کیلئے تیار رہے۔

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 54)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ

تم تمام دنیا کیلئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 3، صفحہ 48)

چلے گی کہ یہ تہتر فرقے مسلمانوں کے جن میں سے بجز ایک کے سب عار اسلام اور بدنام کنندہ اس پاک چشمہ کے ہیں خود بخود کم ہوتے جائینگے اور تمام ناپاک فرقے جو اسلام میں مگر اسلام کی حقیقت کے منافی ہیں صفحہ زمین سے نابود ہوکر ایک ہی فرقہ رہ جائیگا جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے رنگ پر ہوگا۔'' (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 227)

''خدا......تمام سعید لوگوں کو ایک مذہب پر یعنی اسلام پر جمع کردے گا اور وہ مسیح کی آواز سنیں گے اور اسکی طرف دوڑیں گے۔ تب ایک ہی چوپان اور ایک ہی گلہ ہوگا۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 126)

''جیسا کہ اس وحی الٰہی میں جو براہین احمدیہ میں مندرج ہے صریح طور پر فرمایا ہے: یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ......جو تیرے پیرو ہیں میں قیامت تک ان کو تیرے منکروں پر غالب رکھوں گا اس جگہ اس وحی الٰہی میں عیسیٰ سے مراد میں ہوں اور تابعین یعنی پیرووں سے مراد میری جماعت ہے......مقدر یوں ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہوتے جائیں گے اور تمام فرقے مسلمانوں کے جو اس سلسلہ سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہوکر اس سلسلہ میں داخل ہوتے جائیں گے یا نابود ہوتے جائیں گے جیسا کہ یہودی گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہوگئے کہ بہت ہی تھوڑے رہ گئے۔ ایسا ہی اس جماعت کے مخالفوں کا انجام ہوگا اور اس جماعت کے لوگ اپنی تعداد اور قوت مذہب کی رو سے سب پر غالب ہوجائیں گے۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 94-95)

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔'' (الوصیت)

مرکز احمدیت قادیان کے تعلق سے پیشگوئیاں

مکرم چوہدری عبدالستار صاحب نے حضرت بابا محمد حسین صاحب کے حوالہ سے روایت بیان کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''وہ وقت قریب آرہا ہے جب دنیا اس زمین قادیان کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنائے گی۔'' (الفضل لاہور 28 ستمبر 1950، صفحہ 4 کالم نمبر 4)

حضرت حکیم بابا اللہ بخش صاحب دربان دارالمسیح بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''اللہ بخش تم دیکھتے ہو کہ اس وقت غیر ممالک میں قادیان کو کوئی جانتا نہیں کہ کہیں کوئی گاؤں قادیان بھی ہے اور یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ قادیان میں کوئی غلام احمد بھی ہے۔ ایک دن آئے گا کہ تو دیکھے گا کہ قادیان میں کہاں کہاں سے لوگ آتے ہیں اور قادیان کا نور کہاں کہاں تک مشہور ہے اور تو دیکھے گا کہ غلام احمد کی روشنی کی چمک کہاں تک چمکتی ہے۔'' (ماہنامہ انصاراللہ جنوری 1994)

افراد جماعت دنیاوی ترقی اور علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائے گا اور انہیں برکت دے گا اور بڑھائے گا اور ان کی عزت زمین پر قائم کرے گا جب تک کہ وہ اسکے عہد پر قائم ہوں گے۔'' (تحفۃ الندوہ، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 97)

''میں بخوبی جانتا ہوں کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ ملوک، ملکدار، تاجر اور ہر قسم کے معزز لوگ یہی ہوں گے۔'' (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 537)

جماعت احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اس سلسلہ کو خلافت کے ذریعہ امتیازی اور عالی شان طور پر تمکنت عطا کی گئی۔ الٰہی نصرتوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر، اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نشانات کا غیر معمولی ظہور اور خدا تعالیٰ کے افضال اور احسانات کی موسلا دھار بارش، انسانی عقل کیلئے ناقابل تصور ہے۔

قارئین حضرات! مذکورہ بالا پیشگوئیاں کوئی لفاظی نہیں بلکہ یہ کرہ ارض کا نقشہ بدلنے والی ایسی بشارتیں ثابت ہوئی ہیں جس کا نظارہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور لفظاً لفظاً آپؑ کی ساری پیشگوئیاں دنیا کے سامنے عملی رنگ میں ظاہر ہوگئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں کی صداقت کے کروڑہا لوگ گواہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ مؤمنین کی ایک عظیم الشان جماعت کا قیام فرمایا جو ہر لحظہ علم اسلام کو افلاک کی بلندیوں میں پہنچانے میں کوشاں ہے اور اسلام کی پُرعظمت تعلیمات کو ساری دنیا پر آشکار کرنے پر کمربستہ ہے اور 213 ملکوں میں اسلام کا جھنڈے گاڑ چکی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا معاندین احمدیت بھی وقتاً فوقتاً اعتراف کرتے رہتے ہیں۔ جماعت کے ایک معاند مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر 1956 میں یہ اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا، ان میں سے اکثر تقوی، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے......لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔'' (بحوالہ تفہیمات ربانیہ، صفحہ 656 مطبوعہ قادیان 2015)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی سچائی تو ہم دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا سلوک تو ہم دیکھ رہے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ایشیا کے ممالک میں بھی اور جزائر میں بھی، یورپ میں بھی اور امریکہ میں بھی اور افریقہ کے سرسبز علاقوں میں بھی اور ریگستانوں کی دور دراز آبادیوں میں بھی احمدیت کو پھیلا دیا ہے، اور بڑی شان سے نہ صرف پھیلا دیا ہے بلکہ بڑی شان سے پنپ رہی ہے، بڑھ رہی ہے اور پھیل رہی ہے۔ ہر احمدی کی ہر قربانی ہمارے لئے نئی منزلوں کے حصول کا ہی ذریعہ بنتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کا حصہ بننے کیلئے، اپنے ایمانوں کی مضبوطی کیلئے پہلے سے بڑھ کر ہمیں دعائیں کرنے کی ضرورت ہے......اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ پس ان دنوں میں خاص طور پر، خاص طور پر دعاؤں پر، دعاؤں پر بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری پردہ پوشی بھی فرمائے اور ہمارا کوئی عمل ایسا نہ ہو جو ہمیں اس ترقی کو دیکھنے سے محروم رکھے۔ (خطبہ جمعہ 4 مارچ 2011ء)

المختصر یہ کہ یہ جماعت کوئی عام جماعت یا سلسلہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے خاص منشاء کے مطابق اس کا قیام عمل میں آیا ہے اور اس کی ترقیات اور فتوحات کیلئے کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بشارتیں عطا فرمائیں اور غیر معمولی طور پر آپؑ کو اس سلسلہ کی کامیابی اور کامرانی کی تسلی ملتی رہی۔ جن کو پورا ہوتے آج ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام عالم انسانیت کو اس الٰہی فرستادہ کو قبول کرتے ہوئے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

قادیان کی عظمت اور اس کی ترقی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

(اطہر احمد شمیم مربی سلسلہ، استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

کچھ ایسا فضل حضرت رب الوری ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

قادیان کی عظمت تو عرش پر لکھی جا چکی تھی اور اسکی عظمت کی وجہ کچھ اور نہیں بلکہ ایک نبی کا مولد و مسکن اور مدفن بنی۔ دوسرے الفاظ میں اگر کہا جائے تو شعائر اللہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں اپنے دن گزار رہے تھے آپ کے انتقال کے بعد آپ کی یاد میں مقامات مقدسہ بنے اور زوار کی زیارت کا مرجع ہوئے۔ انہیں مقامات مقدسہ کی وجہ سے قادیان آج پوری دنیا بلکہ خدا کے نزدیک بھی ایک ''سچے کے مقام'' سے مشہور ہے ورنہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو صاف صاف کہہ دیا تھا کہ لو لا الاکرام لهلك المقام یعنی اگر تیری (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) عزت کی فکر نہ ہوتی تو میں اس مقام یعنی قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا۔

اس الہام سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ قادیان کی عظمت کی صرف اور صرف ایک ہی وجہ تھی اور وہ یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں اپنی پاکیزہ زندگی گزاری اور اس میں اپنی حسین یادیں عبادات مہمان نوازی دعاؤں اور حسن معاشرت کے رنگ میں چھوڑیں۔

یہ بستی صرف اور صرف حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکات کی جائے نزول ہوئی اور جہاں جہاں اسکے پیارے بندے کے قدم پڑتے گئے وہ علاقے مقامات مقدسہ بنتے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیان پہلے دارالامان اور پھر مقدس ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مکان جو آپؑ کا مولد و مسکن تھا آج ''دار المسیح'' کے نام سے مشہور ہے۔ یہی مکان اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار کا ظاہری مقام ہے جس کی ظاہری حفاظت کا بھی وعدہ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا اور ''امن است در مکان محبت سرائے ما'' کا زندہ ثبوت ہے۔ طاعون جیسی وبا کے پھوٹنے پر جس ''الدار'' کی حفاظت کا خدائی وعدہ تھا، خاندان مسیح موعودؑ کے علاوہ کئی اصحاب احمد بھی ان دنوں وہاں رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اس مہلک وباء سے حفاظت فرمائی۔

آپ علیہ السلام کی آمد سے مردہ دلوں میں از سر نو جان پڑنی شروع ہوئی اور وہ لوگ جو روحانی موت کے قریب تھے جام زندگی پی کر جاودانی حیات کے وارث ہوئے اور یہ سب ساقی عظیم محمد رسول اللہ ﷺ کے روحانی جام کے روحانی پیالوں کی برکت تھی کہ جس کا جام پی کر حضرت مسیح موعودؑ مجتبیٰ ہوئے اور آپؑ کے ذریعہ روحانی مردے مسیح اوّل کے روحانی مردوں کی طرح زندہ ہونے لگے جیسا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

جو دَور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایاتِ یار سے
جاڑے کی رُت ظہور سے اس کے پلٹ گئی
عشقِ خدا کی آگ ہر اک دل میں اُٹھ گئی
جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے

قادیان دارالامان ایک مقدس اور بابرکت بستی ہے جس کے بارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے اس ویرانے کو یعنی قادیان کو مجمع الدیار بنا دیا کہ ہر ایک ملک کے لوگ یہاں آکر جمع ہوتے ہیں۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 95)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

اِک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا
مَیں تھا غریب و بیکس و گُم نام بے ہُنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کِدھر
لوگوں کی اِس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کِسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اِک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

آپ علیہ السلام نے قادیان کی شان و شوکت اور لوگوں کی کثرت سے آمد و رفت کی پیشگوئی خدا تعالیٰ کے الہام سے کی اللہ جل شانہ نے آپ کو الہاماً فرمایا:

''اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ یعنی آگاہ رہ کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ مالی نصرت اور مالی مدد تجھے پہنچنے والی ہے۔ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لوگ دور دور سے تیرے پاس آنے والے ہیں۔ یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔ اللہ اپنی قدرت سے تیری مدد کرے گا۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔''

(تذکرہ، صفحہ 39، الہام 1882ء)

نیز بتایا کہ اس قدر لوگ آئیں گے کہ ان کی کثرت سے راستوں میں گڈھے پڑ جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان پیشگوئیوں کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

''یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ میں زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا......صرف ایک احد من الناس تھا اور محض گمنام تھا اور ایک فرد بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا......بعد اسکے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دلایا اور فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آرہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحائف اس کثرت سے لوگوں نے دئے اور دئے رہے ہیں جن کا شمار نہیں کر سکتا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 261)

''مجھے دکھایا گیا ہے کہ یہ علاقہ اس قدر آباد ہوگا کہ دریائے بیاس تک آبادی پہنچ جائیگی۔'' (تذکرہ، صفحہ 666، ایڈیشن پنجم)

''ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے۔ اُونچی اُونچی دومنزلی یا چومنزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دوکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے، بیٹھے ہیں اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں۔ اور قسماقسم کی دوکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکّے، بگھیاں، ٹمٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، شکرمیں، پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔'' (تذکرہ، صفحہ 343، ایڈیشن پنجم)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں ''یہ پیشگوئیاں نہایت اعلیٰ درجہ کی ہیں کیونکہ ایسے وقت میں کی گئیں جب کہ کوئی کام بھی درست نہ تھا اور کوئی مراد حاصل نہ تھی اور اب اس زمانہ میں پچیس برس بعد اس قدر مرادیں حاصل ہوگئیں کہ جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ خدا نے اس ویرانہ کو یعنی قادیان کو مجمع الدیار بنا دیا کہ ہر ایک ملک کے لوگ یہاں آکر جمع ہوتے ہیں اور وہ کام دکھلائے کہ کوئی عقل نہیں کہہ سکتی تھی کہ ایسا ظہور میں آجائے گا۔'' (روحانی خزائن، جلد 21، براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ 95)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں ؎

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
اُس زمانہ میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پوری ہوئی بعد از مُرورِ روزگار
کون در پردہ مجھے دیتا ہے ہر میداں میں فتح
کون ہے جو تم کو ہر دم کر رہا ہے شرمسار

آج اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے قادیان کو مقدس کر دیا ہے اور قادیان میں ایسے کئی مقامات ہیں جو خدا تعالیٰ کے ظاہری اور روحانی نشانات کے نازل ہونے کے شاہد ہیں۔

ایک مقدس مقام جو ہر قسم کی برکات کے نزول کی جگہ ہے اس کا پرانا نام باغ احمد ہے۔ باغ احمد کے احاطہ میں اصحاب احمدؑ کی قبریں ہیں۔ جن کی قبروں کی جگہ حضورؑ کو خواب میں دکھا دی گئی تھی اور جس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا تھا اور اس جگہ کو برگزیدہ اصحاب کی قبریں بتلایا گیا تھا جو بہشتی ہیں جن کیلئے حضرت مسیح موعودؑ نے دعا بھی کی تھی کہ یہ جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ بنے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی دعا کی تھی کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے

کاروبار میں نہیں۔

اپنی زندگی کے آخری حصہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ایسا اقتصادی نظام قائم فرمایا یعنی ''نظام وصیت'' جو کہ ابھی اپنے بنیادی مراحل میں ہے جو انشاء اللہ مستقبل میں دنیا کے تمام اقتصادی نظاموں پر برتری حاصل کرلے گا۔

قادیان دارالامان میں مسجد اقصیٰ، مسجد مبارک، بیت الدعا، بیت الذکر، بیت الفکر، دالان، مقام ظہور قدرت ثانیہ، مسجد نور وغیرہ ایسے مقامات ہیں جو کہ انوار و برکات کا منبع ہیں۔اس کی وجہ محض اتنی ہے کہ یہ مقامات مسیح پاک کے مولد و مسکن و بعثت و مدفن کے مقامات ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے خبر پا کر یہ اطلاع دی کہ ''ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔'' (دافع البلاء، روحانی خزائن، جلد 18 صفحہ 231)

یہ تمام پیشگوئیاں جو قادیان کے حق میں تھیں آج ہمارے سامنے پوری ہو رہی ہیں۔ آج جماعت احمدیہ جو سو سے زائد ممالک میں پھیل چکی ہے اسکے متبعین جوق در جوق قادیان کی طرف اُمڈ کر دوڑے چلے آتے ہیں۔ایسے لوگوں کو دیکھ کر جو بعد عقیدت واحترام قادیان آتے ہیں اور مقامات مقدسہ کے فیض سے اپنی جھولیاں بھر لینا چاہتے ہیں یہ شعر گنگنانے کو جی چاہتا ہے۔

قافلے در قافلے عشاق کے
آئے ہیں مہماں مسیح پاک کے

قادیان وہ مقام ہے کہ جہاں دنیا کے کونے کونے سے احمدی صرف اس غرض سے آتا ہے کہ کاش ہمیں یہاں کے مقامات مقدسہ میں ایک لمحہ وقت گزارنے کا موقع مل جائے۔

خاکسار نے خود اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ ایک سچی تڑپ کے ساتھ احمدی یہاں آتے ہیں اور اپنا لمحہ لمحہ یہاں گزارنے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور بیت الدعا اور بہشتی مقبرہ اور دیگر مقامات مقدسہ میں اس طرح بلبلاتے ہیں جیسے کوئی بچہ بھوک سے تڑپ کر بلبلاتا ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قادیان سے محبت کی تڑپ میں کیا ہی پُرسوز یہ اشعار کہے ہیں۔

ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیاں
مدعائے حق تعالیٰ مدعائے قادیاں
خیال رہتا ہے ہمیشہ اس مقامِ خاص کا
سوتے سوتے بھی یہ کہہ اٹھتا ہوں ہائے قادیاں

قادیان کی مقدس بستی آج کسی تعارف کی محتاج نہیں لیکن ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ جب یہ علاقہ بیابان بنجر تھا جو کہ کسی نقشہ میں شمار نہیں ہوتا تھا۔الٰہی نوشتوں میں ہزاروں سالوں سے اسکے منور ہونے کی خبریں موجود تھیں۔ان پیش خبریوں کے پورا ہونے کا آغاز 16ویں صدی سے شروع ہوا جب ایران کے شہر سمرقند کے امراء اپنے خاندان کیلئے ایک نئے مقام کی تلاش میں نکلے اور اس جگہ آکر آباد ہوئے۔ان امراء کے سردار مکرم ہادی بیگ صاحب تھے جنہوں نے قادیان شہر کی داغ بیل رکھی اور آغاز میں اس کا نام سلطان پور قاضی ہوا۔اور حکومت نے ان کو بطور جاگیر ایک بڑا علاقہ جو کہ متعدد گاؤں پر مشتمل تھا دیا اور کئی قسم کے معزز عہدوں سے سرفراز کیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب قادیان میں ابھی ریل گاڑی نہیں آئی تھی لوگ عام طور پر یکّوں اور بہلیوں میں سفر کرتے تھے۔بہلی ایک گڈّا ہوتا ہے جسے بیل کھینچتے ہیں لیکن اس میں مال اسباب رکھنے کی بجائے ایک بڑی سی پیڑھی رکھ دی جاتی ہے اور اسکے گرد چاروں طرف ڈنڈے لگا کر پردے لگا دیئے جاتے ہیں اور اس پیڑھی پر بیٹھ کر لوگ سفر کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی قادیان سے ہوشیارپور کیلئے جہاں آپ نے چلہ کیا تھا بہلی میں ہی روانہ ہوئے تھے۔راستہ میں ایک دریا بھی آتا ہے اس دریا کا نام دریائے بیاس ہے۔

اس واقعہ سے سینکڑوں سال پہلے رسول خدا ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمادی تھی جیسا کہ احادیث کی معروف ترین کتاب بخاری کی روایت میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (الجمعۃ:4) تو صحابہ رسول کریم ﷺ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ! یہ آخرین کون ہیں؟ رسول کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ ان میں سے ایک شخص ہوگا جو اُس وقت اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی چلا گیا ہوگا تو وہ اسے واپس زمین پر لائے گا۔

آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ نے کسی نرینہ اولاد کا والد نہیں بنایا جو کہ زندہ رہی یا جس سے آپ ﷺ کی نسل آگے بڑھی بلکہ آپ ﷺ سے وعدہ فرمایا کہ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○ (سورۃ الکوثر) یقیناً ہم نے تجھے کوثر عطا کی ہے۔پس اپنے ربّ کیلئے نماز پڑھ اور قربانی دے۔یقیناً تیرا دشمن ہی ہے جو ابتر رہے گا۔

اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے میں تقریباً ساڑھے 12 سو سال کی طویل مدت گزری لیکن خدا تعالیٰ، جس کے وعدے سچے اور قول پکے ہوتے ہیں، نے اپنے وعدے کو ایسے زبردست نشانوں کے ساتھ پورا فرمایا کہ حجتیں تمام کردیں اور ایسا آفتاب روشن کیا جس نے اپنے آقا شمس منیر سے روشنی حاصل کر کے دنیا کی تاریکی کو زائل کر دیا۔

وہ آفتاب قادیان کی بستی میں طلوع ہوا جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا وَ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا یعنی میری آنکھوں کے سامنے اور میری وحی کے مطابق نجات دینے والی اور ہلاکت کے بھنور سے بچانے والی ایک روحانی کشتی تیار کر۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار
گلشنِ احمد بنا ہے مسکنِ بادِ صبا
جس کی تقریروں سے سنتا ہے بشر گفتارِ یار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا وے گا اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔'' (روحانی خزائن، جلد 20، تذکرۃ الشہادتین، صفحہ 66)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سُننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو اور اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا'' (تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 409)

قادیان کی بستی بظاہر کسی قسم کی کوئی خاص اہمیت دینی یا دنیوی اپنے اندر نہیں رکھتی تھی بلکہ ایک بنجر، بے سروسامان، دور دراز علاقہ تھا جو جدید دنیا سے منقطع تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے منظوم کلام میں اس کا اظہار فرمایا ہے کہ ''کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر''

یہ گمنام بستی جو کہ اپنے مکینوں کی بدمعاشیوں، بدکاریوں اور برائیوں کی وجہ سے معروف ہونے لگی تھی اور ایک مجدد کی منتظر تھی جو اسکے مکینوں کو ڈرائے اور خدا تعالیٰ کی طرف بلائے لہٰذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت نے فوری طور پر خدا کی نظر میں بدنام اس مقام کو ایک دم میں برکات کی جائے نزول بنا دیا۔

اب خاکسار حضرت مسیح موعودؑ کی بعض پیشگوئیاں جو قادیان میں کی مقامات مقدسہ کے متعلق تھیں، پیش کرتا ہے جن سے قادیان کی عظمت کے متعلق ہمیں علم ہوگا۔

مسجد اقصیٰ

مسجد اقصیٰ کا ذکر قرآن مجید میں ہے: سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ (بنی اسرائیل:2) پاک ہے وہ جو رات کے وقت اپنے بندے کو

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مسجد اقصیٰ سے مراد اِس جگہ یروشلم کی مسجد نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کی مسجد ہے جو باعتبار بُعد زمانہ کے خدا کے نزدیک مسجد اقصیٰ ہے۔‘‘

(خطبہ الہامیہ، رُ.خ، جلد 16، صفحہ 19 حاشیہ)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا۔‘‘ (خطبہ الہامیہ، صفحہ 21)

نیز آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا۔‘‘

(خطبہ الہامیہ، صفحہ 21)

مسجد مبارک

مسجد مبارک کا دوسرا نام ’’بیت الذکر‘‘ بھی ہے۔ اس مسجد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

(1) أَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ سُهُوْلَةً فِيْ كُلِّ اَمْرٍ۔ بَيْتُ الْفِكْرِ وَ بَيْتُ الذِّكْرِ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (تذکرہ صفحہ 82) ترجمہ: کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی؟ کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا اور جو بھی اس میں داخل ہوگا وہ امن میں آجائے گا۔

(2) ’’جو شخص بیت الذکر میں باخلاص و قصد تعبّد و صحت نیت و حُسن ایمان داخل ہوگا وہ سوءِ خاتمہ سے امن میں آجائے گا۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 83 مطبوعہ 2006 قادیان)

(3) مُبَارِكٌ وَّمُبَارَكٌ وَّكُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَكٍ يُّجْعَلُ فِيْهِ (تذکرہ، صفحہ 83) ترجمہ: یہ مسجد برکت دہندہ ہے یعنی برکت دینے والی ہے اور برکت یافتہ ہے یعنی اسے برکت دی گئی ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جائے گا۔

(4) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’اس مسجد کے بارہ میں پانچ مرتبہ الہام ہوا...... فِيْهِ بَرَكَاتٌ لِّلنَّاسِ. وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا‘‘ (تذکرہ صفحہ 83 حاشیہ) ترجمہ: اس میں لوگوں کیلئے برکات ہیں اور جو بھی اس میں داخل ہوگا وہ امن میں آجائے گا۔

(5) فرمایا: ’’آج رات کیا عجیب خواب آئی کہ بعض اشخاص ہیں جن کو اس عاجز نے شناخت نہیں کیا وہ سبز رنگ کی سیاہی سے مسجد کے دروازہ کی پیشانی پر کچھ آیات لکھتے ہیں ......تب اس عاجز نے اُن آیات کو پڑھنا شروع کیا جن میں سے ایک آیت یاد رہی اور وہ یہ ہے لَارَآدَّ لِفَضْلِهٖ اور حقیقت میں خدا کے فضل کو کون روک سکتا ہے۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 88 مطبوعہ 2006 قادیان)

(6) فرمایا: ’’ایک دفعہ اُمّ المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنھا) بیمار ہوئیں اور تقریباً چالیس روز بیمار رہیں۔ حضرت صاحب (یعنی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے فرمایا اس مسجد کے متعلق الہام ہے ’’مُبَارِكٌ وَّمُبَارَكٌ وَّكُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَكٍ يُّجْعَلُ فِيْهِ‘‘ اس میں چل کر دوا دیں آپؑ نے یہاں آکر دوا پلائی۔ دو گھنٹے کے اندر اُمّ المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنھا) اچھی ہوگئیں۔‘‘

(الفضل 14 فروری 1921ء صفحہ 6)

(7) فرمایا ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ’’ہماری مسجد (مبارک) کو اللہ تعالیٰ نے نوح کی کشتی کا مثیل ٹھہرایا ہے۔ سو یہ شکل میں بھی کشتی نوح کی طرح ہے۔‘‘

(سیرۃ المہدی حصہ سوم، روایت 795)

(8) ’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں اس عاجز نے نمازوں میں اور خصوصاً سجدوں میں لوگوں کو آج کل کی نسبت بہت زیادہ روتے سُنا ہے۔ رونے کی آوازیں مسجد کے ہر گوشہ سے سنائی دیتی تھیں اور حضرت صاحبؑ نے اپنی جماعت کے اس رونے کا فخر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ سوم، روایت 666)

(9) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ: چوہدری حاکم علی صاحب نمبر دار سفید پوش چک نمبر 9 شمالی ضلع شاہ پور نے بواسطہ مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ مجھ سے بیان کیا کہ 1900ء کے قریب یا اس سے کچھ پہلے کی بات ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسجد مبارک میں صبح کی نماز کے بعد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اس وقت جو لوگ یہاں تیرے پاس موجود ہیں اور تیرے پاس رہتے ہیں ان سب کے گناہ میں نے بخش دیئے ہیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ چہارم، روایت 1168)

اسکے علاوہ بھی قادیان میں بہت سارے مقامات مقدسہ مثلاً (1) سرخی کے نشان والا کمرہ (2) بیت الفکر (3) دالان حضرت اماں جان (4) بیت الدعا (5) بیت الریاضت (6) منارۃ المسیح (7) بہشتی مقبرہ (8) شاہ نشین وغیرہ۔

آج قادیان چمک کر دکھلا رہی ہے کہ یہ ایک سچے کا مقام ہے اور مرجع خلائق بنی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مقدس بستی کے فیض سے فیض پاتے ہوئے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت حاصل کرتے ہوئے حوض کوثر تک پہنچ جائیں جہاں نہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہو بلکہ خدائے لاشریک کا قرب بھی حاصل ہو۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دِل میں ہے خوفِ کردگار

پاکیزہ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دِل میں ہے خوفِ کردگار

دِن چڑھا ہے دُشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار

اے مرے پیارے فِدا ہو تجھ پہ ہر ذرّہ مرا
پھیر دے میری طرف اے سارباں جگ کی مہار

کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار

فضل کے ہاتھوں سے اب اِس وقت کر میری مدد
کشتیِ اسلام تا ہو جائے اِس طوفاں سے پار

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے
وہ اگر لوگوں کی نگرانی اور اپنے فرائض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے
تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت حرام کردے گا۔ (مسلم، کتاب الایمان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب نماز کا وقت ہوجائے تو دیر نہ کرو اور اسی طرح جب جنازہ حاضر ہو
یا عورت بیوہ ہو اور اس کا ہم کفول جائے تو اس میں بھی دیر نہ کرو۔
(ترمذی، کتاب الصلوٰۃ)

ایک عظیم الشان تبشیری الہام

”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

اسلام احمدیت کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے میں mta کا بنیادی اور اہم کردار

(ادارہ)

7 جنوری 1994 کا دن وہ مبارک دن ہے جس دن ایم.ٹی.اے کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے فضلوں اسکی رحمتوں اور برکات کا نزول کل عالم احمدیت بلکہ تمام عالم انسانیت پر دن رات شروع ہوا اور ایم.ٹی.اے انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کے ذریعہ تمام دنیا میں حقیقی اسلام کی اشاعت شروع ہوئی۔ ایم ٹی اے روز افزوں ترقیات کی بیشمار منازل طے کرتے ہوئے آج قریباً دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں بیک وقت آٹھ مختلف چینلز کے ذریعہ سے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو اکناف عالم تک پہنچا رہا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

مادیّت اور دنیوی علوم کی ترقی کے اس دور میں mta انٹرنیشنل کا قیام تقدیر خداوندی سے عین الٰہی بشارات کے مطابق ہوا۔ یہ وہ فضل الٰہی ہے جو وعدہ الٰہی لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ کے تسلسل میں ہے اور یہی وہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے جس کے ذریعہ سے سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق صادق اور مسیح الزماں سے کیا گیا وعدہ الٰہی کہ

”میں تیری تبلیغ کو
زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

بڑی شان سے پورا ہوا۔ mta کی اہمیت و افادیت کے ضمن میں بیشمار الٰہی بشارات میں سے صرف چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے جس سے اس عظیم نعمت کی اہمیت و افادیت روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے۔ سُوۡرَۃُ التَّکۡوِیۡر آیت نمبر 8 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ○

ترجمہ: اور جب نفوس ملا دیئے جائیں گے۔

۞ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی تیسری انٹرنیشنل کانفرنس کی اختتامی تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید کی mta کے متعلق ایک اور پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

”یاد رکھیں جس مقصد کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا وہ دُنیا کے لوگوں کو اسلام کا صحیح اور اصل چہرہ دکھانا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَّالنّٰشِرٰتِ نَشۡرًا (المرسلات: 4) جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ طاقتیں جو سچائی کو بہترین طور پر پھیلاتی ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو سچائی کے پیغام کو پیش کرتے اور دُنیا کے اطراف و جوار میں پھیلاتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ نے بہت خاص اور معزز مقام سے نوازا ہے اور عصر حاضر میں mta ہی ہے جو سچائی کو پھیلانے کیلئے بڑا اہم اور نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ (ترجمہ انگریزی خطاب فرمودہ 13/اپریل 2014 بمقام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح لندن)

۞ بحار الانوار جلد نمبر 1 صفحہ 285 میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ :

”ایک منادی آسمان سے آواز دیگا، جسے ایک نوجوان لڑکی پردے میں رہتے ہوئے بھی سنے گی اور اہل مشرق و مغرب بھی سنیں گے۔“

آج mta نہ صرف تمام احمدیوں اور بالخصوص پردہ نشین طبقہ نسواں کی روحانی اخلاقی اور دینی و دنیوی تعلیم و تربیت کا ایک نہایت ہی مؤثر ذریعہ ثابت ہوا ہے بلکہ مادیت کے اس دور میں وہ لوگ جن کو دین سے دلچسپی کم ہوگئی تھی ان کی توجہ کا بھی باعث بنا ہے۔

۞ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب قیامت نامہ صفحہ 4 مطبع مجتبائی دہلی میں یوں رقمطراز ہیں :

”بیعت کے وقت آسمان سے ان الفاظ میں آواز آئے گی۔ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی آواز سنو، اس کی اطاعت کرو اور یہ آواز اس جگہ کے تمام خاص و عام سنیں گے۔“

mta کے ذریعہ سے بالخصوص ہر سال عالمی بیعت کے موقعہ پر خلیفۃ المسیح کی یہ آواز تمام خاص و عام سنتے اور خلیفۃ المسیح سے اطاعت کا عہد باندھتے ہیں۔

۞ انجیل میں بھی مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے وقت وحدتِ اقوام اور آسمانی پیغام کی عالمی اشاعت کا تذکرہ موجود ہے۔ ان پیشگوئیوں میں آواز کے آسمان سے اترنے اور پھر یکساں طور پر سب لوگوں کو پہنچنے اور اہل مشرق و مغرب کا اپنی اپنی جگہ رہتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھنے کا جو تذکرہ ہے، اس میں بھی اسی عالمی مواصلاتی نظام یعنی mta کی طرف بلیغ اشارہ ہے۔

۞ آج سے قریباً 120 سال قبل خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک رؤیاء کے ذریعہ جو خوشخبری دی تھی وہ بھی mta کے اس مواصلاتی نظام کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ 8 دسمبر 1902 کو آپؑ نے مسجد مبارک میں اپنے اصحاب کو یہ رؤیا یوں سنائی :

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں اور ایک گڑھا ہے مثل دائرہ کے گول اور اس قدر بڑا ہے جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر اور میں اس پر ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر تیر رہا ہوں۔ سید محمد احسن صاحب کنارے پر تھے میں نے ان کو بلا کر کہا کہ دیکھ لیجیے کہ عیسیٰ تو پانی پہ چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے۔ حامد علی میرے ساتھ ہے اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کئے۔ نہ ہاتھ نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں اور بڑی آسانی سے اِدھر اُدھر تیر رہے ہیں۔

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 569)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی یہ رویاء mta کے ذریعہ بڑی شان سے پوری ہو کر کل عالم میں آپ کی صداقت کو ثابت کر رہی ہے۔ ہوا کے دوش پہ آپ کی شبیہ مبارک اور آپ کا مقدس پیغام اور کلمات کل عالم تک پہنچ رہے ہیں۔ پس سعادت مند وہ ہیں جو اس شبیہ مبارکہ کو پہچانیں۔ اس پیغام کو سنیں اور الٰہی بشارات کی قدر کریں ؎

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

قارئین کرام! مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل حقیقتاً ایک نعمت عظمیٰ ہے جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس ظلمت، گمراہی اور لادینی کے دور میں جماعت احمدیہ کو عطا کی ہے۔ یہ وہ واحد مسلم ٹی وی ہے جو ساری دنیا میں روزانہ چوبیس گھنٹے اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات کو پیش کرتا ہے اور تمام بنی نوع انسان کی دینی، اخلاقی اور روحانی سیری کا موجب ہے۔ اسکے پروگرام اور نشریات عالمی ہیں۔ اسکے سارے پروگرام روح پرور، غیر جانبدار، کامل عدل و انصاف اور سچائی اور راستی پر مبنی ہیں جن میں کسی قسم کی تصنع ، جھوٹ، اور مداہنت کی آمیزش نہیں۔ نورِ محمدی کے فیض سے mta نہ مشرقی ہے نہ مغربی بلکہ یہ ابدی صداقتوں کو پھیلانے اور فطرت انسانی کو اپیل کرنے والا ایک عالمی چینل ہے۔ خلافت کے زیر سایہ اب یہی وہ چینل ہے جس سے نہ صرف منتشر امت مسلمہ بلکہ بے چین عالم انسانیت کو ہدایت اور روشنی مل رہی ہے اور ان سب کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کی بھی اسکو توفیق مل رہی ہے۔

mta کے پروگرام عالمگیر جماعت احمدیہ کی دینی ، اخلاقی و روحانی تعلیم و تربیت کیساتھ ساتھ کل عالم کیلئے ہدایت و روشنی کے سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ خلافت کے زیر سایہ mta کی بدولت ہی آج ساری دنیائے احمدیت باوجود رنگ و نسل، جغرافیائی حدود اور زبانوں وغیرہ کے اختلاف کے ایک ہی رنگ، رنگ تقویٰ میں رنگین نظر آتی ہے اور باوجود ہزار ہا میل کے فاصلوں کے سب کے دل وحدت ایمانی سے اس طرح مربوط ہیں گویا بنیان مرصوص ہوں۔

اسکے برعکس دنیا بھر میں پچاس سے زائد مسلم حکومتیں موجود ہیں۔ ان میں سے بعض بہت وسیع خزانوں اور وسائل کی بھی مالک ہیں لیکن ان میں سے کسی کو بھی ایک عالمگیر مسلم ٹی وی

قائم کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ اگرچہ ان ممالک میں بیسیوں ٹی وی چینل جاری ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو فی الواقع مسلم ٹی وی کہا جاسکے۔ یہ سعادت اس زمانے میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایسی جماعت کو حاصل ہوئی ہے جو دُنیوی لحاظ سے کمزور اور غریب ہے۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی فضل الٰہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ایک ولولہ انگیز پیغام میں فرمایا:

''اس وقت آپ لوگ جو ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر ایم.ٹی.اے کے پروگرام دیکھ رہے ہیں اور دنیا میں ہر جگہ ایک ہی وقت میں خلیفہ وقت کے جو خطبات سنے جاتے ہیں، پروگرام دیکھے جاتے ہیں یہ جماعت احمدیہ کے وسائل کو دیکھتے ہوئے کوئی دنیا دار سوچ بھی نہیں سکتا۔ کیا اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کی یہی ایک دلیل کافی نہیں؟''

(پیغام 27 مئی 2014ء بر موقع یوم خلافت، بدر قادیان 10 جولائی 2014)

MTA یقیناً خدا تعالیٰ کی ایک فعلی شہادت ہے جس کا اعتراف غیروں نے بھی برملا طور پر اُس وقت کیا تھا جبکہ یہ مواصلاتی نظام ابھی اپنی شیر خوارگی کی عمر میں تھا۔ چنانچہ ہندوستان کا ایک مشہور اور کثیر الاشاعت روزنامہ The Times of India Bombay عین mta کے اجرا والے سال 18 دسمبر 1994 کی اشاعت میں لکھتا ہے:

The Ahmadiyyas, a dissident Islamic sect has grabbed the telecommunication revolution as no other religious establishment has.....Orthodox Islam has not thought of using electronic media in this way..... with this television channel the sect can transmit messages to all corners of the world where it would take a long time to reach by other means.

(The Times of India Bombay 08-12-1994, P.3)

خلاصہ بیان یہ ہے کہ احمدیہ فرقے نے مواصلاتی نظام کو اپنے قابو میں کر لیا ہے جبکہ کوئی بھی دوسری مذہبی تنظیم ایسا نہیں کر پائی اور دیگر مسلمان فرقوں نے Electronic میڈیا کے اس طرح استعمال بارے سوچا بھی نہیں ہے...... اس ٹیلی ویژن چینل کے ذریعہ یہ فرقہ اپنے پیغامات کو اس سرعت کے ساتھ اکناف عالم میں نشر کرتا ہے کہ دوسرے ذرائع سے اسے ایسا کرنے میں ایک لمبا عرصہ درکار تھا۔

پس اکناف عالم میں بسنے والے احمدی کتنے خوش نصیب ہیں جن کو وہ نعمت عطا کی گئی جو دنیا کی کسی مذہبی تنظیم اور مسلمانوں کے کسی دوسرے فرقہ کو عطا نہیں کی گئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

''پس mta اُن سامانوں میں سے ایک سامان ہے جس نے حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کو دُنیا کے کناروں تک پہنچایا اور پہنچا رہا ہے اور اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ اس زمانہ کی ایجادات کا اگر صحیح استعمال ہو رہا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ اِس وقت mta کے تین چینلز نہ صرف اپنوں کی تربیت کا کام کر رہے ہیں بلکہ مخالفین اسلام کا ان دلائل سے بند کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں دیئے۔ (اُس وقت تین چینل تھے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے 8 چینل ہیں۔ ناقل) پس mta کو جہاں اللہ تعالیٰ نے غلبہ دکھانے کا ذریعہ بنایا ہے وہاں غلبہ عطا کرنے کیلئے ہتھیار کے طور پر بھی مہیا فرمایا ہے، جو ان مقاصد کو لیکر ہر گھر میں داخل ہو رہا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے مقاصد تھے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مئی 2008)

اسی خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افراد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا :

''جو ایم ٹی اے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے یہ بھی خلافت کی برکات میں سے ایک برکت ہے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک فضل ہے۔ اس لئے اس سے پورا فائدہ اٹھانا چاہئے۔''

خلافت کے زیر سایہ mta کی بدولت ہی آج عالمگیر جماعت احمدیہ باوجود رنگ و نسل، جغرافیائی حدود، لسانی و طبقاتی اختلافات کے امت واحدہ کا نظارہ پیش کرتی ہے اور ایک ہی رنگ میں جو رنگ تقویٰ ہے، رنگین نظر آتی ہے۔ اور باوجود ہزاروں میل کے فاصلوں کے سب کے دل وحدت ایمانی سے اس طرح مربوط ہیں گویا بنیان مرصوص ہوں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو اسی حقیقت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''ایم ٹی اے کی میں نے پہلے بھی بات کی تھی، اس بارے میں بتادوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے ذریعہ سے یہ انعام اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا جو جیسا کہ میں بتا چکا ہوں دنیا کے ہر ملک میں جاری ہے۔ اس نے ایشیاء میں بھی، یورپ میں بھی، امریکہ میں بھی اور جزائر کے رہنے والوں میں بھی ان کی سوچوں کے دھارے تبدیل کر دیئے ہیں اور وہ سب ایک سمت چلنے والے ہیں گویا کہ جماعت احمدیہ کا مزاج اس وجہ سے ایک ہو کر رہ گیا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ذریعہ تو مقرر کیا لیکن خلافت کی اطاعت اور خلافت سے محبت اور خلافت کے انعام کی حقیقت کو جاننے کی وجہ سے تمام احمدیوں میں یہ روح پیدا ہوئی۔ اس سے بڑھ کر دین کے معاملے میں اکائی اور تجدید کا نمونہ اور کیا ہوگا کہ دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی ایک اشارے پہ اٹھتے اور بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام اور فعلی شہادت کو سمجھنے اور مسیح موعود کی بیعت میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے اور خدائے واحد کی بادشاہت دنیا میں قائم کرنے کیلئے ہم اپنا کردار ادا کرنے والے ہوں اور یہ کردار مسلم امت کو بھی سمجھ میں آجائے۔'' (بدر 10 جولائی 2014، صفحہ 14)

mta کے قیام سے قبل ہر احمدی کے دل میں یہ تڑپ اور بے چینی تھی کہ وہ خلیفۃ المسیح کا دیدار کرے اسکے رُوح پرور اور جان افزا کلمات براہ راست سنے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس غریب اور کمزور جماعت کو یہ ذریعہ بھی عطا فرما دیا۔ اب اس کی قدر کرنا اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا ہر فرد جماعت کا کام ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عہدیداران اور نمائندگان مجلس شوریٰ کو mta سے استفادہ کرنے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک اور بات جس کی طرف میں عہدیداران اور نمائندگان مجلس شوریٰ کو خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ انہیں اور ان کے افراد خانہ کو جتنا زیادہ سے زیادہ ممکن ہو سکے mta سے استفادہ کرنا چاہئے بلکہ آپ لوگ دیگر دوستوں کو بھی mta سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کریں......سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ لوگ ہر جمعہ کو نشر ہونیوالا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنیں اور دیگر ایسے پروگرام بھی دیکھیں جن میں میری شمولیت ہوتی ہے۔ جیسا کہ غیر مسلموں سے خطاب ہیں یا جلسہ پر کی جانے والی میری تقریریں ہیں یا دیگر مجالس وغیرہ ۔ ان پروگرامز کو دیکھنا انشاءاللہ آپ لوگوں کیلئے فائدہ مند ثابت ہوگا اور اسی مقصد سے آپ لوگوں کو یہ پروگرام دیکھنے چاہئیں۔ جب ہماری جماعت کے مبلغین اور علماء خلیفۃ المسیح کے پروگراموں کو دیکھتے ہیں تو باوجود اس کے کہ ان کے پاس علم بھی ہے اور ان کی ایک لمبی ٹریننگ اس لحاظ سے ہوئی ہوتی ہے، وہ بھی اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ ان خطبات، تقاریر اور مجالس وغیرہ میں ایسے نکات بیان ہوتے ہیں جن سے ان کے علم میں اضافہ ہوتا ہے یا کم از کم دہرائی ہوجاتی ہے، لہٰذا اس صورت میں کہ یہ پروگرامز علماء کیلئے فائدہ کا موجب بنتے ہیں، تو اس میں تو شک ہی نہیں رہتا کہ ایک عام احمدی کیلئے یہ مجالس کس قدر فائدہ مند ثابت ہوتی ہونگی۔ پھر ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ چاہے کسی کو نئے علمی نکات ملیں یا اسکی دہرائی ہو رہی ہو، ہر دو صورتوں میں ان باتوں کے سننے سے اس کی توجہ ان باتوں پر عمل کرنے کی طرف ہوجائے گی۔''

(خطاب حضور انور مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 25 اکتوبر 2013 صفحہ 2، صفحہ 8)

ایک اور موقع پر حضور انور نے احباب جماعت کو mta کی طرف توجہ کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:

''اب تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اپنی طرف بلانے کیلئے راستے بھی آسان کر دیئے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں اپنا پیغام پہنچانے کے لئے ذریعہ اور وسیلہ بھی مہیا کر دیا ہے۔ آج مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ سے 24 گھنٹے یہی کام ہو رہا ہے۔ پس اگر اپنے علم میں کمی بھی ہے تو اس کے ذریعہ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں بے چینی پیدا ہو چکی ہے۔ پس ہمیں بھی اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ وسائل بھی میسر ہیں اس لئے درخواست ہے کہ توجہ کریں۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جون 2004، بدر 2 فروری 2012 صفحہ 13)

مادیت پرستی کے اس دَور میں بڑے بڑے تجارتی اور حکومتی اداروں میں بھاری

اخراجات کر کے سیٹلائیٹ چینل جاری کرنے کی ایک دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ان چینلوں کی بڑی غرض دولت کمانا ہوتی ہے۔ اسی لحاظ سے ان کے بیشتر پروگرام بھی دنیاداروں کے رجحانات کے مطابق ہوتے ہیں۔ اپنے پروگراموں کو شہرت دینے اور کامیاب بنانے کیلئے جھوٹ فریب اور انسانیت کو شرمسار کرنے والی انتہائی ذلیل حرکات اور فحاشی سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا چنانچہ فرضی ڈرامے، فحش Reality Shows انتہائی لغو اور بے ہودہ فلمیں و ناچ گانے اور عریانی و جھوٹ پر مشتمل اشتہار بازی ان پروگراموں کی روح ہوتی ہے اور اس پر طُرہ یہ کہ یہ پروگرام اور یہ سب لغویات بھی لوگوں کو پیسے دے کر دیکھنی پڑتی ہیں۔ مگر اس کے برعکس mta ہی ایک ایسا ٹی وی چینل ہے جو ہر قسم کی بیہودگیوں اور لغویات سے پاک ہے۔ جو نوع انسانی کو پستی سے اٹھا کر عروج پر لے جانا چاہتا ہے۔ یہ با اخلاق اور با خدا انسان بننے کی راہیں دکھاتا ہے اور بغیر کسی دنیوی طمع، حرص اور مالی منفعت کے، سراسر بے غرض اور بے لوث خدمت کی راہ سے گویا پکار پکار کر لوگوں کو یہ دعوت دیتا ہے کہ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

الغرض اس زمانے میں mta جیسی نعمت کا ایک غریب اور کمزور جماعت کو عطا کیا جانا بھی الٰہی نشانات میں سے ایک نہایت ہی عظیم الشان نشان ہے اور ان مخالفین احمدیت کے مونہہ پر بھی ایک زوردار طمانچہ ہے جو شیطانی حربے اور زمینی ذرائع استعمال کر کے پیغام حق کو پھیلنے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اسی نشان الٰہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مخالفین احمدیت کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا۔

''مولویوں کو پاکستان میں مَیں نے یہ نصیحت کی تھی کہ احمدیت کے راستے نہ روکو تمہیں نقصان ہوگا...... تم ایک راستہ روکوگے تو خدا بیسیوں راستے کھول دیگا اور زمینی راہیں بند کروگے آسمان سے اس کثرت سے فضل نازل ہوں گے کہ تم کسی زور اور کسی برتے پر کسی طاقت سے ان کی راہ میں حائل نہیں ہوسکوگے۔ جو کچھ تمہارا زور ہے کرتے چلے جاؤ جتنی طاقت ہے جتنی بساط ہے، جس طرح قرآن نے شیطان کو چیلنج دیا تھا کہ اپنا لشکر دوڑاؤ اپنے گھوڑے چڑھاؤ لیکن میرے بندے پر تمہیں غلبہ نصیب نہیں ہوگا، جو طاقتیں بروئے کار لاؤ خدا کی قسم تمہیں کبھی غلبہ نصیب نہیں ہوگا۔''

(خطبہ جمعہ 21/اگست 1992ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ 29/مئی 2020ء میں فرماتے ہیں:

اب ایم ٹی اے کے بارے میں بھی مَیں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک وعدہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا میں پھیلانے کے بارے میں تھا۔ بہرحال 27/مئی سے، یوم خلافت والے دن سے ایک نئی ترتیب کے ساتھ یہ چینل شروع کیے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل میں بیان کر دیتا ہوں۔ شروع میں بعض جگہ امریکہ میں خاص طور پر کچھ تھوڑی سی مشکل بھی پیش آئی تھی لیکن اب امید ہے حل ہوگئی ہوگی۔ لیکن بہرحال اس نظام کے ساتھ جو شروع کیا گیا ہے میں یہ کچھ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مختلف ریجنز کے اعتبار سے ایم ٹی اے کو آٹھ چینلز میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

ایم ٹی اے وَن جو ہے یہ چینل عموماً یوکے اور یورپ کے بعض علاقوں کے ناظرین کیلئے ہوگا۔ اس چینل کی مین لینگوئج (main language)، جو زبانیں ہیں وہ انگریزی اور اردو ہوں گی۔ اسی چینل پر انگریزی اور اردو زبانوں کے پروگرام نشر کیے جائیں گے نیز بعض دوسری زبانوں کے پروگرام بھی انگریزی اور اردو ترجمے کے ساتھ نشر کیے جائیں گے۔ میرے لائیو نئے ریکارڈیڈ پروگرام بھی اسی چینل کے پروگرام MTA 1 ورلڈ کے طور پر باقی تمام چینل پر بھی نشر ہوں گے۔

MTA 2 یورپ: یہ چینل یورپ اور مڈل ایسٹ کے ممالک کے ناظرین کیلئے ہوگا۔ اس پر اردو، انگریزی، ٹرکش، فرنچ، سپینش، جرمن، ڈچ، رشین اور Persian (فارسی) زبانوں کے پروگرام نشر کیے جائیں گے۔ اس پر اس وقت مختلف زبانوں کی دو دو گھنٹے کی سروسز چلتی ہیں۔ مذکورہ بالا زبانوں کے پروگراموں کا اسی طرح پر اضافہ کر دیا جائے گا۔

MTA 3 العربیۃ: یہ چینل اسی طرح چلتا رہے گا جس طرح اس وقت چل رہا ہے۔ اس چینل کی مین (main) زبان عربی ہوگی۔

MTA 4 افریقہ: یہ چینل مشرقی افریقہ اور مغربی افریقہ کے ممالک کے ناظرین کیلئے ہوگا۔ اس چینل کی مین لینگوئج یا مین لینگوئجز انگریزی، فرنچ اور سواحیلی ہوں گی اور انہی زبانوں کے پروگرام اس پر نشر کیے جائیں گے۔

MTA 5 افریقہ: یہ چینل مغربی افریقہ کے ممالک کے ناظرین کیلئے ہوگا۔ اس چینل کی جو مین زبان ہے وہ انگریزی ہوگی۔ اسکے علاوہ کریول، ہاؤسا، چوئی اور یوروبا زبانوں کے پروگرام بھی نشر کیے جائیں گے۔

MTA 6 ایشیا: یہ چینل ایشیا سیٹ پر ہوگا اور ایشیا، فار ایسٹ، انڈونیشیا، جاپان، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور رشیا وغیرہ ممالک کے ناظرین کیلئے ہوگا۔ اس چینل کی جو مین زبانیں ہیں وہ اردو، انگریزی اور انڈونیشین ہوں گی۔ اس پر اردو، انگریزی، بنگالی، پشتو، سندھی، سرائیکی، فارسی، انڈونیشین اور رشین زبانوں کے پروگرام نشر کیے جائیں گے۔ پہلے بھی اس طرح ہو رہے ہیں لیکن وقت کے حساب سے ان کی اس طرح تھوڑی سی تقسیم کر دی گئی ہے۔ متعلقہ ملکوں کو وہ پروگرام مل چکے ہوں گے۔

MTA 7 ایشیا: یہ HD چینل ہے، چھوٹی ڈش پر دیکھا جائے گا۔ یہ انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا اور نیپال وغیرہ ممالک کے ناظرین کیلئے ہوگا۔ اس چینل کی جو زبانیں ہیں وہ اردو، بنگالی اور ہندی ہوں گی۔ ان کے علاوہ اس پر تامل اور ملیالم زبانوں کے پروگرام بھی نشر کیے جائیں گے۔

MTA 8 امریکہ: یہ چینل امریکہ، نارتھ امریکہ اور کینیڈا وغیرہ کے ناظرین کیلئے ہوگا۔ پہلے بھی یہ چل رہا ہے۔ اس میں تھوڑی سی ترتیب بدلی گئی ہے۔ تھوڑی سی تبدیلی کی گئی ہے۔

باقی صفحہ نمبر 46 پر ملاحظہ فرمائیں

ہمارے کر گیا ہے وصل کے سامان ایم ٹی اے
خدائے عز و جل کا ہے بڑا احسان ایم ٹی اے

(کلام مبارک صدیقی، یو.کے)

کبھی حمد و ثناء کرتے ہوئے نغمات گاتا ہے
کبھی تپتی مسافت میں یہ چھاؤں ڈھونڈ لاتا ہے
جسے ہم دیکھنا چاہیں وہی صورت دکھاتا ہے
ہمارے کر گیا ہے وصل کے سامان ایم ٹی اے
خدائے عز و جل کا ہے بڑا احسان ایم ٹی اے

...........☆......☆...........

زمیں سے دیکھ لو جاتی ہے یہ کیسے ستاروں تک
امامِ وقت کی آواز دنیا کے کناروں تک
اِدھر بولے، اُدھر پہنچے کروڑوں جاں نثاروں تک
حصاروں سے نکل کے مرغزاروں ریگزاروں تک
برستی آسماں سے ہے مئے عرفان ایم ٹی اے
خدائے عز و جل کا ہے بڑا احسان ایم ٹی اے

...........☆......☆...........

عزیزو دیکھنا ہاں دیکھنا وہ بھی سماں ہوگا
خلافت کے اسی پرچم تلے سارا جہاں ہوگا
محمدؐ کی غلامی میں رواں یہ کارواں ہوگا
ہر اِک فرعون اور ہامان یادِ رفتگاں ہوگا
کرے گا شان و شوکت سے یہی اعلان ایم ٹی اے
خدائے عز و جل کا ہے بڑا احسان ایم ٹی اے

...........☆......☆...........

عبداللہ آتھم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی-عیسائی مذہب پر اتمام حجت

(منصور احمد مسرور، ایڈیٹر ہفت روزہ اخبار بدر)

مورخہ 22/مئی 1893 تا 5/جون 1893 پندرہ دن تک بمقام امرتسر اسلام اور عیسائیت کے مابین ایک عظیم الشان مباحثہ ہوا جسے عیسائیوں نے جنگ مقدس کا نام دیا تھا۔ اسلام کی طرف سے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہلوانی کا حق ادا فرمارہے تھے جبکہ عیسائیت کی طرف سے ڈپٹی عبداللہ آتھم مناظر تھا۔ اس پورے مباحثہ کی رُوداد کتاب "جنگ مقدس" رُوحانی خزائن جلد 6 میں شائع شدہ ہے۔ اس عظیم الشان مباحثہ کی تقریب کیسے پیدا ہوئی اسکی تفصیل اِسی کتاب کے ابتداء میں تعارف کتاب کے تحت درج ہے قارئین اس دلچسپ رُوداد کو وہاں سے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

اس مباحثہ کے انعقاد کا بانی مبانی ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک تھا۔ اُن دنوں پنجاب کے تیرہ مشہور شہروں میں عیسائیوں کے بڑے بڑے مشن قائم تھے جن میں سے ایک امرتسر کا مشن بھی تھا۔ جب ہنری مارٹن کلارک ضلع امرتسر کے میڈیکل مشنری انچارج بنے تو انہوں نے 1882ء میں امرتسر میڈیکل مشن کی ایک شاخ جنڈیالہ ضلع امرتسر میں بھی جاری کی جس سے وہاں عیسائیت کو فروغ ملا۔ عیسائی مناد جنڈیالہ کے مسلمانوں کو تبلیغ کرتے۔ جنڈیالہ کے ایک مسلمان میاں محمد بخش پاندہ صاحب نے جو کچھ پڑھے لکھے تھے، مسلمانوں کو عیسائیوں پر اعتراضات وسوالات کرنے سکھا دیئے جس سے عیسائی مناد مشکل میں پڑ گئے اور انہوں نے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کو صورتحال سے آگاہ کیا جس پر ہنری مارٹن کلارک نے میاں محمد بخش صاحب پاندہ کے نام خط لکھا کہ :

"جناب من! بعد سلام کے واضح ...... ہو کہ چونکہ ان دنوں میں قصبہ جنڈیالہ میں مسیحیوں اور اہل اسلام کے درمیان دینی چرچے بہت ہوتے ہیں اور چند صاحبان آپ کے ہم مذہب دینِ عیسوی پر حرف لاتے ہیں اور کئی ایک سوال و جواب کرتے اور کرنا چاہتے ہیں ...... لہٰذا ...... بہتر اور مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک جلسہ عام کیا جائے جس میں صاحبان اہلِ اسلام معہ علماء و دیگر بزرگانِ دین کے جن پر کہ ان کی تسلی ہو موجود ہوں اور اسی طرح سے مسیحیوں کی طرف سے بھی کوئی صاحب اعتبار پیش کئے جاویں تا کہ جو باہمی تنازعہ ان دنوں میں ہورہے ہیں خوب فیصل کئے جاویں اور نیکی اور بدی اور حق اور خلاف ثابت ہوویں ...... اگر صاحبان اہل اسلام ایسے مباحثہ میں شریک نہ ہونا چاہیں تو آئندہ کو اپنے اسپ کلام کو میدان گفتگو میں جولانی نہ دیں اور وقت منادی یا دیگر موقعوں پر حجت بے بنیاد و لاحاصل سے باز آکر خاموشی اختیار کریں۔ از راہ مہربانی اس خط کا جواب جلدی عنایت فرماویں تا کہ اگر آپ ہماری اس دعوت کو قبول کریں تو جلسہ کا اور ان مضامین کا جنکی بابت مباحثہ ہونا ہے معقول انتظام کیا جائے۔

(حجۃ الاسلام رخ ج6 ص60)

میاں محمد بخش پاندہ صاحب نے صورتحال سے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آگاہ کرتے ہوئے لکھا کہ

"کچھ عرصہ سے قصبہ جنڈیالہ کے عیسائیوں نے بہت شور وشر مچایا ہوا ہے بلکہ آج بتاریخ 11/اپریل 1893ء عیسائیان جنڈیالہ نے معرفت ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب امرتسر بنام فدوی بذریعہ رجسٹری ایک خط ارسال کیا ہے ...... کہ اہل اسلام جنڈیالہ اپنے علماء و دیگر بزرگان دین کو موجود کر کے ایک جلسہ کریں اور دین حق کی تحقیقات کی جائے ورنہ آئندہ سوال کرنے سے خاموشی اختیار کریں۔ اس لئے خدمت بابرکت میں عرض ہے کہ چونکہ اہل اسلام جنڈیالہ اکثر کمزور اور مسکین ہیں اس لئے خدمت شریف عالی میں ملتمس ہوں کہ آنجناب لِلّٰہ اہلِ اسلام جنڈیالہ کو امداد فرماؤ ورنہ اہلِ اسلام پر دھبہ آجائے گا۔ و نیز عیسائیوں کے خط کو ملاحظہ فرما کر یہ تحریر فرماویں کہ ان کو جواب خط کا کیا لکھا جاوے۔"

(حجۃ الاسلام رُوحانی خزائن جلد 6 صفحہ 59)

ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک شاید چاہتے تھے کہ جنڈیالہ کے کمزور مسلمانوں پر دباؤ ڈالکر اور اُنہیں ڈرا دھمکا کر عیسائیت کی گود میں ڈال دیں۔ اُنہوں نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا کہ یہ تدبیر اُن کی اُلٹی پڑ جائیگی اور اُنہیں خدا کے شیر جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ سے سامنا کرنا پڑ جائیگا اور رہتی دُنیا تک مسیحیوں کے ماتھے پر ذلت و رُسوائی اور پسپائی کا قشقہ لگ جائیگا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے موقعوں کے سخت آرزو مند رہتے تھے آپؑ بھلا اس موقع کو ہاتھ سے کیسے جانے دیتے۔ محمد بخش پاندہ صاحب کا خط پاتے ہی آپؑ نے ایسی طرح ڈالی کہ پھر پادری مارٹن کلارک چاہتے ہوئے بھی مباحثہ کے انعقاد سے پیچھے نہیں ہٹ سکے۔ آپؑ نے پادری مارٹن کلارک سے خط و کتابت شروع کی۔ پندرہ افراد پر مشتمل ایک وفد امرتسر ان کے پاس شرائط مباحثہ و دیگر امور طے کرنے کیلئے بھیجا جس میں میاں محمد بخش پاندہ صاحب بھی تھے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "ڈاکٹر پادری کلارک صاحب کا جنگ مقدس اور اُن کے مقابلہ کیلئے اشتہار" کے عنوان سے لکھا کہ :

"واضح ہو کہ ڈاکٹر صاحب ...... نے بذریعہ اپنے بعض خطوط کے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ علماء اسلام کیساتھ ایک جنگ مقدس کیلئے طیاری کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے خط میں یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ یہ جنگ ایک پورے پورے فیصلہ کی غرض سے کیا جائیگا اور یہ بھی دھمکی دی کہ اگر علماء اسلام نے اس جنگ سے مُنہ پھیر لیا یا شکست فاش کھائی تو آئندہ ان کا استحقاق نہیں ہوگا کہ مسیحی علماء کے مقابل پر کھڑے ہوسکیں یا اپنے مذہب کو سچا سمجھ سکیں یا عیسائی قوم کے سامنے دم مار سکیں اور چونکہ یہ عاجز انہیں روحانی جنگوں کیلئے مامور ہو کر آیا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پا کر یہ بھی جانتا ہے کہ ہر ایک میدان میں فتح ہم کو ہے اس لئے بلا توقف ڈاکٹر صاحب کو بذریعہ خط کے اطلاع دی گئی ہے کہ ہماری عین مراد ہے کہ یہ جنگ وقوع میں آکر حق اور باطل میں کُھلا کُھلا فرق ظاہر ہو جائے۔

(ایضاً صفحہ 44)

ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے اسکے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا کہ :

"ہمارا دعویٰ نہ آپ سے پر جنڈیالہ کے محمدیوں سے ہے ہم آپ کی دعوت قبول کرنے میں قاصر ہیں ...... اگر وہ آپ کو تسلیم کر کے اس جنگ مقدس کیلئے اپنی طرف سے پیش کریں تو ہمارا کچھ عذر نہیں بلکہ عین خوشی ہے۔"

اس پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک کو لکھا کہ :

"جب آپ کا پہلا خط جو جنڈیالہ کے بعض مسلمانوں کے نام تھا مجھ کو ملا اور میں نے یہ عبارتیں پڑھیں کہ کوئی ہے کہ ہمارا مقابلہ کرے تو میری روح اُسی وقت بول اٹھی کہ ہاں میں ہوں جسکے ہاتھ پر خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دیگا اور سچائی کو ظاہر کریگا ...... سو آپ صاحبوں کا مسلمانوں کو مقابلہ کیلئے بلانا نہایت مبارک اور نیک تقریب ہے مجھے امید نہیں کہ آپ اس بات پر ضد کریں کہ ہمیں تو جنڈیالہ کے مسلمانوں سے کام ہے نہ کسی اور سے۔ آپ جانتے ہیں کہ جنڈیالہ میں کوئی مشہور اور نامی فاضل نہیں اور یہ آپ کی شان سے بھی بعید ہوگا کہ آپ عوام سے الجھتے پھریں اور اس عاجز کا حال آپ پر مخفی نہیں کہ آپ صاحبوں کے مقابلہ کیلئے دس برس کا پیاسا ہے ...... مَیں پورے دس سال سے میدان میں کھڑا ہوں۔ جنڈیالہ میں میری دانست میں ایک بھی نہیں جو میدان کا سپاہی تصور کیا جاوے اسلئے بادب مکلف ہونکہ اگر یہ امر مطلوب ہے کہ یہ روز کے قصے طے ہو جائیں اور جس مذہب کیساتھ خدا ہے اور جو لوگ سچے خدا پر ایمان لا رہے ہیں انکے کچھ امتیازی انوار ظاہر ہوں تو اس عاجز سے مقابلہ کیا جائے۔" (ایضاً صفحہ 65)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہنری مارٹن کلارک کو یہ بھی لکھا تھا کہ مباحثہ کے بعد ایک مباہلہ بھی ہو تا کہ اچھی طرح معاملہ صاف ہو جائے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک اور ڈپٹی عبداللہ آتھم مباہلہ کیلئے تیار نہ ہوئے۔ البتہ مناظرہ اپنی پوری شان کے ساتھ 22/مئی 1893 تا 5 جون 1893 پندرہ دن تک بمقام امرتسر مارٹن کلارک کی کوٹھی میں منعقد ہوتا رہا۔ مباحثہ امرتسر کے آخری روز سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈپٹی عبداللہ آتھم اور ان کے معاون و مددگار کے متعلق پیشگوئی فرمائی کہ جو فریق عمدًا جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ 15 ماہ تک ضرور ہاویہ میں گرایا جائیگا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ عبداللہ

آتھم اور ان کے معاون و مددگار کیلئے ایک عذاب کی پیشگوئی تھی۔ گرچہ کہ پیشگوئی میں موت کا لفظ نہیں لیکن سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلامؑ نے ہاویہ کی تعبیر آتھم کے متعلق اس کی موت سے کی۔ اس پیشگوئی کو اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں پورا فرمایا کہ کوئی اس پیشگوئی کے بعد بہت جلد مرگیا اور کوئی مرتے مرتے بچا۔ جہاں تک عبداللہ آتھم کا سوال ہے وہ پیشگوئی سے اس قدر خائف اور لرزاں و ترساں رہا کہ اس پورے پندرہ ماہ کے عرصہ میں اسلام کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں بولا اور عیسائیت کی تائید میں کوئی کلمہ منہ سے نہیں نکالا جبکہ اسلام کے خلاف بولنا اسکا روزمرہ کا کام تھا۔ اس طرح اسلامی پیشگوئی کی عظمت کو اپنے دل میں جگہ دیکر اُس نے حق کی طرف رجوع کیا تو اللہ نے بھی پیشگوئی کے مطابق اسکو مہلت دیدی اور بڑے ھاویہ (یعنی موت) میں گرانے سے بچالیا۔ لیکن جب وہ اپنی پہلی سیرت پر لوٹ آیا اور اخفاء حق کا مجرم بنا تو پھر اللہ نے بہت جلد اسے پکڑ لیا اور بڑے ہاویہ میں گرادیا۔

جیسے ہی پندرہ ماہ کا عرصہ ختم ہوا عیسائیوں نے شور مچانا شروع کردیا کہ پیشگوئی غلط نکلی اور آتھم نہیں مرا۔ اس پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب ”انوار الاسلام“ اور بعدہٗ ”ضیاء الحق“ تصنیف فرمائی اور ناقابل تردید دلائل سے ثابت فرمایا کہ عبداللہ آتھم اس پورے پندرہ مہینے میں اسلامی پیشگوئی کی شوکت سے مرعوب و مبہوت رہا اور اسلامی پیشگوئی کی عظمت اپنے دل میں بٹھا کر اور اسلام کے خلاف ایک کلمہ بھی منہ سے نہ نکال کر اس نے حق کی طرف رجوع کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اسکی موت کو ٹلا دیا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلامؑ نے فرمایا کہ اگر آتھم اس بات کا اقرار کرلے کہ اس نے حق کی طرف رجوع نہیں کیا تو اُسے ایک ہزار روپیہ بطور انعام دیا جائے گا۔ پھر اگر وہ ایک سال تک موت کی سزا سے بچ گیا تو ہم جھوٹے اور ہماری پیشگوئی جھوٹی اور اگر وہ ایک سال کے اندر مر گیا تو ہماری پیشگوئی سچی ثابت ہوجائیگی۔ یہ ایک بہت صاف سیدھا آسان اور سمجھ میں آنے والا فیصلہ تھا۔ لیکن عبداللہ آتھم نے قسم کھانے سے انکار کردیا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلامؑ اس انعام میں اضافہ فرماتے رہے اور عبداللہ آتھم کو قسم کھانے کیلئے بلاتے رہے۔ آپ نے ایک ہزار کے بعد دو ہزار روپے کا اشتہار دیا۔ پھر تین ہزار روپے کا اشتہار دیا۔ پھر چار ہزار روپے کا اشتہار دیا لیکن عبداللہ آتھم نے قسم نہیں کھائی۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلامؑ نے مباحثہ کے آخری روز 5 جون 1893 کو یہ پیشگوئی کی۔ آپؑ نے فرمایا:

”چونکہ ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب قرآن شریف کے معجزات سے عمداً منکر ہیں اور اس کی پیشگوئی سے بھی انکاری ہیں اور مجھ سے بھی اسی مجلس میں تین بیمار پیش کرکے ٹھٹھا کیا گیا کہ اگر دین اسلام سچا ہے اور تم فی الحقیقت ملہم ہو تو ان تینوں کو اچھے کرکے دکھلاؤ، حالانکہ میرا یہ دعویٰ نہ تھا کہ میں قادر مطلق ہوں نہ قرآن شریف کے مطابق مواخذہ تھا بلکہ یہ تو عیسائی صاحبوں کے ایمان کی نشانی انجیل میں ٹھہرائی گئی تھی کہ اگر وہ سچے ایماندار ہوں تو وہ ضرور لنگڑوں اور اندھوں اور بہروں کو اچھا کریں گے۔ مگر تاہم میں اِس کیلئے دعا کرتا رہا۔ اور **آج رات جو مجھ پر کُھلا وہ یہ ہے کہ جب کہ مَیں نے بہت تضرّع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ تُو اِس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اُس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اِس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دِنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دِن ایک مہینہ لیکر یعنی 15 ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلّت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آوے گی بعض اندھے سُوجاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔**

اِسی طرح پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے۔ سو الحمد للہ والمنّۃ کہ اگر یہ پیشینگوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظہور نہ فرماتی تو ہمارے یہ پندرہ دن ضائع گئے تھے۔ اِنسان ظالم کی عادت ہوتی ہے کہ باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتا اور باوجود سننے کے نہیں سنتا اور باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتا اور جرأت کرتا ہے اور شوخی کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا ہے لیکن اَب مَیں جانتا ہوں کہ فیصلہ کا وقت آ گیا۔ مَیں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اَور لوگ بھی کرتے ہیں۔ اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کیلئے تھا۔ مَیں اِسوقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو مَیں ہر ایک سزا کے اُٹھانے کیلئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ رُوسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسّہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اور مَیں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا۔ ضرور کریگا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اسکی باتیں نہ ٹلیں گی۔

اَب ڈپٹی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ نشان پورا ہوگیا تو کیا یہ سب آپ کے منشاء کے موافق کامل پیشین گوئی اور خدا کی پیشین گوئی ٹھہرے گی یا نہیں ٹھہرے گی اور رسول اللہ صلعم کے سچے نبی ہونے کے بارہ میں جن کو اندرونہ بائبل میں دجال کے لفظ سے آپ نامزد کرتے ہیں محکم دلیل ہوجائے گی یا نہیں ہو جائے گی۔ اب اس سے زیادہ میں کیا لکھ سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ اب ناحق ہنسنے کی جگہ نہیں اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو لیکن اگر میں سچا ہوں تو انسان کو خدا مت بناؤ۔ توریت کو پڑھو کہ اس کی اوّل اور کھلی کھلی تعلیم کیا ہے اور تمام نبی کیا تعلیم دیتے آئے اور تمام دُنیا کس طرف جُھک گئی۔ اَب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں اس سے زیادہ نہ کہوں گا۔“

آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا اور موت سے بچ گیا۔ پیشگوئی کی میعاد 5 ستمبر 1894 کو ختم ہونی تھی۔ 5 ستمبر کی تاریخ جونہی گزر گئی عیسائیوں نے بہت شور مچایا اور خوب طوفان بدتمیزی برپا کی کہ آتھم نہیں مرا اور پیشگوئی غلط نکلی۔ پادریوں نے اسے عیسائیت کی اسلام پر فتح قرار دیا۔ خوب خوشیاں منائیں۔ 6 ستمبر کو آتھم کے گلے میں ہار ڈال کر گاڑی میں بٹھا کر امرتسر کے بازاروں اور گلیوں میں جلوس نکالا گیا۔ خوب ناچ گانے ہوئے اور فتح کے نعرے لگائے گئے۔ ہنسی ٹھٹھا کیا گیا۔ گالیاں دی گئیں۔ گالیوں سے بھرے اشتہارات نکالے گئے اور جس قدر دل آزاری کی جاسکتی تھی کی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلامؑ فرماتے ہیں:

” عیسائیوں کی حالت پر نہایت تعجب ہے کہ اس پیشگوئی پر جو ایسی صفائی سے اپنی شرط کے پہلو پر پوری ہوگئی انہوں نے محض شرارت سے وہ شور اور شر کیا اور وہ توہین اور گندی گالیاں دیں اور کوچوں بازاروں میں شیطانی بہروپ دکھلائے جو اپنی ساری فطرت کے پردے کھول دیئے، حالانکہ پیشگوئی میں ایک صاف شرط موجود تھی اور قرائن قویہ کی رُو سے وہ شرط پوری ہوچکی تھی۔“ (ضیاء الحق رُخ جلد 9 صفحہ 301) اور بہت افسوس کی بات ہے کہ مسلمان علماء نے اس جشن میں عیسائیوں کا بھرپور ساتھ دیا اور عیسائیوں کو فاتح قرار دیا اور اسلام کو مفتوح اور شکست خوردہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلامؑ کی دل آزاری میں یہ مسلمان علماء عیسائیوں سے بھی آگے نکل گئے۔

آتھم کے رجوع کے دلائل

جس وقت سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلامؑ نے ڈپٹی عبداللہ آتھم کو پیشگوئی سنائی، آپؑ نے اس کو یہ بھی یاد دلایا کہ تم نے اپنی کتاب میں آنحضرت ﷺ کو دجال کہا تھا، اُسی وقت عبداللہ آتھم نے اپنی زبان نکالی اور کانوں پر ہاتھ رکھا اور کانپا اور زرد ہوگیا اور اس نے کہا توبہ توبہ میں تو (آنحضرتؐ کو) دجال نہیں کہتا، مرزا صاحب مجھے ناحق مارتے ہیں، میں نے تو دجال نہیں کہا۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ اُس نے کہا کہ ”مَیں مرگیا“ اُسکے اس قدر خوفزدہ ہونے اور بھری مجلس میں کان پر ہاتھ رکھنے اور توبہ توبہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آتھم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلامؑ کے حالات سے واقف تھا کہ یہ کوئی عام انسان نہیں ہے۔ یہ جو بھی پیشگوئی کرتا ہے وہ پوری ہوجاتی ہے۔ احمد بیگ ہوشیارپوری کی موت کی تازہ مثال اسکے سامنے تھی جو 30 ستمبر 1892 کو اپنے گھر کو ماتم کدہ بنا کر پیشگوئی کے عین مطابق چل بسا تھا۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلامؑ کی اس پیشگوئی کی شان ہی الگ تھی۔ پیشگوئی کے الفاظ نہایت پُرشوکت تھے اور پیشگوئی رعب اور جلال سے بھری ہوئی تھی جس کے سننے اور پڑھنے سے ہی بدن پر لرزہ طاری ہوتا ہے۔ پیشگوئی کی ہیبت آتھم کے رگ و ریشے میں سما گئی اور وہ پورے

پندرہ ماہ سخت بے قرار اور مدہوش اور حواس باختہ رہا۔

پیشگوئی کی شوکت سے نہ صرف آتھم بلکہ تمام عیسائی مرعوب ہو گئے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: پیشگوئی نہایت زور سے کی گئی تھی اور نہ صرف آتھم بلکہ اسی وقت اس مجلس کے تمام عیسائیوں پر اس کا اثر ہوگیا تھا اور پیش بندی کے طور پر اسی دم کہنا شروع کر دیا تھا کہ آتھم کے مرنے کی تو ایک ڈاکٹر نے بھی خبر دے رکھی ہے کہ چھ ماہ تک مرجائے گا۔ ظاہر ہے یہ تمام باتیں پیشگوئی کا رعب قبول کرنے سے منہ سے نکلی تھیں اور آتھم صاحب کے دل پر ایک بھاری مؤثر کام کر رہا تھا اور یہ تمام قرائن چاہتے تھے کہ آتھم صاحب سے وہ حرکتیں صادر ہوں جو شدت خوف کے وقت صادر ہوا کرتی ہیں۔ اور وہ نظارے ان کو نظر آویں جو شدت خوف کے وقت نظر آیا کرتے ہیں۔

(ضیاءالحق رُوحانی خزائن جلد9 صفحہ 284)

آتھم شدت خوف سے نیند میں چیخیں مارتا تھا

آتھم خواب سے بھی چیخیں مار کر اٹھتا رہا ہے اور امرتسر کے مقام میں بھی بیماری کی شدت میں اس نے ایک چیخ ماری اور کہا کہ **ہائے میں پکڑا گیا۔**

(ضیاءالحق رُوحانی خزائن جلد9 صفحہ 300)

پیشگوئی کی سخت ہیبت کی وجہ سے اُسے ڈراؤنی خوابیں آتی تھیں۔ پہلے اُسے خونی سانپ کا نظارہ دکھائی دیا جس کی سخت ہیبت سے وہ امرتسر سے اپنی شاندار کوٹھی چھوڑ کر لدھیانہ اپنے داماد کے پاس چلا گیا کہ شاید جگہ کی تبدیلی سے اُسے ڈراؤنے اور ہیبت ناک نظاروں سے چھٹکارا حاصل ہو جائے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ لدھیانہ میں اُسے حملہ آور نیزے والے انسان نظر آنے لگے چنانچہ سخت ڈر اور بیقراری کی حالت میں وہ لدھیانہ کو چھوڑ کر فیروز پورا اپنے دوسرے داماد کے پاس چلے گئے۔ غرضیکہ پورے پندرہ ماہ تک یہی حالت رہی یہاں تک کہ :

”ہاویہ سے متعلق پیشگوئی کی میعاد کا آخری دن آگیا۔ اس دن آتھم صاحب کی کوٹھی کے پہرہ کا انتظام جس انسپکٹر پولیس کے سپرد تھا اس نے بعد کو بیان کیا کہ کوٹھی کے اندر آتھم صاحب کے دوست پادری وغیرہ تھے اور باہر چاروں طرف پولیس کا پہرہ تھا اس وقت آتھم صاحب کی حالت سخت گھبراہٹ کی تھی۔ اتفاقاً باہر دُور سے کسی بندوق کے چلنے کی آواز آئی۔ اس پر آتھم صاحب کی حالت یک لخت دِگرگوں ہوگئی۔ آخر جب ان کا کرب اور گھبراہٹ انتہاء کو پہنچ گئی تو ان کے دوستوں نے ان کو بہت زیادہ شراب پلا کر بے ہوش کر دیا۔ وہ آخری رات آتھم صاحب نے اسی حالت میں گزاری۔ صبح ہوئی تو ان کے دوستوں نے ان کے گلے میں ہار پہنائے اور ان کو گاڑی میں بٹھا کر جلوس نکالا۔ **اس دن لوگوں میں شور تھا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ مگر ہم سمجھتے تھے کہ جو حالت ہم نے آتھم صاحب کی دیکھی ہے اس سے تو ان کا مرجانا ہی اچھا تھا۔**

(تاریخ احمدیت جلد1 صفحہ 505)

اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا کہ آتھم نے رجوع کیا عبداللہ آتھم کا ڈر اور خوف ایک دُنیا نے ملاحظہ کیا۔ اسکا رجوع کوئی ڈھکا چھپا معاملہ نہیں تھا۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے الہام سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مطلع فرمایا کہ آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا تھا۔ الہام کے الفاظ یہ ہیں: اِطَّلَعَ اللّٰهُ عَلٰی هَمِّهٖ وَ غَمِّهٖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَلَا تَعْجَبُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ وَبِعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى۔ وَنُمَزِّقُ الْاَعْدَاءَ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ۔ اِنَّا نَكْشِفُ السِّرَّ عَنْ سَاقِهٖ يَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (ایضاً صفحہ 2)

ترجمہ: خدا تعالیٰ نے اس کے ہم وغم پر اطلاع پائی اور تُو اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی ہرگز نہیں پائے گا۔ (یعنی اُس کی سنت ہے کہ وہ حق کی طرف رجوع کرنیوالوں سے رحم کا معاملہ کرتا ہے۔ اور اس نے آتھم کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا) اور تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو اور غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر قائم رہو۔ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ تُو ہی غالب ہے۔ اور ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کر دیں گے اور ان کا مکر ہلاک ہوجائے گا۔ ہم اصل بھید کو اسکی پنڈلیوں میں سے ننگا کر کے دکھا دیں گے یعنی حقیقت کو کھول دیں گے اور فتح کے دلائل بینہ ظاہر کریں گے۔ اس دن مومن خوش ہوں گے۔

عبداللہ آتھم نے اسلامی عظمت کو قبول کرکے حق کی طرف رجوع کیا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”یہ بات بالکل سچ اور یقینی اور الہام کے مطابق ہے کہ اگر مسٹر عبداللہ کا دل جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی توہین اور تحقیر اسلام پر قائم رہتا اور اسلامی عظمت کو قبول کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حصہ نہ لیتا تو اسی میعاد کے اندر اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا لیکن خدا تعالیٰ کے الہام نے مجھے جتلا دیا کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم نے اسلام کی عظمت اور اسکے رعب کو تسلیم کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کسی قدر حصہ لے لیا جس حصہ نے اسکے وعدہ موت اور کامل طور کے ہاویہ میں تاخیر ڈال دی اور ہاویہ میں تو گرا لیکن اُس بڑے ہاویہ سے تھوڑے دنوں کے لئے بچ گیا جس کا نام موت ہے۔“ (ایضاً صفحہ 2)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اس نے اپنے افعال سے دکھا دیا کہ اسلامی پیشگوئی کا کیسا ہولناک اثر اسکے دل پر ہوا اور کیسی اس پر گھبراہٹ اور دیوانہ پن اور دل کی حیرت غالب آگئی اور کیسے الہامی پیشگوئی کے رعب نے اس کے دل کو ایک کچلا ہوا دل بنا دیا یہاں تک کہ وہ سخت بے تاب ہوا اور شہر بہ شہر اور ہر یک جگہ ہراساں اور ترساں پھرتا رہا ...... الہام الٰہی کا رعب اور اثر اسکے دل پر ایسا مستولی ہوا کہ اسکی راتیں ہولناک اور دن بے قراری سے بھر گئے ...... اور وہ عجیب طور پر اپنی بے چینی اور بے آرامی جا بجا ظاہر کرتا رہا اور خدا تعالیٰ نے ایک حیرت ناک خوف اور اندیشہ اسکے دل میں ڈال دیا کہ ایک پات کا کھڑکا بھی اسکے دل کو صدمہ پہنچاتا رہا اور ایک کتے کے سامنے آنے سے بھی اسکو ملک الموت یاد آیا اور کسی جگہ اس کو چین نہ پڑا اور ایک سخت ویرانے میں اسکے دن گزرے اور سراسیمگی اور پریشانی اور بیتابی اور بے قراری نے اسکے دل کو گھیر لیا اور ڈرانے والے خیال رات دن اس پر غالب رہے اور اسکے دل کے تصوروں نے عظمت اسلامی کو ردّ نہ کیا بلکہ قبول کیا ...... اس نے پیشگوئی کے رعب ناک مضمون کو پورے طور پر اپنے پر ڈال لیا اور جس قدر ایک انسان ایک سچی اور واقعی بلا سے ڈر سکتا ہے اسی قدر وہ اس پیشگوئی سے ڈرا اور اسکا دل ظاہری حفاظتوں سے مطمئن نہ ہوسکا اور حق کے رعب نے اس کو دیوانہ سا بنا دیا سو خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس کو ایسی حالت میں ہلاک کرے کیونکہ یہ اسکے قانون قدیم اور سنت قدیمہ کے مخالف ہے۔

(انوارالاسلام رُخ جلد9 صفحہ 4)

آتھم نے پندرہ ماہ کے عرصہ میں اسلام کے خلاف اور عیسائیت کی تائید میں کچھ بھی نہیں کہا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”کیا کسی نے سنا کہ اس مدت میں وہ کسی قسم کی بے باکی اور گستاخی اور بدزبانی اسلام کی نسبت ظاہر کرتا رہا۔ یا تکبر اور شرّ کی حرکات اس سے صادر ہوئیں یا اس نے بے ادبی اور توہین کی کتابیں تالیف کیں اور تحقیر اور توہین کیساتھ زبان کھولی ہرگز نہیں۔ اس عرصہ میں اسلامی توہین کے بارہ میں ایک سطر تک اس نے شائع نہیں کی بلکہ برعکس اسکے اپنی جان کے خوف میں سخت مبتلا ہوگیا اور اسلامی عظمت کو ایسا قبول کیا کہ دوسرے عیسائیوں کی نسبت ہمارے پاس کوئی ایسی نظیر نہیں۔ اس نے خوف دکھایا اور ڈرا، اسلئے خدا تعالیٰ نے اپنی سنت اللہ کے موافق اس سے وہ معاملہ کیا جو کہ ڈرنیوالے دل سے ہونا چاہئے یہی شرط الہام میں بھی درج تھی۔“

(انوارالاسلام رُخ جلد9 صفحہ 16)

سخت خوف اور گھبراہٹ میں انسان کو ڈراؤنے نظارے دکھائی دیتے ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: واضح ہو کہ یہ انسان کی ایک فطری خاصیت ہے کہ جب کوئی سخت خوف اور گھبراہٹ اس کے دل پر غلبہ کر جائے اور غایت درجہ کی بے قراری اور بے تابی تک نوبت پہنچ جائے تو اس خوف کے ہولناک نظارے طرح طرح کے تمثلات میں اس پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور آخر وہ ڈرانے والے نظارے مضطربانہ حرکات اور بھاگنے کی طرف مجبور کرتے ہیں ...... اب یقیناً سمجھو کہ آتھم کو انذاری پیشگوئی سننے کے بعد یہی حالت پیش آئی۔

(ضیاءالحق رُوحانی خزائن جلد9 صفحہ 260)

پیشگوئی کے وقت سے ہی آتھم خوفزدہ رہنے لگا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: پیشگوئی کے سننے کے ساتھ ہی آتھم کے چہرہ پر ایک خوفناک اثر پیدا ہوگیا تھا اور اس کے حواسکی پریشانی اُسی وقت سے دکھائی دینے لگی تھی کہ جب وہ پیشگوئی اس کو سنائی گئی۔ پھر وہ روز بروز بڑھتی گئی اور آتھم کے دل و دماغ پر اثر کرتی گئی اور جب کمال کو پہنچ گئی جیسا کہ نور افشاں میں آتھم نے خود شائع کرادیا تو ڈرانے والی تمثلات کا نظارہ شروع ہوگیا۔

(ضیاءالحق رُخ ج9 صفحہ 261)

آتھم کے ڈرنے اور رونے کی خبر اخبار نور افشاں میں شائع ہوئی تھی

اخبار ”نور افشاں“ لدھیانہ سے شائع ہونے والا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تئیں سخت بغض وعناد رکھنے والا ایک عیسائی پرچہ تھا جو دراصل عیسائیت کا ترجمان تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف سخت زبان استعمال کرتا تھا۔ پادری حضرات اپنے مضامین اور اشتہارات اس میں شائع کرواتے تھے۔ آتھم کے رونے اور ڈرنے کی خبر اس میں شائع ہوئی تھی۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

نور افشاں 14 ستمبر 1894 صفحہ 12 پہلے ہی کالم کی پہلی ہی سطر میں ان کا یہ بیان لکھا ہے کہ میرا خیال تھا کہ شاید میں مارا بھی جاؤں گا۔ اسی کالم میں یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے یہ باتیں کہہ کر رو دیا۔ اور رونے سے جتلا یا کہ میں بڑے دُکھ میں رہا پس انکا رونا بھی ایک گواہی ہے کہ ان پر اسلامی پیشگوئی کا بہت سخت اثر رہا ورنہ اگر مجھ کو کاذب جانتے تھے تو ایسی کیا مصیبت پڑی تھی جسکو یاد کر کے اب تک رونا آتا ہے۔ (انوار الاسلام رُخ ج9 صفحہ 66)

ڈرانے والے تمثلات میں آتھم کو نظر آنے لگے

ڈرانے والے تمثلات میں آتھم کو سب سے پہلے خونی سانپ نظر آئے۔ خونی سانپ کا نظارہ آتھم نے امرتسر میں جبکہ اپنی کوٹھی میں مقیم تھے دیکھا۔ اس نظارہ سے وہ اس قدر خوفزدہ ہوئے کہ لدھیانہ اپنی بیٹی اور داماد کے پاس چلے گئے۔ لیکن یہاں بھی ڈرانے والے نظاروں نے ان کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ یہاں پر انہوں نے دیکھا کہ بعض مسلّح آدمی نیزوں کے ساتھ ان پر حملہ آور ہیں اور انہیں قتل کرنے کیلئے مستعد ہیں۔ اسکے بعد آتھم صاحب اپنی کوٹھی میں بہت روتے رہے تب وہ اپنے دوسرے داماد کی طرف دوڑے جو فیروز پور میں تھا۔ فیروز پور میں انہوں نے دیکھا کہ بعض آدمی تلواروں یا نیزوں کیساتھ آ پڑے۔

اس پر وہ غم کے پہاڑ پڑے جو اس نے اپنی تمام زندگی میں انکی نظیر نہیں دیکھی تھی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اَے حق کے طالبو یقیناً سمجھو کہ ہاویہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری ہوگئی اور اسلام کی فتح ہوئی اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی۔ ہاں اگر مسٹر عبداللہ آتھم اپنے پر جزع فزع کا اثر نہ ہونے دیتا اور اپنے افعال سے اپنی استقامت دکھاتا اور اپنے مرکز سے جگہ بجگہ بھٹکتا نہ پھرتا اور اپنے دل پر وہم اور خوف اور پریشانی غالب نہ کرتا بلکہ اپنی معمولی خوشی اور استقلال میں ان تمام دنوں کو گزارتا تو بے شک کہہ سکتے تھے کہ وہ ہاویہ میں گرنے سے دُور رہا مگر اب تو اس کی یہ مثال ہوئی کہ قیامت دیدہ ام پیش از قیامت اس پر وہ غم کے پہاڑ پڑے جو اس نے اپنی تمام زندگی میں ان کی نظیر نہیں دیکھی تھی۔ پس کیا یہ سچ نہیں کہ وہ ان تمام دنوں میں درحقیقت ہاویہ میں رہا۔ اگر تم ایک طرف ہماری پیشگوئی کے الہامی الفاظ پڑھو اور ایک طرف اس کے ان مصائب کو جانچو جو اس پر وارد ہوئے تو تمہیں کچھ بھی اس بات میں شک نہیں رہے گا کہ **وہ بے شک ہاویہ میں گرا** ضرور گرا اور اس کے دل پر وہ رنج اور غم اور بدحواسی وارد ہوئی جس کو ہم آگ کے عذاب سے کچھ کم نہیں کہہ سکتے۔ (انوار الاسلام رُخ جلد 9 صفحہ 7)

امرتسر، لدھیانہ اور فیروز پور میں ہونے والے تین حملوں کی حقیقت

ان حملوں کا الزام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر رکھا جاتا ہے اس کی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ناظرین! ان تین حملوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھیں اور خوب سوچیں کیا فی الحقیقت سچ ہے کہ پہلا نظر آنے والا فی الحقیقت ایک تعلیم یافتہ سانپ تھا جس پر کسی کا سوٹا چل نہ سکا اور وہ پچھلی مرتبوں میں جو نظر آئے وہ جنگ آزمودہ ہماری جماعت کے سپاہی تھے جن کو کسی موقع پر آتھم صاحب پکڑ نہ سکے۔ اور نہ ان کے دامادوں کا ان پر ہاتھ دراز ہو سکا نہ پولس کے نالائق کانسٹیبل ان کے مقابلہ کی جرأت کر سکے۔ پھر عجیب پر عجیب یہ کہ یہ لوگ ناجائز ہتھیاروں کے ساتھ کئی مرتبہ ریل پر سوار ہوئے، بازاروں میں ہو کر نکلے، آتھم صاحب کے احاطہ میں اِدھر اُدھر پھرتے رہے، مگر بجز آتھم صاحب کے کوئی بھی ان کو دیکھ نہ سکا۔ کیا ان تمام قرینوں سے ثابت نہیں ہوتا کہ درحقیقت یہ تمام روحانی نظارہ تھا جس نے آتھم صاحب کے دل کو حق کی طرف رجوع دلایا اور ان کا دل خوف سے بھر گیا اور منہ پر مہر لگ گئی۔ ان کا فرض تھا کہ پہلے حملہ میں ہی تھانہ میں رپورٹ کرتے گورنمنٹ کو اطلاع دیتے اور حلیہ لکھواتے اور صورت شکل اور وردی اور تمام قرائن سے حکام کو مطلع کرتے تا گورنمنٹ اشتہار دے کر ایسے بدمعاشوں کو ماخوذ کرتی اور ایسے پلید مجرموں کو واجبی سزا کا مزہ چکھاتی۔“ (ضیاء الحق رُخ جلد 9 صفحہ 275)

ان کے اپنوں نے اسے آتھم کے خیالات قرار دیا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”ہم نے سنا ہے کہ بعض اسکے دوستوں نے بھی کہا کہ غلبہ خوف کیوجہ سے کچھ اپنے ہی خیالات نظر آئے ہوں گے جو سانپ یا سواروں یا پیادوں کی شکل پر دکھائی دیئے ورنہ تین مرتبہ تین مختلف مقاموں میں نظر آنا اور پکڑا نہ جانا بلکہ کچھ بھی پتہ نہ لگنا اور پھر ہر دفعہ صرف آتھم کا ہی مشاہدہ ہونا ایک ایسا امر ہے جس کو عقل سلیم تجویز نہیں کر سکتی۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو ان کے بعض ہم مذہب اور گھر کے بھیدی ہی اپنی مجالس میں ذکر کرتے اور آتھم صاحب کے خوفوں کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑاتے ہیں۔“ (ایضاً صفحہ 287)

جماعت کی طرف سے حملوں کے الزام کی تردید میں حضرت مسیح موعودؑ کے دلائل

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”ہماری جماعت کیلئے تو تین حملوں کا الزام موجبِ زیادتِ ایمان اور یقین اور آتھم کے جھوٹے ہونے کا بدیہی ثبوت ہے کیونکہ ہر ایک شخص ہماری جماعت میں سے یقین دل سے جانتا ہے کہ ایسے حملوں کی مجھے تعلیم نہیں ہوئی اور نہ ایسا پلید مشورہ کبھی اس جماعت میں ہوا۔ ہم اپنی تمام جماعت کے فرد فرد کو اس وقت مخاطب کرتے ہیں کہ کیا ان کو ایسی صلاح دی گئی کہ تم کوئی زہریلا اور کالا سانپ لے کر اور اس کو خوب تعلیم دے کر آتھم کو ڈسنے کیلئے اس کی کوٹھی میں چھوڑ دو۔ اگر وہاں موقعہ نہ پاؤ تو پھر لودھیانہ میں جا کر اور اگر وہاں بھی موقعہ نہ ملے تو پھر فیروز پور میں جا کر کام تمام کر دو۔

ہم پھر کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کبھی ایسا مشورہ دیا ہے تو سخت بے ایمانی ہوگی کہ وہ اس کو ظاہر نہ کرے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مرشد پر مریدوں کا اسی وقت سچا اعتقاد رہ سکتا ہے کہ جب تک اس کو راست باز اور صادق اور حق گو یقین کریں اور دروغ گو اور متفنی اور منصوبہ باز ہونا اس کا ثابت نہ ہو اور جبکہ یہ بات ہے تو ہمارے مریدوں میں سے ہر ایک شخص اپنے دل میں سوچے کہ کیا کوئی ان سے ہمارے کہنے سے یا خود بخود آتھم پر حملہ کرنے کیلئے امرتسر اور لودھیانہ اور فیروز پور گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ سب کا یہی جواب ہوگا کہ میں نہیں گیا اور نہ ایسی گندی تعلیم مجھ کو ہوئی۔

وہ تو ضرور اس پردہ کی بات کو پا جاتے اور توبہ پر توبہ کرتے کہ ہم نے اس مکار آدمی کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنے ایمان کو ضائع کیا۔ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بتلائی اور اب کہتا ہے کہ کوئی تم میں سے آتھم کو قتل کر دے تا کسی طرح پیشگوئی پوری ہو۔ (ایضاً صفحہ 282)

خوف کی وجہ پیشگوئی کی شوکت اور عظمت حملے کا عذر ایک جھوٹا عذر

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: پیشگوئی جس قوت اور شدت کیساتھ کی گئی تھی عیسائی ایمان جو ایک مخلوق کو خدا بناتا ہے ہرگز اسکے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے ہی ڈرا اور ہماری جماعت میں سے کوئی نیزہ باز اور تیغ کش اس کی کوٹھی پر ہرگز نہیں پہنچا۔ پس چونکہ ڈرنا خود اسکے اقرار اور قول اور فعل سے ثابت اور ایسی شدید الرعب پیشگوئی سے کسی مشرک مخلوق پرست کا ڈرنا قرین قیاس بھی ہے تو یہ عذر کہ ہماری جماعت کے تین حملے نیزوں تلواروں سانپوں کے ساتھ اس پر ہوئے سراسر دروغ بے فروغ ہے جس کو آتھم ایک ذرہ بھی ثابت نہیں کر سکا۔ (ایضاً صفحہ 288)

پیشگوئی میں عبداللہ آتھم نہیں بلکہ فریق کا لفظ ہے اس لحاظ سے بھی پیشگوئی بدرجہ تمام وکمال پوری ہوئی

پیشگوئی میں عبداللہ آتھم کا لفظ نہیں بلکہ فریق کا لفظ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی 15 ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا اور اسکو سخت ذلّت پہنچے گی **بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔**“ چنانچہ ”فریق“ کے لحاظ سے پیشگوئی کس رنگ میں پوری ہوئی ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

پادری رائٹ کی ناگہانی موت اور عیسائیوں کو سخت صدمہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”یہ تو مسٹر عبداللہ آتھم کا حال ہوا مگر اسکے باقی رفیق بھی جو فریق بحث کے لفظ میں داخل تھے اور جنگ مقدس کے مباحثہ سے تعلق رکھتے

تھے خواہ وہ تعلق اعانت کا تھا یا بانی کار ہونیکا یا مجوز بحث یا حامی ہونیکا یا سرگروہ ہونیکا ان میں سے کوئی بھی اثر ہاویہ سے خالی نہ رہا اور ان سب نے میعاد کے اندر اپنی اپنی حالت کے موافق ہاویہ کا مزہ دیکھ لیا چنانچہ اوّل خدا تعالیٰ نے **پادری رائٹ** کو لیا جو دراصل اپنے رتبہ اور منصب کے لحاظ سے اس جماعت کا سرگروہ تھا اور وہ عین جوانی میں ایک ناگہانی موت سے اس جہان سے گزر گیا اور خدا تعالیٰ نے اسکی بیوقت موت سے ڈاکٹر مارٹین کلارک اور ایسا ہی اسکے دوسرے تمام دوستوں اور عزیزوں اور ماتحتوں کو سخت صدمہ پہنچایا اور ماتمی کپڑے پہنا دیئے اور اسکی بے وقت موت نے انکو ایسے دُکھ اور درد میں ڈالا جو ہاویہ سے کم نہ تھا۔‘‘

(انوارالاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 8)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’سچ تو یہی ہے کہ اس پیشگوئی کے بعد پادریوں پر بہت ہی ذلت کی مار پڑی ہے عین میعاد پیشگوئی میں پادری رائٹ صاحب عین جوانی میں جہنم کی رونق افروزی کیلئے اس دنیا سے بلائے گئے اور ان کی موت پر اس قدر سیاپے اور دردناک نوحے ہوئے کہ عیسائیوں نے آپ اقرار کیا کہ بے وقت ہم پر قہر نازل ہوا۔‘‘

(ایضاً صفحہ 83)

پادری ٹامس ہاول، پادری عبداللہ اور تمام پادریوں نے ہاویہ کا مزہ چکھا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اور ایسا ہی پادری ہاول بھی ایسی سخت بیماری میں پڑا کہ ایک مدت کے بعد مرمر کے بچا اور پادری عبد اللہ بھی سخت بیماریوں کے ہاویہ میں گرا اور معلوم نہیں کہ بچا یا گزر گیا اور جہاں تک ہمیں علم ہے ان میں سے کوئی بھی ماتم اور مصیبت یا ذلت اور رسوائی سے خالی نہ رہا اور نہ صرف یہی بلکہ انہیں دنوں میں خدا تعالیٰ نے ایک خاص طور پر سخت ذلت اور رسوائی ان کو پہنچائی جس سے تمام ناک کٹ گئی اور وہ لوگ مسلمانوں کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے کیونکہ میں نے خدا تعالیٰ سے توفیق پا کر عیسائی پادریوں کی علمی قلعی کھولنے کیلئے اور اس بات کے ظاہر کرنے کیلئے کہ قرآن اور اسلام پر حملہ کرنے کیلئے زبان دانی کی ضرورت ہے اور یہ لوگ زبان عربی سے بے بہرہ ہیں، ایک کتاب جس کا نام **نور الحق** ہے عربی فصیح میں تالیف کی اور عمادالدین اور دوسرے تمام باقی پادریوں کو رجسٹری کرا کر خط بھیجے گئے کہ اگر عربی دانی کا دعویٰ ہے جو اسلامی مسائل میں خوض کرنے اور قرآنی فصاحت پر حملہ کرنے کیلئے ضروری ہے تو اس کتاب کے مقابل پر ایسا ہی عربی میں کتاب بناویں اور پانچ ہزار روپیہ انعام پاویں ...... پادری عمادالدین اور دوسرے تمام پنجاب اور ہندوستان کے عیسائی جو مولوی کہلاتے اور عربی دان ہونے کا دم مارتے تھے جواب لکھنے سے عاجز رہ گئے...... اب دانا سوچ لے کہ ہریک کو ہاویہ ان میں سے نصیب ہوا یا کچھ کسر رہ گئی۔ (ایضاً صفحہ 8)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اور فریق مخالف کے گروہ میں سے جو بطور معاونوں کے تھے ان میں سے ایک پادری ٹامس ہاول تھا جس نے بار بار محرف کتابوں کو پڑھ کر اپنا حلق پھاڑا اور لوگوں کا مغز کھایا۔ وہ مباحثہ کے بعد ہی ایسا پکڑا گیا اور ایسی سخت بیماری میں مبتلا ہوا کہ مرمر کے بچا اور ایک معاون عبد اللہ پادری تھا جو چپکے چپکے قرآن شریف کی آیتیں دکھاتا اور عبرانی کے ٹوٹے پھوٹے حرف پڑھتا تھا۔ اس کو بھی میعاد کے اندر سخت بیماری نے موت تک پہنچایا۔ اور معلوم نہیں کہ بچا یا گزر گیا۔ باقی رہا پادری عمادالدین اسکے گلے میں ہزار لعنت کی ذلت کا لمبا رسہ پڑا جو نور الحق کے جواب سے عاجز ہونے سے اس کو اور اس کے تمام بھائیوں کو نصیب ہوا۔ اب فرمائیے اس تمام فریق میں سے ہاویہ سے کون بچا کسی ایک کا تو نشان دیں۔ (ایضاً صفحہ 60)

ہر ایک امر اُسی طور سے ظاہر ہوا جس طور سے خدا کے الہام میں وعدہ تھا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اور توجہ سے یاد رکھنا چاہئے کہ ہاویہ میں گرائے جانا جو اصل الفاظ الہام ہیں وہ عبداللہ آتھم نے اپنے ہاتھ سے پورے کئے اور جن مصائب میں اس نے اپنے تئیں ڈال لیا اور جس طرز سے مسلسل گھبراہٹوں کا سلسلہ اسکے دامن گیر ہو گیا اور ہول اور خوف نے اسکے دل کو پکڑ لیا یہی اصل ہاویہ تھا اور سزائے موت اسکے کمال کیلئے ہے جس کا ذکر الہامی عبارت میں موجود بھی نہیں بے شک یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جس کو عبداللہ آتھم نے اپنی حالت کے موافق بھگت لیا لیکن وہ بڑا ہاویہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اس میں کسی قدر مہلت دی گئی کیونکہ حق کا رعب اس نے اپنے سر پر لے لیا اس لئے وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اس شرط سے کسی قدر فائدہ اٹھانے کا مستحق ہو گیا جو الہامی عبارت میں درج ہے اور ضرور ہے کہ ہر ایک امر کا ظہور اسی طور سے ہو جس طور سے خدا تعالیٰ کے الہام میں وعدہ ہوا۔‘‘ (ایضاً صفحہ 5)

ایک فیصلہ کن تجویز اور عبداللہ آتھم کیلئے ایک ہزار روپے کا انعام

مخالف کہہ سکتا ہے کہ تم جھوٹے اور تمہارا الہام جھوٹا آتھم نے حق کی طرف رجوع نہیں کیا۔ اب اس امر کا فیصلہ کیونکر ہو کہ آتھم نے فی الحقیقت حق کی طرف رجوع کیا تھا۔ اسکے فیصلہ کیلئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ ذیل تجویز پیش کی اور اس کیلئے ایک ہزار روپے کا انعام بھی رکھا۔ آپؑ نے فرمایا:

’’اگر عیسائی صاحبان اب بھی جھگڑیں اور اپنی مکارانہ کارروائیوں کو کچھ چیز سمجھیں یا کوئی اور شخص اس میں شک کرے تو اس بات کے تصفیہ کیلئے کہ فتح کس کو ہوئی آیا اہل اسلام کو جیسا کہ درحقیقت ہے یا عیسائیوں کو جیسا کہ وہ ظلم کی راہ سے خیال کرتے ہیں تو مَیں ان کی پردہ دری کیلئے مباہلہ کیلئے تیار ہوں۔ اگر وہ دروغ گوئی اور چالاکی سے باز نہ آئیں تو مباہلہ اس طور پر ہوگا کہ ایک تاریخ مقرر ہو کر ہم فریقین ایک میدان میں حاضر ہوں اور مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کھڑے ہو کر تین مرتبہ ان الفاظ کا اقرار کریں کہ اس پیشگوئی کے عرصہ میں اسلامی رعب ایک طرفۃ العین کیلئے بھی میرے دل پر نہیں آیا اور میں اسلام اور نبی اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ناحق پر سمجھتا رہا اور سمجھتا ہوں اور صداقت کا خیال تک نہیں آیا اور حضرت عیسیٰ کی ابنیت اور الوہیت پر یقین رکھتا رہا اور رکھتا ہوں اور ایسا ہی یقین جو فرقہ پروٹسٹنٹ کے عیسائی رکھتے ہیں۔ اور اگر مَیں نے خلاف واقعہ کہا ہے اور حقیقت کو چھپایا ہے تو اَے خدائے قادر مجھ پر ایک برس میں عذابِ موت نازل کر۔ اس دعا پر ہم آمین کہیں گے۔ اور اگر دُعا کا ایک سال تک اثر نہ ہوا اور وہ عذاب نازل نہ ہوا جو جھوٹوں پر نازل ہوتا ہے تو ہم ہزار روپیہ مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کو بطور تاوان کے دینگے چاہیں تو پہلے کسی جگہ جمع کرا لیں اور اگر وہ ایسی درخواست نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ وہ کاذب ہیں اور غلو کے وقت اپنی سزا پائینگے۔ ہمیں صاف طور پر الہاماً معلوم ہو گیا ہے کہ اس وقت تک عذاب موت ٹلنے کا یہی باعث ہے کہ عبد اللہ آتھم نے حق کی عظمت کو اپنی خوف ناک حالت کی وجہ سے قبول کر کے ان لوگوں سے کسی درجہ پر مشابہت پیدا کر لی ہے جو حق کی طرف رجوع کرتے ہیں اس لئے ضرور تھا کہ ان کو کسی قدر اس شرط کا فائدہ ملتا۔ اور اس امر کو وہ لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ جو ان کے حالات پر غور کریں اور ان کی تمام بے قراریوں کو ایک جگہ میزان دے کر دیکھیں کہ کہاں تک پہنچ گئی تھیں کیا وہ ہاویہ تھا یا کچھ اور تھا۔ اور اگر کوئی ناحق انکار کرے تو اس کے سمجھانے کیلئے وہ قطعی فیصلہ ہے جو میں نے لکھ دیا ہے تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد۔

(ایضاً صفحہ 6)

اگر عبداللہ آتھم چاہیں تو ہم خود مع ہزار روپیہ کے امرتسر حاضر ہو جائینگے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اور اس اقرار کیلئے ہم مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کو یہ تکلیف نہیں دیتے ہیں کہ وہ امرتسر میں ہمارے مکان پر آویں بلکہ ہم انکے بلانے کے بعد معہ ہزار روپیہ کے ان کے مکان پر آویں گے اور انکے بلانے کی تاریخ سے ہمیں اختیار ہوگا کہ تین ہفتہ تک کسی تاریخ میں روپیہ لے کر انکے پاس معہ اپنی جماعت کے حاضر ہو جائیں اور ان پر واجب ہوگا کہ ہمارے بلانے کیلئے رجسٹری شدہ خط بھیجیں پھر ہم اطلاع پا کر تین ہفتہ کے اندر معہ ہزار روپیہ کے حاضر نہ ہوں تو بلا شبہ وعدہ خلاف کرنیوالے اور کاذب ٹھہریں گے اور ہم خود انکے مکان پر آئیں گے اور ان کو کسی قدم رنجہ کی تکلیف نہ دیں گے ہم ان کو اتنی بھی تکلیف نہیں دیں گے کہ اس اقرار کیلئے کھڑے ہو جائیں یا بیٹھ جائیں بلکہ وہ بخوشی اپنے بستر پر ہی لیٹے رہیں اور تین مرتبہ وہ اقرار کر دیں جو لکھ دیا گیا ہے۔

اور ہم ناظرین کو مکرر یاد دلاتے ہیں کہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کی نسبت ہماری پیشگوئی کے دو پہلو تھے یعنی یا تو انکی موت اور یا انکا حق کی طرف رجوع کرنا اور رجوع کرنا دل کا فعل ہے جسکو خلقت نہیں جانتی اور خدا تعالیٰ جانتا ہے اور خلقت کے جاننے کیلئے یہ فیصلہ ہے جو ہم نے کر دیا۔ (ایضاً صفحہ 58)

عیسائی کہتے ہیں خداوند مسیح نے مسٹر عبداللہ آتھم کو بچا لیا اگر واقعی خداوند مسیح نے پہلے عبد اللہ آتھم کو بچایا تو وہ اب بھی بچا لیگا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے

ہیں: امرتسر کے عیسائی اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبداللہ آتھم کو بچا لیا۔ سو اب اگر وہ اپنے تئیں سچے خیال کرتے ہیں تو ان پر واجب ہے کہ مقابلہ سے ہمت نہ ہاریں کیونکہ اگر وہ مصنوعی خدا اُن کا درحقیقت بچانے والا ہی ہے تو ضرور اس آخری فیصلہ پر بچا لے گا کیونکہ اگر موت وارد ہوگئی تو سب عیسائیوں کی روسیاہی ہے۔ چاہئے کہ اپنے اس مصنوعی خداوند پر توکل کر کے اپنی پیٹھ نہ دکھلاویں۔ لیکن یاد رکھیں کہ ہرگز ان کو فتح نہیں ہوگی جو شخص آپ فوت ہوگیا ہے وہ دوسرے کو فوت ہونے سے کب روک سکتا ہے۔ روکنے والا ایک ہے جو حیّ **قیوم** ہے جس کے ہم پرستار ہیں۔

(ایضاً صفحہ 59)

اگر کسی مخالف مولوی، ہندو یا آریہ کو شک ہو تو آتھم کو قسم کھانے پر آمادہ کرے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: بالآخر ہم یہ بھی لکھتے ہیں کہ اگر اب بھی کوئی مولوی مخالف جو اپنی بدبختی سے عیسائی مذہب کا مددگار ہو یا کوئی عیسائی یا ہندو یا آریہ ...... ہماری فتح نمایاں کا قائل نہ ہو تو اس کے لئے طریق یہ ہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کو قسم مقدم الذکر کے کھانے پر آمادہ کرے اور ہزار روپیہ نقد ان کو دلا دے جس کے دینے میں ہم ان کے حلف کے بعد ایک منٹ کے توقف کا بھی وعدہ نہیں کرتے اور اگر ایسا نہ کرے اور محض اوباشوں اور بازاری بدمعاشوں کی طرح ٹھٹھا ہنسی کرتا پھرے تو سمجھا جائے گا کہ وہ شریف نہیں بلکہ اس کی فطرت میں خلل ہے سو اگر بجز اس تحقیق کے تکذیب کرے تو وہ کاذب ہے اور لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کا مصداق۔

(ایضاً صفحہ 60)

آتھم کے پاس جانے کیلئے یکہ یا ٹٹو یا ڈولی اور غذا کا خرچہ ہم دیں گے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے پاس جانے کیلئے اس کو کچھ مسافت طے کرنی پڑتی ہے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے خرچ سے اس کیلئے یکّہ یا ٹٹّو یا ڈولی جو کچھ چاہے مہیا کر دیں گے اور اگر وہ ہندو ہے یا کیسوں والا سکھ یا کوئی اور غیر مذہب والا ہے تو اس کی غذا کیلئے بھی ہم نقد دے دیں گے۔ یہ نہایت صفائی کا فیصلہ ہے اور کسی حلال زادہ کا کام نہیں جو بغیر رعایت اس فیصلہ کے ہم کو جھوٹا اور شکست خوردہ قرار دے یا بازاروں میں ٹھٹھا یا ہنسی کرتا پھرے اور بغلیں بجاتا پھرے۔

(ایضاً صفحہ 61)

دو ہزار روپے کا چیلنج
آتھم کے جھوٹا ہونے کے تین گواہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انعام کی رقم ایک ہزار سے بڑھا کر دو ہزار کر دی۔ آپؑ نے فرمایا:

اب ہم یہ دوسرا اشتہار دو ہزار روپیہ انعام کے شرط سے نکالتے ہیں اگر آتھم صاحب جلسہ عام میں تین مرتبہ قسم کھا کر کہہ دیں کہ میں نے پیشگوئی کی مدت کے اندر عظمت اسلامی کو اپنے دل پر جگہ ہونے نہیں دی اور برابر دشمن اسلام رہا اور حضرت عیسیٰ کی ابنیت اور الوہیت اور کفارہ پر مضبوط ایمان رکھا تو اسی وقت نقد دو ہزار روپیہ ان کو بہ شرائط قرار دادہ اشتہار 9 ستمبر 1894 بلا توقف دیا جائے گا اور اگر ہم بعد قسم دو ہزار روپیہ دینے میں ایک منٹ کی بھی توقف کریں تو وہ تمام لعنتیں جو نادان مخالف کر رہے ہیں ہم پر وارد ہوں گی اور ہم بلاشبہ جھوٹے ٹھہریں گے اور قطعاً اس لائق ٹھہریں گے کہ ہمیں سزائے موت دی جائے اور ہماری کتابیں جلا دی جائیں اور ملعون وغیرہ ہمارے نام رکھے جائیں اور اگر اب بھی آتھم صاحب باوجود اس قدر انعام کثیر کے قسم کھانے سے منہ پھیر لیں تو تمام دشمن و دوست یاد رکھیں کہ انہوں نے محض عیسائیوں سے خوف کھا کر حق کو چھپایا ہے اور اسلام غالب اور فتح یاب ہے پہلے تو ان کے حق کی طرف رجوع کرنے کا صرف ایک گواہ تھا یعنی ان کی وہ خوف زدہ صورت جس میں انہوں نے پندرہ مہینے بسر کئے اور **دوسرا گواہ** یہ کھڑا ہوا کہ انہوں نے باوجود ہزار روپیہ نقد ملنے کے قسم کھانے سے انکار کیا ہے اب **تیسرا گواہ** یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار ہے اگر اب بھی قسم کھانے سے انکار کریں تو رجوع ثابت۔ کیا کوئی سچا موت سے ڈر کر انکار کر سکتا ہے کیا ہر ایک جان خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں نہیں۔

آتھم صاحب ایک سال کی بجائے تین دن کی شرط کر لیں

قسم کھانے کی صورت میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک سال کی میعاد رکھی تھی۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ اگر آتھم کا خدا آتھم کو ایک سال تک نہیں بچا سکتا ہے اور تین دن تک بچا سکتا ہے تو ہم تین دن کی شرط کر لیتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا:

اب گریز کی کوئی وجہ نہیں یا تو مسیح کو قادر خدا کہنا چھوڑیں اور یا قسم کھا لیں۔ ہاں اگر عام مجلس میں یہ اقرار کر دیں کہ ان کے مسیح ابن اللہ کو برس تک زندہ رکھنے کی تو قدرت نہیں مگر برس کے تیسرے حصہ یا تین دن تک البتہ قدرت ہے اور اس مدت تک اپنے پرستار کو زندہ رکھ سکتا ہے تو ہم اس اقرار کے بعد چار مہینہ یا تین ہی دن تسلیم کر لیں گے اگر اب بھی یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار پا کر منہ پھیر لیا تو ہر ایک جگہ **ہماری کامل فتح** کا نقارہ بجے گا اور عیسائی اور نیم عیسائی سب ذلیل اور پست ہو جائیں گے اور ہم اس اشتہار کے روز اشاعت سے بھی ایک ہفتہ کی میعاد آتھم صاحب کو دیتے ہیں اور باقی وہی شرائط ہیں جو اشتہار 9 ستمبر 1894 میں بتصریح لکھ چکے ہیں **وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى**۔

(انوار الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 70)

آتھم کے قسم کھانے پر تین ہزار روپے کا انعام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انعام کی رقم بڑھا کر تین ہزار روپے کر دی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

اس تحریر میں آتھم صاحب کیلئے تین ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا گیا ہے اور یہ انعام بعد قسم بلا توقف دو معتبر متمول لوگوں کا تحریری ضمانت نامہ لے کر ان کے حوالہ کیا جاوے گا اور اگر چاہیں تو قسم سے پہلے ہی باضابطہ تحریر لے کر یہ روپیہ ان کے حوالہ ہو سکتا ہے یا ایسے دو شخصوں کے حوالہ ہو سکتا ہے جن کو وہ پسند کریں اور اگر ہم بشرائط مذکورہ بالا روپیہ دینے سے پہلوتہی کریں تو ہم کاذب ٹھہریں گے مگر چاہئے کہ ایسی درخواست روز اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر آوے اور ہم مجاز ہوں گے کہ تین ہفتہ کے اندر کسی تاریخ پر روپیہ لیکر آتھم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جائیں لیکن اگر آتھم صاحب کی طرف سے رجسٹری شدہ خط آنے کے بعد ہم تین ہفتہ کے اندر تین ہزار روپیہ نقد لے کر امرتسر یا فیروز پور یا جس جگہ پنجاب کے شہروں میں سے آتھم صاحب فرماویں ان کے پاس حاضر نہ ہوں تو بلاشبہ ہم جھوٹے ہو گئے اور بعد میں ہمیں کوئی حق باقی نہیں رہے گا جو انہیں ملزم کریں بلکہ خود ہم ہمیشہ کیلئے ملزم اور مغلوب اور جھوٹے متصور ہوں گے۔

(انوار الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 71)

کیا اب تین ہزار کے اشتہار کے بعد آتھم قسم کیلئے نکلیں گے؟

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: **کیا اَے ناظرین** ان کے اس طرز طریق سے ثابت نہیں ہوتا کہ ضرور دال میں کالا ہے۔ غضب کی بات ہے کہ ایک ہزار روپیہ دینا کیا اور **رجسٹری** کر کے اشتہار بھیجا مگر وہ چپ رہے پھر دو ہزار روپیہ دینا کیا اور رجسٹری کر کے اشتہار بھیجا پھر بھی ان کی طرف سے کوئی آواز نہیں آئی اور دونوں **میعادیں گزر گئیں** اب یہ تین ہزار روپیہ کا اشتہار جاری کیا جاتا ہے کیا کسی کو امید ہے کہ اب وہ قسم کھانے کیلئے میدان میں آئیں گے **ہرگز نہیں ہرگز نہیں**۔ وہ تو جھوٹ کی موت سے مر گئے **اب قبر سے کیونکر نکلیں**۔ انکو تو یہ باتیں سن کر غش آتا ہے کیونکہ وہ جھوٹے ہیں اور ایک عاجز اور خاکی انسان کو خدا بنا کر اس کی پرستش کر رہے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ میعاد کی **زندان** سے نکلے بولتے بھی نہیں تھے اور سرنگوں رہتے تھے پھر رفتہ رفتہ **شیطانی سوسائٹی** سے مل کر اور دجالی ہوا کے لگنے سے دل سخت ہو گیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کو بھلا دیا پس ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک سخت دل اور دنیا پرست آدمی ایک ایسے **مقدمہ** میں پھنس جائے جس سے اسکو جان کا اندیشہ یا دائم الحبس ہونے کا خوف ہو تب وہ دل میں خدا تعالیٰ کو پکارتا رہے اور اپنی بدافعالیوں سے باز رہے اور پھر جب رہائی پا جائے تو اس رہائی کو بخت اور اتفاق پر حمل کرے اور خدا تعالیٰ کے احسانوں کو بھلا دیوے۔ (ایضاً صفحہ 74)

اب آتھم کیلئے چار ہزار روپے کا بھاری انعام مقرر

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ہم اس سے پہلے **تین اشتہار انعامی** زر کثیر یعنی اشتہار انعامی ایک ہزار روپیہ اور اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ اور اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے قسم کھانے کیلئے شائع کر چکے ہیں اور بار بار لکھ چکے ہیں کہ اگر مسٹر آتھم صاحب ہمارے اس الہام سے منکر ہیں جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم پر یہ ظاہر ہوا کہ آتھم صاحب ایام پیشگوئی میں اس وجہ سے بہ عذاب الٰہی فوت نہیں ہو سکے کہ انہوں نے **حق کی طرف رجوع کر لیا** تو وہ جلسہ عام میں قسم کھا لیں کہ یہ بیان سراسر افترا ہے اور اگر افترا نہیں بلکہ حق اور منجانب اللہ ہے

اور میں ہی جھوٹ بولتا ہوں تو اَے خدائے قادر اس جھوٹ کی سزا مجھ پر یہ نازل کر کہ میں ایک سال کے اندر سخت عذاب اٹھا کر مرجاؤں۔ غرض یہ قسم ہے جس کا **ہم مطالبہ کرتے ہیں** اور ہم یہ بھی کھول کر تحریر کر چکے ہیں کہ قانون انصاف آتھم صاحب پر واجب کرتا ہے کہ وہ اس تصفیہ کیلئے ضرور قسم کھاویں کہ وہ پیشگوئی کے ایام میں **اسلامی صداقت** سے خائف نہیں ہوئے بلکہ برابر **بندہ پرست** ہی رہے کیونکہ جبکہ **ڈرنے** کا ان کو خود اقرار ہے چنانچہ وہ اس اقرار کو **کئی مرتبہ** رورو کر ظاہر کر چکے ہیں تو اب یہ **بار ثبوت** انہیں کی گردن پر ہے کہ وہ **الہامی پیشگوئی** اور اسلامی صداقت سے نہیں ڈرے بلکہ اس لئے ڈرتے رہے کہ ان کو متواتر یہ تجربہ ہو چکا تھا کہ اس پیشگوئی سے پہلے اس عاجز نے ہزاروں کا خون کر دیا ہے اور اب بھی اپنی بات پوری کرنے کیلئے ضرور ان کا خون کر دے گا پس اسی وجہ سے ہمیں قانوناً و انصافاً حق پہنچا جو ہم پبلک پر اصل حقیقت ظاہر کرنے کیلئے آتھم صاحب سے قسم کا مطالبہ کریں۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی کسی کے گھر میں **مداخلت** بے جا کرتا ہوا پکڑا جاوے تو صرف یہ اپنا ہی عذر اس کا سنا نہیں جائیگا کہ وہ مثلاً حقہ پینے کیلئے آگ لینے آیا تھا بلکہ اس کی بریت اور صفائی کیلئے کسی شہادت کی حاجت ہوگی۔ سو اسی طرح جب آتھم صاحب نے اپنے پندرہ مہینہ کے حالات اور نیز اقرار سے ثابت کر دیا کہ وہ ایام پیشگوئی میں ضرور ڈرتے رہے ہیں تو بے شک ان سے یہ ایک ایسی بے جا حرکت صادر ہوئی جو ان کی عیسائیت کے استقلال کے برخلاف تھی اور چونکہ وہ حرکت پیشگوئی کے زمانہ میں بلکہ بعض نمونوں کو دیکھ کر ظہور میں آئی اسلئے وہ اس مطالبہ کے نیچے آ گئے کہ کیوں یہ یقین نہ کیا جائے کہ پیشگوئی کے رعب ناک اثر نے ان کا یہ حال بنا دیا تھا اور ضرور انہوں نے **اسلامی عظمت** کا خوف اپنے دل پر ڈال لیا تھا پس اسی وجہ سے انصاف اور قانون دونوں ان کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ ہمارے منشاء کے **موافق قسم** کھا کر اپنی بریت ظاہر کریں۔ مگر وہ ایک جھوٹا عذر پیش کر رہے ہیں کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا **ممنوع** ہے پس انکی یہی مثال ہے کہ جیسے ایک چور بے جا مداخلت کیوقت میں پکڑا جائے اور اس سے صفائی کے گواہ مانگے جائیں تو چور حاکم کو یہ کہے کہ میرے مذہب کی رو سے یہ منع ہے کہ میں صفائی کے گواہ پیش کروں یا اپنی بریت کیلئے قسم کھاؤں اسلئے میں آپ کی منت کرتا ہوں کہ مجھے یوں ہی چھوڑ دو۔ پس جیسا وہ احمق چور قانون عدالت کے برخلاف باتیں کر کے یہ طمع خام دل میں لاتا ہے کہ میں بغیر اپنی بریت ظاہر کرنے کے یوں ہی چھوٹ جاؤں گا اسی طرح آتھم صاحب اپنی سادہ لوحی سے بار بار انجیل پیش کرتے ہیں اور اس الزام سے بری ہونے کا ان کو ذرہ فکر نہیں جو خود انکے اقرار اور کردار سے ان پر ثابت ہو چکا ہے۔ (ایضاً صفحہ 97)

آتھم صاحب کا یکطرفہ بیان جو صرف دعویٰ کے طور پر اغراض نفسانیہ سے بھرا ہوا اور روئیداد موجودہ کے مخالف ہے کیونکر قبول کیا جائے اور کون سی عدالت اس پر اعتماد کر سکتی ہے یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ صرف ہمارے الہام پر مدار نہیں رہا بلکہ آتھم صاحب نے خود موت کے خوف کا اقرار اخباروں میں چھپوا دیا اور جابجا خطوط میں اقرار کیا۔ اب یہ بوجھ آتھم صاحب کی گردن پر ہے کہ اپنے اقرار کو بے ثبوت نہ چھوڑیں بلکہ قسم کے طریق سے جو ایک سہل طریق ہے اور جو ہمارے نزدیک قطعی اور یقینی ہے ہمیں مطمئن کر دیں کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے نہیں ڈرے بلکہ وہ فی الحقیقت ہمیں ایک خونی انسان یقین کرتے اور ہماری تلواروں کی چمک دیکھتے تھے اور ہم انہیں کچھ بھی تکلیف نہیں دیتے بلکہ اس قسم پر چار ہزار روپیہ...... ان کی نذر کرینگے۔ (انوار الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 111)

قسم کے بعد اگر آتھم ایک سال تک زندہ رہا تو ہر سزا اُٹھانے کیلئے تیار ہوں

مجھے اسی کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر آتھم **اب بھی قسم کھانا چاہے** اور انہی الفاظ کیساتھ جو میں پیش کرتا ہوں ایک **مجمع** میں میرے روبرو تین مرتبہ قسم کھاوے اور ہم آمین کہیں تو میں اسی وقت چار ہزار روپیہ اس کو دونگا۔ اگر تاریخ قسم سے ایک سال تک زندہ سالم رہا تو وہ **اس کا روپیہ ہوگا**۔ اور پھر اس کے بعد یہ تمام قوم مجھ کو جو سزا چاہیں دیں اگر مجھ کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کریں تو میں عذر نہیں کرونگا **اور اگر دنیا کی سزاؤں میں سے مجھ کو وہ سزا دیں جو** سخت تر سزا ہے تو میں انکار نہیں کرونگا اور خود میرے لئے اس سے زیادہ کوئی رسوائی نہیں ہوگی کہ میں ان کی قسم کے بعد جسکی میرے ہی الہام پر بنا ہے جھوٹا نکلوں۔

(ضیاء الحق رُخ ج 9 صفحہ 316)

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ کتاب جنگ مقدس کے تعارف میں لکھتے ہیں :

”یہ جنگ مقدس جو کاسر صلیب اور حامیان صلیب کے مابین ہوئی، اس میں میدان اسلام کے پہلوان کے ہاتھ رہا اور کسرِ صلیب ایسے رنگ میں ہوا کہ پھر صلیب جُڑنے کے قابل نہ رہی۔ مسلمان خوش ہوئے اور حامیانِ صلیب کے ہاں صفِ ماتم بچھ گئی...... اِس مباحثہ کے خوشگوار نتائج ایامِ مباحثہ میں ہی ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔ چنانچہ ایام مباحثہ میں میاں نبی بخش رفوگر و سوداگر پشمینہ امرتسر اور ہمارے اُستاد ماہر فقہ و حدیث عالم باعمل حضرت قاضی امیر حسینؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ قاضی صاحب جو اُن دنوں مدرسہ اسلامیہ امرتسر میں مدرس تھے اُن کے احمدی ہونے سے مولویوں کے گھر میں شور برپا ہو گیا۔

اِسی طرح کرنل الطاف علی خان صاحب رئیس کپورتھلہ جو عیسائیت اختیار کر چکے تھے اور بوقت مباحثہ عیسائیوں کی طرف بیٹھے تھے اسلام لے آئے اور عیسائی پادریوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ اُن کا مدّمقابل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کا ایک بے نظیر پہلوان ہے اور جو علم کلام ان کے مذہب کی تردید اور اسلام کی تائید میں اس نے پیدا کیا ہے وہ ایک ایسا حربہ ہے جس کے وار سے کسرِ صلیب کا ہونا ایک یقینی امر ہے۔ پس اس عظیم الشان مباحثہ میں نامور پادریوں کی شکست اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس رنگ میں اسلام کو زندہ مذہب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی اور قرآن مجید کو زندہ کتاب کے طور پر پیش کیا، وہ ایسے امور نہ تھے جن سے عیسائی دنیا متاثر نہ ہوتی۔ چنانچہ انگلستان جس کی کئی مشنری سوسائٹیاں پنجاب اور ہندوستان میں کام کر رہی تھیں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ چنانچہ 1894ء میں دنیا بھر کے پادریوں کی جو عظیم الشان کانفرنس لنڈن میں منعقد ہوئی اس کے ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے لارڈ بشپ آف گلوسٹر ریورنڈ چارلس جان ایلی کوٹ نے کہا:

اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے اُن لوگوں نے جو صاحبِ تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آ رہا ہے اور اس جزیرے میں بھی کہیں کہیں اسکے آثار نظر آ رہے ہیں...... یہ اُن بدعات کا سخت مخالف ہے جن کی بنا پر محمد (صلعم) کا مذہب ہماری نگاہ میں قابلِ نفرین قرار پاتا ہے۔ اس نئے اسلام کی وجہ سے محمد (صلعم) کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی رہی جا رہی ہے۔ یہ نئے تغیرات بہ آسانی شناخت کئے جا سکتے ہیں۔ پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا بھی حامل ہے۔ افسوس ہے تو اِس بات کا کہ ہم سے بعض ذہن اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ پر ابھی چار سال ہی گزرے تھے کہ پادریوں کے دلوں پر آپ کا رعب چھا گیا اور مسیحی دنیا کو محسوس ہو گیا کہ اسلام کے غلبہ اور عیسائیت کی شکست کا وقت آ پہنچا۔“

......☆......☆......☆......

حضرت مصلح موعودؓ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے ✿ پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو

خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو ✿ اسکے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

حضرت مصلح موعودؓ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے ✿ حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

توحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے ✿ ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے

پنڈت لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی۔ ہندو مذہب پر اتمامِ حجت

(سید عبدالہادی، مربی سلسلہ، نظارت نشر و اشاعت قادیان)

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ
بترس از تیغ برّانِ محمدؐ
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم
بجو در آل و اعوانِ محمدؐ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ
ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر زِ غلمانِ محمدؐ

اللہ تعالیٰ جب اپنے مامورین اور مرسلین کو دنیا میں مبعوث کرتا ہے تو کثرت کے ساتھ امورِ غیبیہ ان پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے دستِ قدرت سے آسمانی نشانات اور معجزات کے ذریعہ ان کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ بانی اسلام حضرت محمد ﷺ کی کامل غلامی میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ فرمایا تو سنت انبیاء کے مطابق آپؑ سے بھی عوام اور علماء کی طرف سے ان عظیم الشان دعاوی کی صداقت کے ثبوت مانگے گئے۔ چنانچہ آپؑ نے خدائے قادر سے خبر پا کر بہت ساری پیشگوئیاں فرمائیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہوگئیں۔ آپؑ کا دعویٰ نہ صرف مسلمانوں بلکہ عیسائیوں اور ہندوؤں کی توجہ کا یکساں مرکز بنا کیونکہ یہ تمام مذاہب آخری زمانہ میں ایک ''نجات دہندہ'' کے منتظر تھے۔ ان تینوں مذاہب کے صحف مقدسہ میں آخری زمانہ میں آنے والے کرشن، اوتار اور مسیحا کی پیش خبریاں موجود تھیں پس صرف مسلمانوں کو ہی اس دعویٔ مسیحیت کی سچائی کے ثبوت درکار نہ تھے بلکہ دیگر بڑے مذاہب کے پیرو کار بھی ان کے متقاضی تھے۔ انبیاء کی سنت کے مطابق ایک اَور طریق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اختیار فرمایا وہ آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۃ الجن، آیت 27-28) کہ اللہ تعالیٰ کثرت سے غیب کا علم صرف اپنے رسولوں پر ہی ظاہر فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ متعدد پیشگوئیاں عالمگیر اثرات کی حامل تھیں جبکہ بعض پیشگوئیاں چند مخصوص افراد سے تعلق رکھتی ہیں۔ چنانچہ ان میں پنجاب میں طاعون کی وباء پھیلنے کی پیشگوئی سے لیکر زارِ روس کی سلطنت کی تباہی اور عالمی تباہ کاریوں اور جنگوں کی پیشگوئیاں شامل ہیں جو کہ عین اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ نیز وقت نے یہ بھی دکھلایا کہ کچھ افراد کے متعلق آپؑ کی بعض پیشگوئیوں نے عالمی شہرت حاصل کی جن میں مغربی دنیا میں الوہیت کے دعویدار مثلاً پگٹ اور ڈوئی کے متعلق پیشگوئیاں جو برطانوی، امریکی اور آسٹریلوی اخبارات اور جرائد میں شائع ہوئیں شامل ہیں۔ ایسی ہی ایک پیشگوئی لیکھرام کے متعلق تھی جو کہ آریہ سماج تحریک کا ایک سرگرم رکن تھا۔ یہ پیشگوئی دراصل آپؑ کی طرف سے اس کیلئے ایک تنبیہ اور انذار تھی۔ لیکھرام آنحضرت ﷺ کی مقدس ذات کے خلاف ہرزہ سرائی کرتا تھا۔ آپؑ نے اولاً اسے اس مکروہ عمل سے منع فرمایا لیکن جب وہ اپنی بدزبانی میں تمام حدود پار کر چکا تو خدا کی پکڑ اور اُسکے عذاب کا مورد بن کر رہتی دنیا تک عبرت کا ایک نشان بن گیا۔

آریہ سماج تحریک ہندوؤں کی ایک مذہبی تحریک تھی۔ یہ تحریک بڑی تیزی سے ہندوؤں میں اور جلد ہی سارے ہندوستان میں مقبول ہوگئی۔ آریہ سماج کا بنیادی فلسفہ اور مقصد اسلام، قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے سروپا اعتراضات، غلیظ اور اہانت آمیز زبان استعمال کر کے توہین کرنا تھا۔ پنڈت لیکھرام پشاوری آریہ سماج کا ایک بہت بدزبان اور شوخ طبیعت پنڈت تھا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور بدگوئی میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔ قرآن کریم کی آیات کے ایسے ایسے گندے ترجمے شائع کرتا تھا جس کو پڑھنا کسی بھی شریف آدمی کیلئے مشکل ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مارچ 1885ء میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مامور اور مجدد وقت ہونے کا اعلان فرمایا اور مذاہب عالم کے بڑے لیڈروں اور مقتدر زعماء کو نشان نمائی کی دعوت دی نیز فرمایا کہ اگر کوئی طالب حق بن کر آپ کے پاس ایک سال تک قیام کرے گا تو ضرور دین اسلام کی حقانیت کے چمکتے ہوئے نشان مشاہدہ کرے گا۔ اگر ایک سال رہ کر بھی آسمانی نشان سے محروم رہے تو انہیں دوسو روپیہ ماہوار کے حساب سے چوبیس سو روپیہ بطور ہرجانہ پیش کیا جائے گا۔ پنڈت لیکھرام نے اس دعوت کو قبول کیا۔ وہ نومبر 1885ء کو قادیان آیا اور چند روز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفوں کے پاس ٹھہرا رہا اور انہیں کا آلہ کار بنا رہا اور جاتے وقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ

''اچھا آسمانی نشان تو دکھاویں۔ اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو۔'' (الاستفتاء، رُ،خ، جلد 12 صفحہ 115)

فروری 1886ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پنڈت لیکھرام کے متعلق بعض انکشافات ہوئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پنڈت لیکھرام سے پوچھا کہ ان کا اظہار کر دیا جائے یا نہیں؟ لیکھرام نے اس پر نہایت درجہ بے باکی سے تحریری اجازت بھجوادی۔ پھر پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب ''تکذیب براہین احمدیہ'' صفحہ 311 پر لکھا کہ ''یہ شخص (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) تین سال کے اندر ہیضہ سے مرجائے گا کیونکہ (نعوذ باللہ) کذاب ہے۔'' نیز یہ بھی لکھا: ''تین سال کے اندر اس کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس کی ذریت میں سے کوئی بھی نہیں رہے گا۔''

(تکذیب براہین احمدیہ حصہ دوم، بحوالہ کلیات آریہ مسافر، صفحہ 160)

ادھر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر 20/فروری 1893ء کو اس شاتم رسول کے عبرتناک انجام کی خبر دی کہ 20/فروری 1893ء سے چھ برس کے اندر لیکھرام پر ایک دردناک عذاب آئے گا جس کا نتیجہ موت ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیشگوئی شائع کر دی۔ ساتھ ہی عربی زبان میں یہ الہام بھی شائع کیا جو لیکھرام کی نسبت تھا یعنی عِجْلٌ جَسَدٌ لَّهٗ خُوَارٌ لَّهٗ نَصَبٌ وَّعَذَابٌ یعنی یہ شخص گوسالہ سامری کی طرح ایک بچھڑا ہے جو یونہی شور مچاتا ہے ورنہ اس میں روحانی زندگی کا کچھ حصہ نہیں۔ اس پر ایک بلا نازل ہوگی اور عذاب آئے گا۔ 20/فروری 1893ء کے اشتہار میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر تحریر فرمایا:

''آج 20/فروری 1893ء روز دوشنبہ ہے۔ اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کیلئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو 20 فروری 1893ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5 صفحہ 650)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اَور الٰہی خبر اپنی کتاب ''برکات الدعا'' میں ان الفاظ میں شائع کی:

''آج جو 2/اپریل 1893ء مطابق 14/ماہ رمضان 1310ھ ہے صبح کے وقت تھوڑی غنودگی کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں۔ اِتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اسکے چہرے پر خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ میں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے۔ گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے اور اس کی ہیبت دِلوں پر طاری تھی اور میں اُس کو دیکھتا تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے تب میں نے اُس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کیلئے مامور کیا گیا ہے مگر مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے ہاں یقینی طور پر یاد ہے کہ وہ دوسرا شخص انہی چند آدمیوں میں سے تھا جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں اور یکشنبہ کا دن اور 4 بجے

صبح کا وقت تھا۔ فالحمد للہ ذالک۔“
(برکات الدعا، روحانی خزائن، جلد 6 صفحہ 33)

ایک اَور خبر جو کہ آپؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دی گئی وہ یہ تھی کہ جہاں آپؑ نے چھ سال کے اندر اس کا کام تمام ہو جانے کی خبر دی وہیں آپؑ نے اسکی موت کا دن اور تاریخ بھی معین کر دی چنانچہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب کرامات الصادقین میں آپؑ نے پیشگوئی فرمائی کہ اُسکی موت کا دن عید کے دن سے متصل اور ملا ہوا ہوگا۔
(کرامات الصادقین، روحانی خزائن، جلد 7)

لیکھرام نے بہر حال اپنے انجام کو پہنچنا تھا سوائے اس کے کہ وہ اپنی بدزبانی اور بدعملی سے باز آجاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ لیکھرام کی موت کسی بیماری یا وبا کا نتیجہ نہ ہوگی بلکہ اسکی وجہ اور نتیجہ دونوں ہی اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت ہی پُر ہیبت اور خارق عادت ہوں گے۔
(برکات الدعا، روحانی خزائن، جلد 6)

لیکھرام کی ہلاکت کے بارے میں دن کی تعیین کرنے والی جو پیشگوئی تھی وہ دراصل عربی اشعار کے دو الہامی مصرعے تھے جنہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب کرامات الصادقین میں شائع کیا جو اس طرح تھے۔

وَبَشَّرَنِي رَبِّي وَقَالَ مُبَشِّرًا
سَتَعْرِفُ يَوْمَ الْعِيْدِ وَالْعِيْدُ اَقْرَبُ

ترجمہ: میرے ربّ نے مجھے بشارت دی اور بشارت دے کر کہا تُو عنقریب عید کے دن کو پہچان لے گا اور عید اس سے قریب تر ہوگی۔ (کرامات الصادقین، روحانی خزائن، جلد 7 صفحہ 96)

قارئین! یہ تین پیشگوئیاں ہوگئیں۔ اوّل یہ کہ یہ شخص قتل ہوگا۔ دوسری یہ کہ وہ دن عید کے ساتھ والا دن ہوگا۔ اور تیسری یہ کہ چھ سال کے اندر مارا جائے گا۔ اس سلسلہ میں یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ حضور کے ایک الہام کے الفاظ ہیں: ”يُقْضٰى اَمْرُهٗ فِيْ سِتٍّ“ یعنی چھ میں اس کا کام تمام کیا جائے گا۔

اب دیکھو! اس الہام میں چھ کا ہندسہ اس واقعہ سے کیسا عجیب تعلق رکھتا ہے۔ سو بالکل اسی طرح ہوا یعنی یہ شخص چھ سال کے اندر اندر مارا گیا۔ اس کے قتل کا دن چھ مارچ 1897ء تھا یہ چھٹے گھنٹے میں قتل ہوا۔ یہ دن مسلمانوں کی عید کا اگلا دن تھا۔ اور آریوں کیلئے بھی یہ دن عید کا ہی دن تھا کیونکہ اس دن ایک مسلمان نے ہندو مذہب قبول کرنا تھا۔ لیکھرام کے پاس ایک شخص آیا اور کہا جناب میں مسلمان ہوں لیکن میرے باپ دادے ہندو تھے اور میں اب پھر سے ہندو بننا چاہتا ہوں یہ سن کر لیکھرام کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ اسے بڑے بڑے ہندوؤں کے پاس لے گیا اور انہیں بتایا کہ یہ ہمارا پہلا شکار ہے چنانچہ مارچ 1897ء کا دن مقرر ہوا کہ جب اِسے ہندو بنایا جانا تھا۔ اس لیے بڑی دھوم دھام سے اس کا انتظام کیا جا رہا تھا۔ اور ہندوؤں کیلئے تو گویا یہ عید کا دن تھا۔ 6/مارچ کو ہفتہ کا دن تھا کہ لیکھرام جی نے قمیص اتاری ہوئی تھی اور اپنے کمرہ میں بیٹھے تھے۔ پاس ہی وہ شخص کمبل اوڑھے بیٹھا تھا کہ لیکھرام نے انگڑائی لی اور اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر اس شخص نے پورا خنجر لیکھرام کے پیٹ میں اتار دیا اور یہاں تک کہ اسکی انتڑیاں باہر آگئیں اور منہ سے ایسی آواز نکلی جیسے کہ بیل نکالتا ہے جسے سن کر اسکی بیوی اور ماں بھاگی ہوئی کمرہ میں آگئیں۔ اب وہاں کیا رکھا تھا۔ وہ شخص بھاگ چکا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ دروازہ تک دوڑی گئیں۔ سنا جاتا ہے کہ وہ یہ کہتی تھیں کہ انہوں نے قاتل کو سیڑھیوں پر سے اترتے دیکھا ہے۔ لیکن آگے پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں غائب ہوگیا۔ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔ کیونکہ وہ گلی ایک طرف سے بالکل بند تھی اور اس طرف سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہ تھا اور دوسری طرف جو کھلی تھی اس طرف کسی کی شادی تھی۔ اور وہاں خوب کھانے وغیرہ پک رہے تھے اور لوگ بیٹھے تھے اور وہاں سے بھاگتے ہوئے کسی نے دیکھا نہیں تو اب بتاؤ وہ شخص گیا تو کہاں گیا؟ ہندوؤں کا محلہ۔ بھاگنے کو راستہ نہیں۔ کسی ہندو کے مکان میں چھپنے کی جگہ نہیں تو پھر آخر وہ مسلمان جا کہاں سکتا تھا۔ ہندوؤں نے بڑا شور مچایا اور لاہور میں مسلمان اداروں کی تلاشیاں ہوئیں۔ یہاں تک کہ قادیان میں حضرت صاحب کے مکان تک کی تلاشی ہوئی۔ انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس نے خود تلاشی لی۔ حضرت صاحب نے اسے سب کاغذات دکھائے۔ معاہدہ کا وہ کاغذ بھی دکھایا کہ جس میں دونوں فریقوں نے رضامندی سے سچی پیشگوئی کو سچائی کا معیار ٹھہرایا تھا۔ وہاں سے جانے کے بعد کپتان پولیس نے گورنمنٹ کو رپورٹ بھجوائی کہ ان الزامات میں کوئی حقیقت اور سچائی نہیں اور کوئی سازش نہیں ہوئی اور سارا پراپیگنڈا بالکل غلط ہے۔ ادھر لیکھرام کو فوراً میو ہسپتال پہنچایا گیا۔ شام کا وقت ہو چکا تھا ایک انگریز ڈاکٹر نے اسکا آپریشن کرکے ٹانکے لگائے۔ چونکہ اسکی حالت بہت نازک ہو چکی تھی اس لیے ڈاکٹر نے پولیس کو بیان لینے سے بھی روک دیا۔ ز صبح ہوتے ہی پنڈت لیکھرام جی اگلے جہان کو روانہ ہو گئے۔ اس دن جبکہ ہندوؤں کیلئے عید کا دن تھا۔ ایک مسلمان نے ہندو بننا تھا وہی ان کیلئے ماتم کا دن بن گیا۔ اسی دن لیکھرام کی لاش ڈاکٹروں نے چیری بھی اور پھاڑی بھی۔ اسی دن پھر اس کا جنازہ اُٹھایا گیا اور اسی دن اُسے جلایا بھی گیا اور بے شمار ہندو مرگھٹ تک ساتھ گئے۔ جہاں لیکھرام کا فوٹو لیا گیا اور اس کے بعد اُسے لکڑیوں کی ایک بہت بڑی چتا پر رکھ کر جلا دیا گیا اور پھر اسکی راکھ دریائے راوی میں بہا دی گئی اور خدا کا الہام یُوں پُورا ہوا اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ پُورا ہوا۔

6/مارچ 1897ء کی شام کو لاہور میں پنڈت لیکھرام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں بیان کردہ الٰہی خبروں کے عین مطابق ہلاک ہوا اور آپؑ کی پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی اور دین اسلام، سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا عظیم الشان نشان بنی۔

اتمامِ حجت حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

”اس جگہ ایک ضروری بات جو یاد رکھنے کے لائق ہے اور جو ہماری اس کتاب کی روح اور علت غائی ہے وہ یہ ہے کہ پیشگوئی ایک بڑے مقصد کے ظاہر کرنے کیلئے کی گئی تھی۔ یعنی اس بات کا ثبوت دینے کیلئے کہ آریہ مذہب بالکل باطل اور وید خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے پاک رسول اور برگزیدہ نبی اور اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا مذہب ہے اور یہی بار بار لکھا گیا تھا۔ اور اسی مقصد کے پورا کرنے کیلئے دعائیں کی گئی تھیں۔ سو اس پیشگوئی کو نری ایک پیشگوئی خیال نہیں کرنا چاہئے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک آسمانی فیصلہ ہے۔ کچھ مدت سے ہندوؤں میں تیزی بڑھ گئی تھی خاص کر کہ یہ لیکھرام تو گویا اس بات پر اعتقاد نہیں رکھتا تھا کہ خدا بھی ہے سو خدا نے ان لوگوں کو چمکتا ہوا نمونہ دکھلایا۔ چاہئے کہ ہر ایک شخص اس سے عبرت پکڑے۔ جو شخص خدا کے مقدس نبیوں کو اہانت میں زبان کھولتا ہے کبھی اس کا انجام اچھا نہیں ہو سکتا۔

لیکھرام اپنی موت سے آریوں کو ہمیشہ کی عبرت کا سبق دے گیا ہے۔ چاہئے کہ ان شرارتوں سے دست بردار ہوں جو دیانند نے ملک میں پھیلائیں اور نرمی اور لطف اور سچی محبت اور تعظیم کے ساتھ اسلام سے برتاؤ کریں ......آریوں کو اس پیشگوئی کے وقت بذریعہ چھپے ہوئے اشتہاروں کے اطلاع دی گئی تھی کہ اگر تمہارا دین سچا ہے اور اسلام باطل تو اس کی یہی نشانی ہے کہ اس پیشگوئی کے اثر سے اپنے وکیل لیکھرام کو بچالو اور جہاں تک ممکن ہے اس کیلئے دعائیں کرو اور دعاؤں کیلئے مہلت بہت تھی لیکن خدا کے قہری ارادہ کو وہ لوگ بدل نہ سکے یقیناً سمجھنا چاہیے کہ جو چھری لیکھرام پر چلائی گئی یہ وہی چھری تھی جو وہ کئی برس تک

ہمارے سید و مولیٰ ﷺ کی بے ادبی میں چلاتا رہا پس وہی زبان کی تیزی چھری کی شکل پر متمثل ہو کر اس کے پیٹ میں گھس گئی۔ جب تک آسمان پر چھری نہ چلے زمین پر ہرگز چل نہیں سکتی۔ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ لیکھرام اب مارا گیا لیکن میں تو اس وقت سے مقتول سمجھتا تھا جب میرے پاس ایک فرشتہ خونی شکل میں آیا اور اُس نے پوچھا کہ ''لیکھرام کہاں ہے۔'' (بحوالہ مرزا غلام احمد اپنی تحریرات کی رو سے، صفحہ 1209)

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے الہام میں 6 مارچ 1897ء کے دن کو ہمارے لئے خوشی اور عید کا دن قرار دیا۔ جب معاند اسلام اور حضرت محمد ﷺ کا دشمن لیکھرام ایک پیشگوئی کے مطابق قتل ہوا۔ یہ وہ دن تھا جب اسلام کے فتح نصیب جرنیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ کی ایک زبردست اور دل ہلا دینے والی پیشگوئی نہایت صفائی بڑی شان سے پوری ہوئی۔ یہ وہ دن تھا جب آریہ سماج کا ایک پہلوان شدید معاند اسلام پنڈت لیکھرام خدائی تلوار سے ہیبت ناک طریق سے قتل ہو کر عبرت کا دائمی نشان بنا کر رکھ دیا گیا۔ گویا پہلوانوں کی کشتی کا دن تھا۔ ایک اسلامی پہلوان حضرت مرزا غلام احمد اور دوسرا آریہ سماج کا پنڈت لیکھرام۔ ان دونوں پہلوانوں میں سے اسلامی پہلوان فاتح اور غالب ٹھہرا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس واقعہ کے متعلق فرمایا تھا کہ ''یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔'' آپؑ اس حوالے سے مزید فرماتے ہیں: ''اسلام کے مذہب اور ہندوؤں کے مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں سترہ برس سے ایک مقدمہ دائر تھا۔ سو آخر 6 مارچ 1897ء کے اجلاس میں اس اعلیٰ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی جس کا نہ کوئی اپیل اور نہ مرافعہ۔ اب یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔ آریہ صاحبوں کو چاہئے کہ اب گورنمنٹ کا ناحق تکلیف نہ دیں۔ مقدمہ صفائی سے فیصلہ پا چکا...... اگر چاہیں تو قبول کریں کہ شدھ ہونے کا طریق صرف اسلام ہے۔ جس میں داخل ہو کر انسان قادر خدا کے ساتھ باتیں کرنے لگتا ہے۔ زندہ خدا کا مزہ اسی دن آتا ہے اور اسی دن اس کا پتہ لگتا ہے جب انسان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا قائل ہوتا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات، جلد 2، صفحہ 376-375)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لیکھرام کے مارے جانے کے وقت میرے گھر کی تلاشی لی گئی۔ اور دشمنوں نے ناخنوں تک زور لگا دیا تا ئیں قاتل قرار دیا جاؤں مگر وہ تمام مقدمات میں نامراد رہے اور ہمیشہ کی طرح اس مقدمہ میں بھی انہیں ناکامی نصیب ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے اس شیر پر کبھی کوئی ہاتھ نہ ڈال سکا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اور ہر آن اپنے ایمان میں بڑھا چلا جائے اور احمدیت پر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ہمارا یقین بڑھتا چلا جائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

بقیہ از صفحہ نمبر 36

بہرحال اصل میں تو اصولی طور پر یہ وہی سارے چینل اسی طرح جاری ہیں جس طرح پہلے جاری تھے۔ بہرحال یہ جو اس میں ایم ٹی اے 8 امریکہ کا نام دیا گیا ہے یہ امریکہ، نارتھ امریکہ اور کینیڈا وغیرہ کے ناظرین کیلئے ہوگا۔ چینل کی زبانیں انگریزی اور اردو ہوں گی۔ اس کے علاوہ فرنچ اور سپینش زبانوں کے پروگرام بھی اس پر نشر کیے جائیں گے۔

ایم ٹی اے کے جو لائیو پروگرام ہیں۔ ان میں ایم ٹی اے کے درج ذیل لائیو پروگرام مختلف چینلز پر نشر ہوں گے:

راہ ھدیٰ، الحوار المباشر اور بنگلہ پروگرام ایم ٹی اے کے تمام چینلز پر۔ ان پروگراموں کا ترجمہ ان چینلز کی مین لینگوئجز کے ساتھ نشر کیا جائے گا اور پھر ایم ٹی اے جرنل (Journal)، اسلام سوئسٹین (Sesiyetin) یہ جرمنی کی زبانیں ہیں یا الفاظ ہیں۔ یہ MTA 2 یورپ پر نشر کیے جائیں گے۔ Horizen de Islam یہ ایم ٹی اے 1، ایم ٹی اے 2 یورپ، ایم ٹی اے 4 افریقہ اور ایم ٹی اے 5 افریقہ پر اس چینل کی مین لینگوئج کے ساتھ فرنچ میں نشر کیا جائے گا۔ اس کا ترجمہ بھی ساتھ آتا رہے گا اور اسی طرح انتخاب سخن وغیرہ کے جو پروگرام ہیں وہ بھی ایم ٹی اے 1 پر اور ایم ٹی اے 2 پر یورپ پر ایم ٹی اے 6 ایشیا پر اور ایم ٹی اے 7 ایشیا پر نشر ہوگا۔

بہرحال چینلوں کے حساب سے بھی یہ تھوڑی سی تبدیلی کی گئی ہے اور شاید بعض دفعہ سیٹنگ میں بھی عموماً کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ پہلے ہی چل رہے ہیں۔ اسی طرح مختلف چینلوں کو اس حساب سے یہ نام دیے گئے ہیں۔

بہرحال یہ جو نظام بنایا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور ایم ٹی اے کو پہلے سے بڑھ کر اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2020 کے خطاب میں فرمایا:

''ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے دفتر کا جہاں تک سوال ہے اس وقت اسکے 16 ڈیپارٹمنٹ ہیں اس میں 496 کارکنان دن رات خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ 275 والنٹیئرز مرد ہیں اور 142 والنٹیئرز عورتیں ہیں جبکہ 79 (اناسی) کارکن جو ہیں وہ paid کارکن ہیں۔ 27 مئی 2020ء کو اس میں مزید وسعت پیدا کی گئی ہے اور ایم ٹی اے نئے دور میں داخل ہوا ہے۔ اسکے سابقہ پانچ چینلز کی جگہ اب دنیا کے مختلف ریجنز کے اعتبار سے آٹھ چینلز کا آغاز کیا گیا ہے جن پر اب چوبیس گھنٹے مستقل نشریات جاری ہیں۔

ایم ٹی اے 2014ء سے پروگراموں کی subtitling کے ذریعے تراجم نشر کر رہا ہے......ایم ٹی اے سوشل میڈیا آن لائن کی سروسز کو بھی وسعت دی گئی ہے۔ ایم ٹی اے آن لائن سروسز پر مئی 2020ء سے ایم ٹی اے کے چھ چینلز کی سٹریمنگ (streaming) کی جا رہی ہے جبکہ گذشتہ سال یہ تعداد پانچ تھی۔ اس وقت مزید دو چینلز کو سٹریم (stream) کرنے کے سلسلے میں کام ہو رہا ہے اور جلد ہی تمام آٹھ چینلز بذریعہ سٹریم ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر مہیا ہو جائیں گے۔''

نیز فرمایا: (ایم ٹی اے کے ان 8 چینلز پر۔ ناقل) اس وقت سترہ مختلف زبانوں میں رواں ترجمے نشر کیے جا رہے ہیں۔ جن میں انگریزی، عربی، فرانسیسی، جرمن، بنگلہ، سواحیلی، افریقن، انگریزی، انڈونیشین، ترکی، بلغارین، بوزنین، ملیالم، تامل، روسی، پشتو، ہسپانوی اور سندھی زبانیں شامل ہیں۔ (خطاب بعد دوپہر جلسہ سالانہ برطانیہ 2021، اخبار الفضل انٹرنیشنل 7 دسمبر 2021)

آج روئے زمین پر بسنے والا ہر احمدی اس الٰہی نشان کا زندہ گواہ ہے۔ mta کے ذریعہ روز افزوں وسیع سے وسیع اور نیک سے نیک تر اثرات مرتب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ہزاروں سعید روحیں اسی چینل کے ذریعہ پیغام حق سن کر حلقہ بگوش احمدیت ہوتی جا رہی ہیں اور وہ دن دُور نہیں جب خلافت کے ماتحت mta کے ذریعہ ایک عالمگیر روحانی انقلاب برپا ہوگا اور دنیا قرآن مجید کی پیشگوئی لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کے تحت اسلام کو تمام ادیان پر غالب ہوتے دیکھے گی۔ پس ہم احمدیوں کا اولین فرض ہے کہ ہم اس الٰہی نشان کی قدر کریں اور اس سے کما حقہ بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

احمد بیگ ہوشیار پوری کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان اور رشتہ داروں پر اتمام حجت

(سلیق احمد نائک، مربی سلسلہ، نظارت علیاء قادیان)

اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکے احکامات کی پاسداری نہ کرنا اللہ تعالیٰ کا غضب اور ناراضگی مول لینے کا موجب ہوتا ہے۔ جب الٰہی غضب بھڑکتا ہے تو حیرت انگیز طور پر اسکا ظہور ہوتا ہے جس کے ذریعہ ایک طرف مؤمنین کے ایمان کو تقویت دی جاتی ہے اور دوسری طرف یہ غضب نافرمان لوگوں کیلئے ذلت و رسوائی کا موجب بنتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں ان کے چچیرے بھائیوں اور دوسرے رشتہ دار احمد بیگ وغیرہ باوجود مسلمان ہونے کے ملحدانہ خیالات اور باطل عقائد میں بتلا تھے اور بے باکیوں اور شوخیوں میں بڑھتے چلے جارہے تھے۔ ان کی حالت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' میں یوں بیان فرماتے ہیں:

(ترجمہ)''خدا تعالیٰ نے میرے چچیرے بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں (احمد بیگ وغیرہ) کو ملحدانہ خیالات اور اعمال میں مبتلا اور رسوم قبیحہ اور عقائد باطلہ اور بدعات میں مستغرق پایا اور ان کو دیکھا کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے تابع ہیں اور خدا تعالیٰ کے وجود کے منکر اور فسادی ہیں۔''

(ترجمہ از عربی عبارت، آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 566)

پھر فرمایا (ترجمہ)''ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص روتا ہوا آیا میں اس کے رونے کو دیکھ کر خائف ہوا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کسی کے مرنے کی اطلاع ملی ہے؟ اس نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت بات ہے۔ میں ان لوگوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا جو دینِ خداوندی سے مرتد ہو چکے ہیں۔ پس ان میں سے ایک نے آنحضرت ﷺ کو نہایت گندی گالی دی۔ ایسی گالی کہ میں نے اس سے پہلے کسی کافر کے منہ سے بھی نہیں سنی تھی اور میں نے انہیں دیکھا کہ وہ قرآنِ مجید کو اپنے پاؤں تلے روندتے اور ایسے کلمات بولتے ہیں جن کے نقل کرنے سے زبان کانپتی ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی خدا نہیں۔ خدا کا وجود محض ایک مفتریوں کا جھوٹ ہے۔''

(ترجمہ از عربی عبارت، آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 568)

ان لوگوں کی دین سے لاپرواہی اور بے توجہگی کا یہ عالم تھا کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کو خطوط لکھ کر بانی اسلام اور اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کے تعلق سے دریدہ دہنی اور بدکلامی کرنے لگے اور اس قدر اپنی سرکشیوں میں بڑھ گئے کہ آپؑ سے نشانات طلب کرنے لگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

(ترجمہ)''ان لوگوں نے خط لکھا جس میں رسولِ کریم ﷺ اور قرآن مجید کو گالیاں دیں اور وجودِ باری عزّ اسمہ کا انکار کیا اور اس کے ساتھ ہی مجھ سے میری سچائی اور وجودِ باری تعالیٰ کے نشانات طلب کئے اور اس خط کو انہوں نے دنیا میں شائع کر دیا اور ہندوستان کے غیر مسلموں کی بہت مدد کی اور انتہائی سرکشی دکھائی۔''

(ترجمہ از عربی عبارت، آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 568)

اس ڈھٹائی کو دیکھ کر اور نشان طلبی کے اصرار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہے کہ وہ آپ علیہ السلام کی تائید و نصرت فرمائے اور دشمن کو ذلیل ورسوا کرے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دردمندانہ دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے الہاماً اطلاع دی کہ ''میں نے ان کی بدکرداری اور سرکشی دیکھی ہے۔ پس میں عنقریب ان کو مختلف قسم کے آفات سے ماروں گا اور آسمان کے نیچے انہیں ہلاک کروں گا اور عنقریب تو دیکھے گا کہ میں ان سے کیا سلوک کرتا ہوں اور ہم ہر چیز پر قادر ہیں۔ میں ان کی عورتوں کو بیوائیں، ان کے بچوں کو یتیم اور گھروں کو ویران کردوں گا تاکہ وہ اپنے کئے کی سزا پائیں لیکن میں انہیں یک دم ہلاک نہیں کروں گا بلکہ آہستہ آہستہ تاکہ وہ رجوع کریں اور توبہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں اور میری لعنت ان پر اور ان کے گھر کی چاردیواری پر، ان کے بڑوں پر، اور ان کے چھوٹوں پر، ان کی عورتوں اور مردوں پر اور ان کے مہمانوں پر جو ان کے گھروں میں اتریں گے، نازل ہونے والی ہے اور وہ سب کے سب ملعون ہونے والے ہیں سوائے ان کے جو ایمان لائیں اور ان سے قطع تعلق کریں اور ان کی مجلسوں سے دور ہوں وہ رحمتِ الٰہی کے تحت ہوں گے۔''

(ترجمہ از عربی عبارت، آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 569، 570)

گو کہ مذکورہ بالا الہام ایک عموی رنگ رکھتا تھا لیکن مندرجہ ذیل پیشگوئی میں اللہ نے واشگاف الفاظ میں معین طور پر وعید سنائی۔ آپ فرماتے ہیں:

انہی ایام میں مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم نے ارادہ کیا کہ اپنی ہمشیرہ کی زمین کو جس کا خاوند کئی سال سے مفقود الخبر تھا اپنے بیٹے کے نام ہبہ کرائے، لیکن بغیر ہماری مرضی کے وہ ایسا کر نہیں سکتا تھا۔ اس لئے کہ وہ ہمارے چچازاد بھائی کی بیوہ تھی۔ اس لئے احمد بیگ نے ہماری جانب بعجز وانکسار رجوع کیا۔ اور قریب تھا کہ ہم اس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیتے لیکن حسبِ عادت استخارہ کیا تو اس پر وحی الٰہی ہوئی جس کا ترجمہ یوں ہے۔ اس شخص کی بڑی لڑکی کے رشتہ کیلئے تحریک کر اور اس سے کہہ! کہ وہ تجھ سے پہلے دامادی کا تعلق قائم کرے اور اسکے بعد تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے۔ نیز اس سے کہو کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ زمین جو تو نے مانگی ہے دیدونگا اور اس کے علاوہ کچھ اور زمین بھی، نیز تم پر کئی اور رنگ میں احسان کروں گا بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے رشتہ کردو اور یہ تمہارے اور میرے درمیان عہد و پیمان ہے جسے تم اگر قبول کروگے تو مجھے بہترین قبول کرنے والا پاؤ گے۔ اور اگر تم نے قبول نہ کیا تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اس لڑکی کا کسی اور شخص سے نکاح نہ اس لڑکی کے حق میں مبارک ہوگا اور نہ تمہارے حق میں۔ اور اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آئے تو تم پر مصائب نازل ہوں گے اور آخری مصیبت تمہاری موت ہوگی اور تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مرجاؤ گے بلکہ تمہاری موت قریب ہے جو تم پر غفلت کی حالت میں وارد ہوگی اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑہائی سال کے اندر مرجائے گا اور یہ قضائے الٰہی ہے۔ پس تم جو کچھ کرنا چاہو کرو میں نے تمہیں نصیحت کردی ہے۔

(ترجمہ از عربی عبارت، آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 572-573)

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو دنیا میں سب سے محبوب ترین اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکی وحدانیت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان افراد کی گستاخیوں اور بے راہ رویوں کو دیکھ کر بے چینی اور اضطراب کی کیفیت کے شکار تھے اور دردِ دل سے آستانہ الوہیت پر التجا فرمارہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ جب بھی اس کے فرستادوں کے بالمقابل کوئی کھڑا ہوتا ہے اور ان کا مقابلہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی کمال غیرت کے کرشمے دکھاتا ہے اور اپنی وحدانیت کے علمبرداروں کی تائید و نصرت کیلئے نشان ظاہر فرماتا ہے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا خدا تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً یہ خبر دی:

''فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ کی تفصیل مکرر توجہ سے یہ کھلی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے کنبے اور قوم میں سے ایسے تمام لوگوں پر کہ جو اپنی بے دینی اور بدعتوں کی حمایت کیوجہ سے پیش گوئی کے مزاحم ہونا چاہیں گے اپنے قہری نشان نازل کرے گا اور ان سے لڑے گا اور انھیں انواع و اقسام کے عذابوں میں مبتلا کردیگا۔ اور مصیبتیں ان پر اتارے گا جن کی ہنوز انہیں خبر نہیں۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس عقوبت سے خالی رہے کیونکہ انہوں نے نہ کسی اور وجہ سے بلکہ بے دینی کی رہ سے مقابلہ کیا۔'' (اشتہار 10 / جولائی 1888ء، مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 160-161)

پھر 15 / جولائی والے اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ ''رَأَيْتُ هٰذِهِ الْمَرْأَةَ وَ أَثَرُ الْبُكَاءِ عَلٰى وَجْهِهَا فَقُلْتُ أَيَّتُهَا الْمَرْأَةُ تُوبِي تُوبِي فَإِنَّ الْبَلَاءَ عَلٰى عَقِبِكِ وَالْمُصِيبَةُ نَازِلَةٌ عَلَيْكِ يَمُوتُ وَ يَبْقٰى مِنْهُ كِلَابٌ مُتَعَدِّدَةٌ'' (اشتہار 15 / جولائی 1888ء، مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 162 حاشیہ)

(ترجمہ) میں نے اس عورت (یعنی محمدی بیگم کی نانی) کو (کشفی حالت میں) دیکھا اور رونے کے آثار اس کے چہرے سے ظاہر تھے۔ پس میں نے اس سے کہا کہ اے عورت توبہ کر! توبہ کر! کیونکہ بلا تیری اولاد پر ہے اور مصیبت تجھ پر نازل ہونے والی ہے۔ ایک مرد مر جائے گا اور اس کی طرف سے کچھ کتے باقی رہ جائیں گے۔

پس اس امر کو بنیادی طور پر یاد رکھنا چاہئے کہ الہام "یَرُدُّھَا اِلَیْكَ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰہِ" (یعنی انجام کار اسکی اس لڑکی کو تمہارے پاس واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ اشتہار 10 رجولائی 1888ء، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ 158) توبہ نہ کرنے کی شرط سے مشروط ہے۔ اسکی وضاحت 15 رجولائی والے الہام سے ہوتی ہے۔ یعنی توبہ کے وقوع میں آنے سے پیشگوئی کا یہ حصہ جو محمدی بیگم کی واپسی سے تعلق رکھتا ہے ٹل سکتا تھا۔ چنانچہ جب محمدی بیگم کے باپ نے ان کا نکاح دوسری جگہ کردیا تو پیشگوئی کے مطابق محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ نکاح کرنے کے بعد چھ ماہ کے عرصہ میں پیشگوئی کی میعاد کے اندر ہلاک ہو گیا۔ اس کی ہلاکت کا اس خاندان پر گہرا اثر پڑا اور وہ پہلے سے بتائی ہوئی تقدیر الٰہی سے بیحد خوفزدہ ہوئے۔ اسی اثر کے تحت محمدی بیگم کے خاوند مرزا سلطان محمد نے بھی توبہ کی اور رجوع الی اللہ کیا۔ اس پیشگوئی میں ابتدائی طور پر ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بات داخل فرمائی تھی کہ "میں انہیں یک دم ہلاک نہیں کروں گا بلکہ آہستہ آہستہ تا کہ وہ رجوع کریں اور توبہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔" (ترجمہ از عربی عبارت، آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 569-570)

یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پیشگوئی کا ظہور اس خاندان کی توبہ اور اصلاح تھی اور یہی اس پیشگوئی کا اصل مدعا و رمقصد تھا۔ چنانچہ مرزا احمد بیگ اس قہری تجلی کا نشانہ بنا اور اس کے بعد اس خاندان کے افراد کا رجوع الی اللہ شروع ہوا اور انہوں نے نہایت خوفزدہ ہو کر توبہ کی۔ چند ایک مثالیں نمونہ کے طور پر پیش ہیں:

مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد کی موت کی میعاد میں اختلاف کی حکمت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مرزا احمد بیگ (محمدی بیگم کے والد) کو مخاطب کر کے لکھا تھا کہ "آخِرُ الْمَصَائِبِ مَوْتُكَ تَمُوْتُ اِلٰی ثَلَاثِ سِنِیْنَ بَلْ مَوْتُكَ قَرِیْبٌ" (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 573) (ترجمہ) آخری مصیبت تیری موت ہے اور تو تین سال بلکہ اس سے قریب مدت میں مر جائے گا۔

اسی جگہ محمدی بیگم کے خاوند کیلئے اڑہائی سال کی مدت بیان کی گئی ہے۔ واقعات کے لحاظ سے "مَوْتُكَ قَرِیْبٌ" کا الہام اس طرح پورا ہوا کہ مرزا احمد بیگ اپنی لڑکی کا نکاح مرزا سلطان محمد سے کرنے کے بعد پیشگوئی کے مطابق چھ ماہ کے عرصہ میں ہی ہلاک ہو گیا۔ یہ ہلاکت اس کی بیباکی اور شوخی میں بڑھ جانے کا نتیجہ تھی۔ ورنہ ممکن تھا کہ اس کا داماد پہلے مر جاتا۔ نیز اس میں یہ اشارہ تھا کہ اگر مرزا احمد بیگ کی موت اپنے داماد سے پہلے واقع ہو جائے تو پھر مرزا سلطان محمد توبہ کر کے ضرور بچ جائے گا اور اس کے بارہ میں پیشگوئی ٹل جائے گی۔ "آخِرُ الْمَصَائِبِ مَوْتُكَ" سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا احمد بیگ کی موت اس خاندان پر مصیبتوں میں سے آخری مصیبت ہو گی اور اس سے عبرت کے سامان ہونگے اور وہ خاندان دیگر مصیبتوں سے بچ جائے گا اور پیشگوئی کی اصل غرض یعنی توبہ اور رجوع الی اللہ اور اصلاح پوری ہوگی۔

مرزا سلطان محمد کی توبہ

مرزا سلطان محمد کی توبہ کی وجہ سے جب اسکی موت نہ ہوئی تو بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ اس کی موت پیشگوئی کے مطابق واقع نہیں ہوئی تو اسکے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا "فیصلہ تو آسان ہے۔ احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اسکے بعد جو میعاد خدائے تعالیٰ مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔" (انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 32 حاشیہ)

آپ علیہ السلام نے فرمایا "ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جب تک کہ وہ گھڑی آ جائے کہ اس کو بیباک کر دیوے۔ سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اس کو بے باک اور مکذّب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔" (انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 32 حاشیہ)

یہ دونوں اعلان ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس چیلنج کے بعد اگر مرزا سلطان محمد کسی وقت شوخی اور بے باکی دکھاتے یا مخالفین ان سے تکذیب کا اشتہار دلانے میں کامیاب ہو جاتے تو پھر اسکے بعد اس کی موت کیلئے جو میعاد خدا تعالیٰ قائم فرماتا وہ قطعی فیصلہ کن اور تقدیر مبرم ہوتی اور اسکے مطابق لازماً اسکی موت واقع ہوتی اور پھر اسکے بعد محمدی بیگم کا نکاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ضرور ہو جاتا۔ اس تفصیل کو جاننے کے بعد کسی کا یہ کہنا کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بالکل بے بنیاد اور جھوٹ ہے۔

مرزا سلطان محمد کی توبہ کا قطعی ثبوت

مرزا سلطان محمد نہ صرف یہ کہ حقیقۃً توبہ کر چکے تھے بلکہ اس پیشگوئی کی صداقت کے مصدّق بھی تھے۔ نیز یہ بھی کہ اس کی تصدیق پر نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قائم رہے بلکہ صدقِ دل سے اپنی موت تک اس پر ثبات دکھایا، اس کا ثبوت یہ ہے کہ کتاب "انجام آتھم" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج کے شائع ہونے پر آریوں اور عیسائیوں میں سے بعض لوگ ان کے پاس پہنچے اور انہیں ایک خطیر رقم دینے کا وعدہ کیا تا وہ حضرت اقدسؑ پر نالش کریں۔

مرزا سلطان محمد جن سے محمدی بیگم کی شادی ہوئی انہوں نے نہ صرف یہ کہ توبہ کی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدت مند بن گئے اور اس پیشگوئی کی صداقت کے گواہ بنے۔ ان کی گواہی انتہائی وزنی اور حتمی اس لئے ہے کہ ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی موت اور پھر ان کی بیوہ کے اپنے نکاح میں آنے کی پیشگوئی کی تھی اور اپنی متعدد کتب و اشتہارات میں اس کا ذکر بھی فرمایا تھا، ان کو تو آپؑ سے طبعاً دشمنی اور عناد ہونا چاہئے تھا۔ لیکن وہ چونکہ نیک فطرت انسان تھے اس لئے انہوں نے کسی منفی جذبے کو اپنی فطری سچائی پر غالب نہ آنے دیا۔ اس کا ناقابلِ ردّ ثبوت یہ ہے کہ حافظ جمال احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ نے ان کا ایک انٹرویو لیا جو اخبار الفضل 9/13 جون 1921 میں "محمدی بیگم کے شوہر جناب مرزا سلطان محمد صاحب کا عقیدہ" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے بیان کیا کہ

"میرے خسر مرزا احمد بیگ صاحب واقع میں عین پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے ہیں مگر خدا تعالیٰ غفور الرحیم بھی ہے، اپنے دوسرے بندوں کی بھی سنتا اور رحم کرتا ہے...... میں ایمان سے کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی میرے لئے کسی قسم کے بھی شک وشبہ کا باعث نہیں ہوئی ...... باقی رہی بیعت کی بات، مَیں قسمیہ کہتا ہوں کہ جو ایمان اور اعتقاد مجھے حضرت مرزا صاحب پر ہے میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی جو بیعت کر چکے ہیں اتنا نہیں ہوگا...... باقی میرے دل کی حالت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے وقت آریوں نے لیکھرام کی وجہ سے اور عیسائیوں نے آتھم کی وجہ سے مجھے لاکھ لاکھ روپیہ دینا چاہا، تا میں کسی طرح مرزا صاحب پر نالش کروں۔ اگر وہ روپیہ مَیں لیتا تو امیر کبیر بن سکتا تھا۔ مگر وہی ایمان اور اعتقاد تھا جس نے مجھے اس فعل سے روکا۔"

(الفضل 9 جون 1921ء، صفحہ 10 کالم 3)

مرزا سلطان محمد صاحب کا یہ بیان ان کی زندگی میں ہی شائع ہوا۔انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو مومنانہ سوچ اور بصیرت کی نظر سے دیکھا تو باوجود ایک طرح سے فریق مخالف ہونے کے، خود اس کی صداقت کے گواہ بن گئے۔ چونکہ وہ حقیقی توبہ کر چکے تھے اور پیشگوئی کی صداقت کے قائل تھے اس لئے وہ اس گراں بہا لالچ دیئے جانے پر بھی کسی قسم کی بے باکی اور شوخی کیلئے تیّار نہ ہوئے۔

اسی طرح حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی مرزا سلطان محمد صاحب سے ملاقات کے بارہ میں حلفیہ شہادت ہے۔اس ملاقات میں انہوں نے بعینہٖ انہی جذبات کا اظہار کیا جو مذکورہ بالا انٹرویو میں بیان ہوئے ہیں۔

حضرت مولوی ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا نے مرزا سلطان محمد سے اپنی ایک ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے یہ حلفیہ شہادت دی کہ انہوں نے بتایا کہ ان کے پاس مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی آئے تھے اور شدید اصرار کیا کہ وہ انہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک ایسی تحریر دیدیں جس میں یہ بیان ہو کہ یہ پیشگوئی غلط ثابت ہوئی۔ مرزا سلطان محمد نے بیان کیا کہ ''مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب یہی رٹ لگاتے رہے جس پر میں نے ایسی تحریر دینے سے صاف طور پر انکار کر دیا اور وہ بے نیلِ مرام واپس چلے گئے...... حضرت مرزا صاحب کے متعلق میری عقیدت ہی تھی جس کی وجہ سے میں نے ان کی ایک بھی نہ مانی ...... عیسائی اور آریہ قوم کے بڑے بڑے لیڈروں نے بھی مجھ سے اس قسم کی تحریر لینے کی خواہش کی مگر میں نے کسی کی نہ مانی اور صاف ایسی تحریر دینے سے انکار کرتا رہا۔

میں پھر زور دار الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔الغرض یہ پیشگوئی وعیدی پیشگوئیوں کے اصولوں کے عین مطابق ، خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی تفصیلات کے ساتھ پوری ہوئی۔ نیز اس کی اصل غرض بھی پوری ہوئی یعنی اس خاندان کی اصلاح ہوئی اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آئے۔ایک ہی فرد کی ہلاکت سے باقی سارے خاندان نے عبرت حاصل کی۔ ان میں سے بعض نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عجز و نیاز سے خط بھی لکھے اور دعا کی درخواست کی۔ان خطوط کا ذکر آپؑ نے اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 195 میں کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا درست فرمایا ہے:

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

اللہ تعالیٰ اس پیشگوئی کو تمام عالم انسانیت کیلئے ہدایت کا موجب اور ایمان افروز بنائے۔ اسلام احمدیت کا روشن یہ نشان مردہ روحوں کیلئے آب حیات ثابت ہو۔آمین۔

......☆......☆......☆......

بقیہ از صفحہ نمبر 26

پہلے فرماتے ہیں: یَا عَلِیُّ! دَعْھُمْ وَ اَنْصَارَھُمْ وَ زَرَّاعَتَھُمْ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علی کہہ کر مخاطب فرمایا اور کہا کہ ان کو چھوڑ دے ، ان سے اعراض کر۔ وَ اَنْصَارَ ھُمْ اور ان کے مددگاروں سے بھی زَرَّاعَتَھُمْ اور جو وہ کھیتی اُگا رہے ہیں یہ تحریر ہے اسکے بعد فرماتے ہیں: پھر بعد اسکے میری طبیعت الہام کی طرف منتقل ہوئی اور الہام کی رو سے خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ ایک شخص مخالف میری نسبت کہتا ہے : ذَرُوْنِي اَقْتُلْ مُوْسٰی یعنی مجھ کو چھوڑ تا میں موسیٰ کو یعنی اس عاجز کو قتل کردوں اور یہ خواب رات کے تین بجے قریباً بیس منٹ کم میں دیکھی تھی اور صبح بدھ کا دن تھا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ''

اب دیکھیں پہلے اس سے بیان فرمایا علی والا مضمون اور چھوڑ دے ان کو اللہ تعالیٰ آپ ہی سنبھال لے گا۔اس کے بعد الہام کی طرف طبیعت منتقل ہوئی اور یہ الہام ہوا : ذَرُوْنِي اَقْتُلْ مُوْسٰی لیکن علی کے متعلق سے یہ بات واضح کرتی ہے کہ چوتھے خلیفہ کے وقت میں یہ واقعہ ضرور ہونے والا ہے اور بھی شواہد ہیں جو بتا رہے ہیں کہ اسی زمانہ میں ہوگا اور چونکہ ہو چکا ہے اس لئے اس استنباط کو فرضی نہیں قرار دیا جاسکتا۔ واقعات کی بعینہٖ یہی شہادت ہے۔''

(ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 243، 28 اپریل 1998ء)

خلافت خامسہ سے متعلق پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اور کشوف میں خلافت خامسہ کے متعلق وعدے وضاحت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ دسمبر 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا: ''اِنِّیْ مَعَكَ يَا مَسْرُوْرُ اَے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں۔''

(تذکرہ، صفحہ 630 مطبوعہ 2004ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''چند سال ہوئے ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے کے شریف احمد کے متعلق کہا تھا کہ: اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔'' (الحکم، البدر 10 جنوری 1907ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کشف کی تشریح کرتے ہوئے خطبہ جمعہ فرمودہ 12 دسمبر 1997ء میں فرمایا: ''اب ساری جماعت کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کیلئے خاص دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور بعد میں مرزا مسرور احمد صاحب کے متعلق بھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحیح جانشین بنائے ''تو ہماری جگہ بیٹھ جا'' کا مضمون پوری طرح ان پر صادق آئے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ خود انکی حفاظت فرمائے اور انکی اعانت فرمائے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 30 جنوری 1998)

یہ تو وہ پیشگوئیاں تھیں جو اب تک خلافت کے بارہ میں کسی نہ کسی رنگ میں پوری ہوئیں اور بھی متعدد پیشگوئیاں ہونگی جن کے پورا ہونے میں ابھی وقت باقی ہے۔ خدا تعالیٰ سے بس یہ دعا ہے کہ ہماری نسلیں خلافت کے زیر سایہ خلافت کی اطاعت میں رہتے ہوئے اُن پیشگوئیوں کو بھی پورا ہوتی دیکھیں جو آئندہ زمانہ میں ضرور پوری ہونگی کیونکہ خدا تعالیٰ کبھی اپنے وعدوں سے منہ نہیں موڑتا۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

الیگزنڈر ڈوئی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی: امریکہ کیلئے اتمام حجت

(سید طفیل احمد شہباز، مربی سلسلہ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام اور عیسائی اکابرین کے درمیان متعدد مباحثے ہوئے لیکن عمر کے آخری حصے میں آپ کے اور امریکہ کے مشہور عیسائی رہنما اور کرسچن اپاسٹلک چرچ کے بانی ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی کے درمیان بین الاقوامی سطح پر ایک بڑا روحانی معرکہ ہوا۔ اصل روحانی مقابلے کے شروع ہوتے ہی اور اس کے انجام تک پہنچنے سے بہت پہلے چونکہ اس مقابلے کی پریس کے ذریعے بڑی تشہیر ہوئی اس لئے اس کی صدائے بازگشت سارے امریکہ اور پوری عیسائی دنیا میں سنی گئی اور امریکہ و عیسائی قوم کیلئے اتمام حجت کا باعث بنی۔

ڈاکٹر ڈوئی کی ابتدائی زندگی اور عروج

جان الیگزینڈر ڈوئی 25 رمئی 1847ء کو انگلستان کے شمالی علاقے سکاٹ لینڈ کے شہر ایڈنبرا میں پیدا ہوا۔ بچپن ہی سے وہ غیر معمولی طور پر ذہین تھا۔ چھ سال کی عمر میں ساری بائبل پڑھ لیتا تھا اور سات سال کی عمر میں وہ عیسائیت کا پرچار کرتا تھا۔ 1860ء میں ڈوئی اپنے خاندان کے ساتھ براعظم آسٹریلیا چلا گیا جہاں وہ مختلف طرح کے چھوٹے بڑے کاروبار اور ملازمتوں میں کام کرتا رہا اور خوب روپیہ کماتا رہا۔ 21 سال کی عمر میں ڈوئی واپس سکاٹ لینڈ آیا جہاں اس نے یونیورسٹی آف ایڈنبرا سے دو سال تک باقاعدہ پادری بننے کی تعلیم حاصل کی۔ 1870ء میں ڈوئی واپس آسٹریلیا چلا گیا جہاں اس نے فن خطابت میں خاص ملکہ حاصل ہونے کی بنا پر خاص شہرت حاصل کی اور یہیں اس نے ''روحانی شفا'' کے نظریے کا پرچار شروع کیا۔ اس کا اعتقاد تھا کہ یسوع مسیح کی طرح شفا دینے کی طاقت عیسائی مقدسین میں ہمیشہ قائم رہی ہے اور اس کو بھی ذاتی طور پر یہ طاقت دی گئی ہے۔ 1882ء میں اس نے میلبورن (آسٹریلیا) میں اپنا الگ آزاد چرچ قائم کر لیا۔ 1888ء میں دوسرے پادریوں سے شدید اختلافات کی بنا پر ڈوئی کو آسٹریلیا چھوڑنا پڑا۔ چند ہفتے نیوزی لینڈ میں گذارنے کے بعد ڈوئی 7 رجون 1888ء کو امریکہ کے شہر سان فرانسسکو جا پہنچا۔ پہلے اس شہر کے قرب و جوار میں اور بعد میں دوسری مغربی امریکی ریاستوں میں مختلف مقامات پر ڈوئی جلسے کرتا رہا اور اپنے ''روحانی شفا'' کے نظریے کا پرچار کرتا رہا۔ اسکی اس تگ و دو سے کمزور طبع لوگ اسکے ہمدرد بن گئے اور اسے مالی امداد بھی ملنے لگی۔ اس مرحلے پر ڈوئی جو قبل ازیں صرف پادری ڈوئی تھا اپنے آپ کو ڈاکٹر ڈوئی کہلوانے لگا۔ جون 1890ء میں شکاگو کے مضافات میں اور پھر مئی 1893ء میں شہر کے اندر اپنا گرجا بنا لیا اور ایک کرائے کی عمارت میں احیائے عیسویت کے مقصد سے ''زائن ہوم'' کا آغاز کر دیا۔ اسے یہاں جلد ہی بہت شہرت ملی۔ عیسائیوں کے گروہ در گروہ اس کی پیروی میں آنے کے باعث اسے خاطر خواہ مالی آمدنی ہونے لگی اور ڈاکٹر ڈوئی نے مزید عمارتیں خرید کر زائن پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ ہاؤس کھول دیا جہاں سے اس کا اخبار لیوز آف ہیلنگ (Leaves of healing) نکلنا شروع ہوا۔ بہت تھوڑے عرصے میں ڈاکٹر ڈوئی کو امریکہ کے طول و عرض میں اتنی مقبولیت حاصل ہوئی اور لوگ اتنی بڑی تعداد میں اس کے پیروکاروں میں شامل ہونے لگے کہ 22 رفروری 1896ء کو اس نے اپنے نئے فرقہ کی بنیاد رکھ دی جس کا نام کرسچن کیتھولک چرچ رکھا گیا۔ 1900ء کے لگ بھگ جب ڈاکٹر ڈوئی نے پیغمبر ہونے کا دعوی کیا تو اپنے فرقے کا نام بدل کر کرسچن کیتھولک اپاسٹلک چرچ رکھ دیا۔ اس وقت تک اسکے فرقے کا اپنا بینک بھی قائم ہو چکا تھا اور امریکہ سے باہر کے ممالک مثلاً یورپ اور آسٹریلیا سے بھی لوگ اسکے فرقے میں شامل ہونے لگے جن کی تعداد ہزاروں کی تھی۔ ڈاکٹر ڈوئی نے جلد ہی اپنے فرقے کے مرکز کی تعمیر کیلئے شکاگو کے شمال میں ایک نئے شہر کی بنیاد رکھی اور اس کا نام اس نے صیحون رکھ دیا جو 31 رمارچ 1902ء تک قانونی طور پر وجود میں آ گیا۔ اس شہر کے سارے بینک، تمام سٹورز، بڑی بڑی فیکٹریاں، کارخانے اور پرنٹنگ پریس وغیرہ بیش بہا مالیت کے سب ادارے ڈوئی کی ملکیت تھے اور ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی اس شہر کا مطلق العنان حاکم بن گیا۔ اسکے ساتھ ہی ڈوئی اپنی طاقت، شہرت اور دولت کے نصف النہار پر پہنچ گیا۔ اس نے 1899ء کے آخر میں یا 1900ء کی ابتداء میں یہ دعویٰ کیا کہ ''جو کچھ میں تمہیں کہوں گا تمہیں اسکی تعمیل کرنی پڑے گی۔ کیونکہ میں خدا کے وعدے کے مطابق پیغمبر ہوں۔'' (از عبرتناک انجام، صفحہ 25، مصنفہ ڈاکٹر چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر مبلغ امریکہ)

ڈاکٹر ڈوئی کا دعویٰ رسالت

جھوٹے اور مکروہ تصورات کی بناء پر ڈاکٹر ڈوئی اسلام کے مقابلے میں اپنے عیسائی فرقے کی عمارت تعمیر کر رہا تھا۔ دن بدن اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اسکی دریدہ دہنی بڑھتی جا رہی تھی۔ 1896ء میں اس نے کہا تھا کہ اس کا کرچین کیتھولک اتنا مضبوط اور اتنا دولت مند ہو جائے گا کہ دنیا نے اسکی نظیر نہ دیکھی ہوگی۔ اب تک اس کی کہی ہوئی ہر بات سچ ثابت ہو رہی تھی۔ 1900ء کے لگ بھگ ڈوئی نے پیغمبر خدا ہونے کا دعوی کیا اور 25 رستمبر 1904ء کو رسول اول کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ ''صیحون کا سورج طلوع ہو گیا ہے۔ یہ وہ بادشاہت خدا کی بادشاہت ہے جس کو کوئی بھی ہلا نہ سکے گا۔''

(اخبار لیوز آف ہیلنگ، 25 رستمبر 1904)

اب یہ امریکہ کا ایک مشہور و متمول شخص تھا۔ اس کے مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی تھی۔ ایک شخص پارلان نامی نے ڈاکٹر ڈوئی کی زندگی کے حالات لکھے ہیں۔ اس کی کتاب کا پیش لفظ لکھتے ہوئے شکاگو کے پروفیسر فرینکلین جانسن نے لکھا ہے

''کم ہی ایسے شخص گذرے ہیں جنہوں نے امریکن اخباروں میں اس قدر جگہ حاصل کی جس قدر کہ جان الیگزنڈر ڈوئی نے۔''

مطلب یہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب مذکور کو امریکہ اور اس کے اخباروں میں بہت بڑی شہرت کا مقام حاصل تھا۔

ڈاکٹر ڈوئی کے اسلام کے خلاف خیالات

ڈاکٹر ڈوئی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشد ترین دشمن اور بدگو تھا اور ہمیشہ اس فکر میں رہتا تھا کہ جس طرح ممکن ہو اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹا دے۔ چنانچہ اس نے اپنے اخبار میں لکھا کہ (ترجمہ)

''میں محمد کے جھوٹوں کا نفرت کے ساتھ تصور کرتا ہوں۔ اگر میں ان کو تسلیم کر لوں تو مجھے یہ ماننا پڑے گا کہ اس مجمع میں یا خدا کی زمین کے کسی قطعے پر ایک عورت بھی ایسی نہیں جو غیر فانی روح رکھتی ہو۔ مجھے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ تم عورتیں محض وحشی جانور ہو جو ایک گھنٹہ یا ایک روز کیلئے کھلونے کے طور پر استعمال ہو سکیں ...... اور جب وحشیانہ شہوت والے درندے تم سے اپنی خواہش پوری کر لیں تو تم کتوں کی موت مر جاؤ...... محمد کے مذہب میں عیسائی ایک مشرک کا درجہ رکھتا ہے۔ (اس کے بعد اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گالی لکھی۔ ناقل) وہ دودھ اور شراب پینا چاہتا ہے اور زندگی کے دریا پر لیٹے رہنا اور عشرت کرنا چاہتا ہے۔'' (لیوز آف ہیلنگ، 26 رمئی 1900 جلد 7 نمبر 5)

اسکے کچھ دنوں بعد اس نے اپنے اخبار میں پھر لکھا کہ (ترجمہ)

''میں امریکہ اور یورپ کی عیسائی اقوام کو خبردار کرتا ہوں کہ اسلام مُردہ نہیں، اسلام طاقت سے بھرا ہوا اگرچہ اسلام کو ضرور نابود ہونا چاہئے۔ محمڈن ازم کو ضرور تباہ ہونا چاہئے۔ مگر اسلام کی بربادی نہ تو مضمحل لاطینی عیسویت کے ذریعے سے ہو سکے گی نہ ہی بے طاقت یونانی عیسویت کے ذریعے سے اور نہ ان لوگوں کی تھکی ماندی عیسویت کے ذریعے سے جو مسیح کو صرف برائے نام مانتے ہیں۔''

(لیوز آف ہیلنگ، 25 راگست 1900ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اس شخص کے دعاوی کا علم ہوا تو آپ نے 8 راگست 1902ء کو اُسے ایک چٹھی لکھی جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات اور سرینگر کشمیر میں اُن کی قبر کا ذکر کرتے ہوئے اسے مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے لکھا:

ڈوئی بار بار کہتا ہے کہ عنقریب یہ سب ہلاک ہو جائیں گے بجز اس گروہ کے جو یسوع مسیح کی خدائی کو مانتا ہے اور ڈوئی کی رسالت کو، یورپ و امریکہ کے تمام عیسائیوں کو چاہئے

کہ بہت جلد ڈوئی کو مان لیں تا ہلاک نہ ہو جائیں اور جبکہ ڈوئی نے ایک نامعقول امر کو مان لیا ہے کہ وہ خدا کا رسول ہے تو ہم ڈوئی کی خدمت میں یہ ادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں کروڑوں مسلمانوں کے مارنے کی کیا حاجت ہے۔ ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا کہ آیا ڈوئی کا خدا سچا خدا ہے یا ہمارا خدا۔ وہ بات یہ ہے کہ ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سناویں بلکہ ان میں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھ کر یہ دعا کریں کہ جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے، وہ پہلے مرجائے۔'' (ریویو آف ریلیجنز، پرچہ ماہ ستمبر 1902ء مفہوماً)

حضرت اقدس کے اس چیلنج کا ڈوئی صاحب نے تو کوئی جواب نہ دیا۔ مگر امریکہ کے اخبارات نے اس پیشگوئی کا ذکر اچھے ریمارکس کے ساتھ کیا۔ اسی زمانہ میں ایک پادری مسٹر پگٹ نے لنڈن میں خدائی کا دعویٰ کیا تھا جس کو حضرت اقدس نے عذاب الٰہی سے ڈرایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بالکل خاموش ہو گیا اور غیر معروف زندگی گزار کر مر گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں ایسے بتیس اخباروں کے نام لکھے ہیں جن میں یہ چیلنج شائع ہوا اور اس کو اخباروں میں شائع کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی تھی کہ ڈاکٹر ڈوئی نے حضور کے دونوں خطوں کا جواب ہی نہیں دیا تھا۔ اگرچہ یہ سب عیسائی اخبارات تھے لیکن ان سب نے بڑے زور سے اس مضمون کو شائع کیا۔ اور اس کا خلاصہ یہ تھا کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ عیسائی مذہب کا عقیدہ جھوٹا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہی مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا اور جس کا نبیوں کی کئی کتابوں میں وعدہ دیا گیا تھا اور ڈاکٹر ڈوئی اپنے رسول ہونے اور عیسائیوں کے تین خداؤں کے عقیدے میں بالکل جھوٹا ہے اور اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرے تو وہ میری زندگی میں ہی بڑی تکلیف کے ساتھ جان دے گا اور اگر مباہلہ نہ بھی کرے تب بھی وہ عذاب سے بچ نہیں سکے گا لیکن ڈوئی اپنی دولت، شہرت اور طاقت کے نشہ میں تھا۔ وہ مغرور اور متکبر تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج کو بڑی حقارت کی نظروں سے دیکھا۔ چنانچہ ایک اخبار ارگوناٹ سان فرانسسکو نے اپنی یکم دسمبر 1902ء کی اشاعت میں بعنوان ''انگریزی و عربی (یعنی عیسائیت اور اسلام) کا مقابلہ دُعا'' لکھا کہ:

''مرزا صاحب کے مضمون کا خلاصہ جو ڈوئی کو لکھا ہے یہ ہے کہ تم ایک جماعت کے لیڈر ہو اور میرے بھی بہت سے پیرو ہیں۔ پس اس بات کا فیصلہ کہ خدا کی طرف سے کون ہے ہم میں اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے خدا سے دعا کرے اور جس کی دُعا قبول ہو وہ سچے خدا کی طرف سے سمجھا جاوے۔ دُعا یہ ہوگی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اُسے پہلے ہلاک کرے۔ یقیناً یہ ایک معقول اور منصفانہ تجویز ہے۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 506 حاشیہ)

حضرت اقدس اسکا اخبار منگواتے تھے اور دیکھتے تھے کہ وہ اسلام کی عداوت میں برابر ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔ اس پر آپ نے 1903ء میں بھی ایک چٹھی کے ذریعہ اس مباہلہ کے چیلنج کو دوہرایا۔ چنانچہ آپ نے لکھا کہ

''مَیں عمر میں ستّر برس کے قریب ہوں اور ڈوئی جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے، لیکن مَیں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پرواہ نہیں کی کیونکہ مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ خدا جو احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کرے گا اور اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا...... تب بھی یقیناً سمجھو کہ اس کے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 506 حاشیہ)

جو چٹھی حضور اسے بھیجتے تھے چونکہ اسکی نقلیں امریکہ کے انگریزی اخبارات میں بھی بھجواتے تھے اس لئے 1903ء میں کثرت کے ساتھ اخبارات نے حضرت اقدس کے اس چیلنج مباہلہ کا ذکر کیا۔ چنانچہ بتیس اخبارات کے مضامین کا خلاصہ تو حضرت اقدس نے تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 507 تا 508 کے حاشیہ میں درج فرمایا ہے۔ جب لوگوں نے اسے بہت تنگ کیا اور اصرار کے ساتھ اس سے اس مباہلہ کے چیلنج کا جواب دینے کیلئے کہا تو ستمبر اور دسمبر 1903ء کے بعض پرچوں میں اُس نے لکھا کہ

''ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا اور کہ تو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا۔ اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں اُن کو کچل کر مار ڈالوں گا۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 509)

حضرت اقدس کو جب اسکی اس گستاخی و بے ادبی اور شوخی و شرارت کی اطلاع ملی تو آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور اس فیصلہ میں کامیابی کے حصول کیلئے زیادہ زور سے دُعائیں کرنا شروع کر دیں۔ اس دوران میں وہ امریکہ، یورپ اور آسٹریلیا میں بہت شہرت، ناموری اور عزّت حاصل کر چکا تھا۔ اور چونکہ وہ خوب تنومند تھا۔ اس لئے بھرے جلسوں میں اکثر اپنی شاندار صحت پر فخر بھی کرتا تھا۔ ممکن ہے وہ خوش ہوتا ہو کہ مَیں دن بدن عروج پکڑتا جا رہا ہوں۔ مگر حضرت اقدس کا خدا اسے تمام دنیا میں مشہور کرنے کے بعد اس بُری طرح سے ذلیل کرنا چاہتا تھا کہ جس سے دنیا عبرت پکڑے اور اسے پتہ لگ جائے کہ خدا کے ماموروں کے مقابلہ میں آنے والی بڑی سے بڑی عظیم شخصیتوں کا کیا حشر ہوتا ہے؟

ڈوئی اور پگٹ کے متعلق پیشگوئیاں

اس اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا کہ (ترجمہ)

''مسٹر ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کرے گا اور صراحتاً یا اشارۃً میرے مقابلہ پر کھڑا ہوگا تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ اس دنیائے فانی کو چھوڑ دے گا۔ اب تک ڈوئی نے میری اس درخواست مباہلہ کا کچھ جواب نہیں دیا اور نہ اپنے اخبار میں کچھ اشارہ کیا ہے اس لئے میں آج کی تاریخ سے جو 23 اگست 1903ء ہے اس کو پورے سات ماہ کی اور مہلت دیتا ہوں۔ اگر وہ اس مہلت میں میرے مقابلہ پر آ گیا اور جس طور سے مقابلہ کرنے کی میں نے تجویز کی ہے جس کو میں شائع کر چکا ہوں، اس تجویز کو پورے طور پر منظور کر کے اپنے اخبار میں عام اشتہار دے دیا تو جلد تر دنیا دیکھ لے گی کہ اس مقابلہ کا انجام کیا ہوگا۔ میں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں اور وہ جیسا کہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے جو میری نسبت گویا ایک بچہ ہے لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پرواہ نہیں کی کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا مالک اور احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کرے گا اور اگر مسٹر ڈوئی اس مقابلہ سے بھاگ گیا تو دیکھو آج میں تمام امریکہ اور یورپ کے باشندوں کو اس بات پر گواہ کرتا ہوں کہ یہ طریق اس کا بھی شکست کی صورت سمجھی جائے گی اور نیز اس صورت میں پبلک کو یقین کرنا چاہئے کہ یہ تمام دعویٰ اس کا الیاس بننے کا محض زبان کا مکر اور فریب تھا اور اگرچہ وہ اس طرح موت سے بھاگنا چاہے گا لیکن درحقیقت ایسے بھاری مقابلے سے گریز کرنا بھی ایک موت ہے۔ پس یقین سمجھو کہ اس کے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں سے ضرور ایک صورت اس کو پکڑے گی۔'' (تاریخ احمدیت، جلد 2، صفحہ 44)

پیشگوئی کے نتیجے میں ڈوئی کا عبرتناک انجام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اشتہار کو بھی امریکہ کے کئی اخبارات نے نمایاں طور پر شائع کیا مثلاً نیو یارک کمرشل ایڈورٹائزر نے 26 اکتوبر کی اشاعت میں اور دی مارننگ ٹیلیگراف نے 28 اکتوبر 1903ء کی اشاعت میں اسے مشتہر کیا۔ گلاسکو ہیرلڈ نے اپنی 27 اکتوبر 1903ء کی اشاعت میں شائع کیا۔

مسٹر ڈوئی چونکہ ایک عیاش آدمی تھا اور صیحون کا شہر بھی اس نے اپنے مریدوں سے قرضے حاصل کر کے آباد کیا تھا اس لئے ایک طرف تو شہر کی رونق میں کمی آنے لگی اور دوسری طرف جو سرمایہ جمع تھا وہ ڈوئی کی عیاشیوں میں خرچ ہونے لگا نتیجہ یہ نکلا کہ مسٹر ڈوئی کا وقار کم ہونا شروع ہو گیا۔ اس مہلک مالی بحران کو دُور کرنے کیلئے ڈوئی نے میکسیکو میں ایک زمین خریدنے کا ارادہ کیا۔ اسکا خیال تھا کہ اگر ایک دفعہ یہ زمین خرید لی گئی تو صیحون کی ساری مالی مشکلات دُور ہو جائیں گی۔ چنانچہ اس زمین کی خرید کیلئے اپنے صیحونی مریدوں سے قرضہ حاصل کرنا چاہا اور اس غرض سے ستمبر 1905ء کی آخری اتوار کو ایک غیر معمولی جلسہ کا اعلان کیا۔ اس جلسہ کی تیاری بڑے اہتمام سے کی گئی۔ جب ڈوئی اپنے زرق برق لباس میں جس کو وہ اپنا پیغمبری لباس کہا کرتا تھا، ملبوس ہو کر اپنی کُرسی پر بیٹھ گیا تو تمام مجمع کی نگاہیں اس انتظار میں اس پر جم گئیں کہ دیکھیں مسٹر جان الیگزنڈر ڈوئی اب کیا اعلان فرماتے ہیں۔

مسٹر نیو کومب نے جو مسٹر ڈوئی کا سوانح نگار ہے لکھا:

''ڈوئی اس روز اپنی فصاحت کے

معراج پر تھا۔وعظ کے بعد Lord's Supper کی تقریب تھی جس کے بعد ڈوئی سفید لباس پہن کر پھر اپنے مریدوں کے سامنے آیا۔ پہلے دُعائیہ ترانہ گایا گیا۔ بائبل سے بعض آیات کی تلاوت کے بعد مسیح کا خون اور گوشت، روٹی اور شراب کی صورت میں خاص لباس میں ملبوس نائبین کے ذریعے سے تمام حاضر الوقت ارادت کیشوں میں تقسیم کیا گیا۔ اب اصل تقریب قریب التکمیل تھی۔ڈوئی کو صرف چند اختتامی الفاظ کہنا تھا جسکے بعد جلسہ برخواست ہو جانا تھا۔ان آخری الفاظ کیلئے لوگ توجہ کے ساتھ منتظر تھے، اچانک ڈوئی نے اپنے دائیں ہاتھ کو زور سے جھٹکا دیا۔ جیسے کہ کوئی گندہ کیڑا اسکے بازو کو آچمٹا ہو۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ کو زور زور سے کُرسی کے بازو پر مارا۔لوگ اس غیر معمولی حرکت سے کچھ حیران سے ہو گئے۔ ڈوئی کا رنگ زرد پڑ گیا اور وہ گرنے ہی لگا تھا کہ اسکے دو مریدوں نے اسے سہارا دیا اور گھسیٹتے ہوئے اسے ہال سے باہر لے گئے۔‘‘

غرض ڈوئی پر عین اس وقت فالج کا حملہ ہوا جب کہ صیحون شہر کے مالی بحران کو ختم کرنے کیلئے میکسیکو میں جائیداد خریدنے کی سکیم اپنے پورے عروج پر پہنچ رہی تھی۔ خدائے منتقم و قادر مطلق نے آج اس کی اس زبان کو بند کر دیا جس سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی کے خلاف بدزبانی کیا کرتا تھا۔وہ صرف آہستہ آہستہ گفتگو کر سکتا تھا۔ جب اس کی صحت روز بروز گرنے لگی تو ڈاکٹری مشورہ کے مطابق اسے بحالی صحت کیلئے میکسیکو اور جمیکا کے سفر پر روانہ ہونا پڑا۔ مگر اب اسے اپنے نائبین پر اعتماد نہ تھا۔ اسے ڈر تھا کہ اس کی غیر حاضری میں سارا بھانڈا پھوٹ جائے گا، اس لئے اس نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کا قائم مقام اوورسیئر والوا ہوگا۔ جو اس کی طرف سے آسٹریلیا مشن کا انچارج تھا۔مگر چونکہ وہ جلد نہیں پہنچ سکتا تھا، اس لئے اس کی غیر حاضری میں اس نے صیحون کا انتظام اپنے تین مریدوں کی ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا۔

صیحون میں ڈوئی کے خلاف بغاوت کا مواد دیر سے پک رہا تھا۔اس پھوڑے کو صرف چیرنے کی ہی ضرورت تھی۔ سو وہ چیرا اس طرح دیا گیا کہ اسکے عملہ کا ایک افسر ایک صیحونی عورت سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہ اجازت حاصل کرنے کیلئے ڈوئی کے ساتھ شکاگو تک ٹرین میں گیا۔راستے میں اس رشتہ کی اجازت چاہی۔مگر ڈوئی نے صاف انکار کر دیا۔اس افسر نے واپس صیحون پہنچ کر انتظامیہ کمیٹی کے ایک ممبر سے کہا کہ مجھے اجازت مل گئی ہے۔آپ اس کا اعلان کر دیں۔ چنانچہ اس ممبر نے اعلان کر دیا۔ڈوئی یکم جنوری 1906 کو جمیکا پہنچ چکا تھا۔اسے جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اس نے بذریعہ تار اعلان کرنے والے ممبر کو اسکے عہدہ سے برخاست کر دیا۔اب لوگ اس ممبر کو بےقصور سمجھتے تھے۔ان کی ہمدردیاں اسکے ساتھ تھیں۔اس لئے پہلا احتجاج تو ایڈیٹر لیوز آف ہیلنگ نے کیا کہ ڈوئی کے اس تار کی اشاعت سے انکار کر دیا۔ڈوئی کو جب اپنے ذاتی اخبار کے اس باغیانہ رویہ کا علم ہوا تو اس نے اپنے عملہ کے ایک آدمی کو اپنا ذاتی خط دیکر صیحون روانہ کیا۔جس میں ایڈیٹر کے نام یہ حکم تھا کہ اس تعزیر کا اعلان فوری طور پر اخبار میں کر دیا جائے۔ایڈیٹر نے جب خط وصول کیا تو ڈوئی کے قاصد کے سامنے ہی اُسکے پُرزے کر کے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا اور کہا کہ جاؤ جا کر ڈوئی کو کہہ دو کہ اسکے خط کا یہی جواب ہے۔

آسٹریلیا سے بلوایا ہوا نائب مسٹر والوا بھی 12 فروری 1906ء کو صیحون پہنچ گیا مگر یہاں آ کر اسے معلوم ہوا کہ جس ریاست کا اسے والی قرار دیا گیا ہے اس کی تو حالت ہی دِگرگوں ہے۔لیوز آف ہیلنگ سرمایہ کی کمی کی وجہ سے بند ہو چکا تھا۔ دیگر ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی کا بھی کوئی انتظام نہیں تھا۔ وہ لوگ جن کا روپیہ صیحون کے خزانہ میں جمع تھا وہ ایک ایک پائی کو ترس رہے تھے۔غرضیکہ وہ خستہ حالی تھی کہ الامان والحفیظ!

ان حالات میں ڈوئی کا جمیکا سے کیوبا اور پھر کیوبا سے میکسیکو کے سفر کا ارادہ تھا۔ روپیہ بہرحال صیحون سے ہی حاصل کرنا تھا۔ جب اس نے مسٹر والوا کو اپنے اس ارادہ کی اطلاع دی تو اس نے اس جرم میں ڈوئی کا شریک ہونے سے صاف انکار کر دیا۔اب تو ڈوئی غصّہ میں دیوانہ ہی ہو گیا۔اواخر مارچ 1906ء میں والوا کو بھی تار دیکر اسے اپنی جانشینی کے عہدے سے برخاست کر دیا۔مگر اب اس کی کون سنتا تھا۔ والوا کی برخاستگی کے تار نے صیحون میں ایک طوفان برپا کر دیا۔مسٹر ڈوئی کے اس فیصلہ کی وجہ سے سب لوگ اسکے برخلاف ہو گئے۔

31 مارچ 1906ء کو یہ تار پہنچا تھا۔ یکم اپریل 1906ء کو والوا نے ایک عام میٹنگ کا اعلان کر دیا۔ ساڑھے تین ہزار صیحونی اس میٹنگ میں شریک ہوئے۔مسٹر والوا نے اس واقعہ کی تفاصیل بیان کیں۔ جب ڈوئی کے مریدوں کو اس بات کا علم ہوا کہ ڈاکٹر ڈوئی اپنے ذاتی حساب میں زائن کا چھ لاکھ ڈالر حاصل کر چکا ہے اور زائن کی انڈسٹریز میں اس تاریخ تک پچیس لاکھ ڈالر کے حصص بک چکے ہیں مگر اس میں صرف پانچ لاکھ ڈالر کام پر لگائے گئے ہیں۔مٹھائی بنانے کے کارخانے کیلئے ڈیڑھ لاکھ ڈالر سے زائد کے حصص فروخت کئے گئے۔مگر صرف سترہ ہزار ڈالر تجارت پر لگائے گئے تو لوگ آپے سے باہر ہو گئے۔

اسکے بعد والوا نے ڈوئی کے اس نائب کو بلایا جس کو اس سے قبل ڈوئی نے ایک صیحونی عورت کے ساتھ شادی کے اعلان کرنے کے جُرم میں ممبری سے الگ کر دیا تھا اور کہا کہ مَیں اسے پھر اسکے عہدے پر مقرر کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔لوگوں نے خوشی اور مسرّت کے نعروں سے اس تقرر کا استقبال کیا۔

اسکے بعد مسٹر والوا نے اعلان کیا کہ ڈوئی چونکہ غرور، تعلّی، فضول خرچی اور عیاشی اور لوگوں کے پیسوں پر تعیّش کی زندگی بسر کرنے کا مجرم ہے اس لئے مَیں اعلان کرتا ہوں کہ وہ ہماری قیادت کا قطعاً نااہل ہے۔اس اعلان پر لوگوں کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔اسکے بعد کیبنٹ کی ایک اور میٹنگ ہوئی جس نے مشورہ کے بعد ڈوئی کو حسب ذیل تار دیا:

’’کیبنٹ کے تمام نمائندگان والوا کی قیادت کو تسلیم کرتے ہیں اور جن افسروں کو آپ نے برخاست کیا تھا ان کو دوبارہ ان کے عہدوں پر قائم کرتے ہیں اور آپ کی فضول خرچی اور منافقت، جھوٹ اور غلط بیانیوں اور مبالغہ آمیزیوں، لوگوں کی رقوم کے ناجائز استعمال اور ظلم اور بے انصافیوں کے خلاف زبردست احتجاج کرتے ہیں۔‘‘

ڈوئی کی عدالت سے چارہ جوئی

ڈوئی نے جب یہ تار پڑھا تو اسکے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔صحت پہلے ہی برباد ہو چکی تھی۔ رہی سہی عزّت بھی خاک میں ملتی نظر آئی۔ فوراً رختِ سفر باندھ کر شکاگو کو روانہ ہو گیا۔شکاگو پہنچ کر اس نے اسی روپے کے بل پر جو وہ لوگوں کا غبن کر چکا تھا مسٹر والوا کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کیلئے قانون دانوں کی خدمات حاصل کیں۔ شکاگو کی ایک عدالت میں دو ہفتے تک یہ مقدمہ چلتا رہا۔عدالت نے ڈوئی کو صیحون کی جائیداد واپس کرنے کی بجائے اس پر ایک ریسیور مقرر کر دیا اور ہدایت کی کہ صیحونی چرچ کے ممبر آراء شماری کے ذریعہ اپنا نیا لیڈر منتخب کر لیں۔ 18 ستمبر کو یہ انتخاب ہوا۔ جس میں والوا، ڈوئی کے صرف ایک سو ووٹوں کے مقابلہ میں ہزاروں ووٹ حاصل کر کے کامیاب ہوا۔

ڈوئی کی عبرت ناک موت

اب مسٹر ڈوئی کا انجام سنئے۔اسکا ایک عقیدت مند مسٹر لنڈزے لکھتا ہے کہ ان دنوں کوئی بیماری کی قسم ایسی نہ تھی جو ڈوئی کو لاحق نہیں تھی۔ اسکی رہی سہی طاقت بھی جلد جلد کم ہو رہی تھی بیماری کے دنوں میں صرف دو تنخواہ دار حبشی اسکی دیکھ بھال کرتے تھے اور اسکو ایک جگہ سے دوسری جگہ اُٹھا کر لے جاتے تھے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ اس کا مفلوج اور بےحس جسم بھاری پتھر کی طرح ان کے ہاتھوں سے گر جاتا اور ڈوئی اس طرح سے زمین پر گر جاتا جیسے ایک بے جان پتھر کسی کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا ہو۔ڈوئی اس قسم کی ہزاروں مصیبتیں سہتا ہوا آخر 9 مارچ 1907ء کو اس جہان سے رخصت ہوا۔شہر اس کا تباہ ہو گیا۔ بیوی بچے اسکے جُدا ہو گئے حتّٰی کہ اسکے جنازہ میں بھی شامل نہیں ہوئے۔صرف چند آدمیوں نے اسکے کفن دفن میں شرکت کی۔غرض کہ اُس نے اپنی زندگی میں ہی اپنے سارے پروگرام کی ناکامی کا اچھی طرح سے ملاحظہ کر لیا۔ وہ سمجھا تھا کہ لوگوں سے قرضے حاصل کر کے اتنے بڑے شہر کا آباد کر لینا آسان امر ہے مگر یہ اس کا قیاس غلط نکلا۔اس نے نبوت کا دعویٰ سہل سمجھا تھا مگر اسے اس معاملہ میں بھی سخت ناکامی ہوئی۔ پھر جبکہ وہ جمیکا میں تھا۔اسکے گھر سے شراب کی بوتلیں اور کنواری لڑکیوں کے ساتھ عاشقانہ رنگ کی خط و کتابت برآمد ہوئی۔ حالانکہ وہ اُن باتوں سے لوگوں کو منع کیا کرتا تھا۔وہ دوسری شادی کیلئے بالکل تیار تھا حالانکہ یہ امر موجودہ عیسائیت کی رُوح کے سراسر خلاف تھا۔غرضیکہ ہر طرف سے اُسے ذلّت نصیب ہوئی۔ سچ ہے کہ جھوٹا آدمی کبھی بھی اپنے منصوبوں میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

حضرت اقدس کو ڈوئی کی موت اور فتح عظیم کی پیشگی اطلاع

حضرت اقدس کو اسکی موت سے دو ہفتے پیشتر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی فتح عظیم کی اطلاع مل چکی تھی۔ چنانچہ آپ نے ایک رسالہ کے ٹائیٹل پیج پر جو ان دنوں آپ لکھ رہے تھے۔ یعنی ''قادیان کے آریہ اور ہم'' یہ اعلان شائع کر دیا تھا۔

''تازہ نشان کی پیشگوئی''

''خدا فرماتا ہے کہ میں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ وہ عام دنیا کیلئے ایک نشان ہوگا (یعنی ظہور اسکا صرف ہندوستان تک محدود نہیں ہوگا۔ ناقل) اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا۔ چاہئے کہ ہر ایک آنکھ اُس کی منتظر رہے کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کریگا۔ تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اس کی طرف سے ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اُٹھاوے۔ آمین''

المشتہر میرزا غلام احمد مسیح موعود

(روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 418)

ڈوئی کی موت پر حضرت مسیح موعودؑ کا ردعمل

حضرت اقدس کو جب ڈوئی کی اس طرح حسرت ناک موت کا علم ہوا تو آپ نے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ قرار دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان (جو فتح عظیم کا موجب ہے) جو تمام دنیا ایشیا اور امریکہ اور یورپ اور ہندوستان کیلئے ایک کھلا کھلا نشان ہو سکتا ہے، وہ یہی ڈوئی کے مرنے کا نشان ہے کیونکہ اورنشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے ہیں وہ تو پنجاب اور ہندوستان تک ہی محدود تھے اور امریکہ اور یورپ کے کسی شخص کو ان کے ظہور کی خبر نہ تھی، لیکن یہ نشان پنجاب سے بصورت پیشگوئی ظاہر ہو کر امریکہ میں جا کر ایسے شخص کے حق میں پورا ہوا جس کو امریکہ اور یورپ کا فرد فرد جانتا تھا اور اسکے مرنے کے ساتھ ہی بذریعہ تاروں کے اس ملک کے انگریزی اخباروں کو خبر دی گئی۔ چنانچہ ''پایونیئر'' نے (جو الہ آباد سے نکلتا ہے) پرچہ 11/مارچ 1907ء میں اور ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' نے (جو لاہور سے نکلتا ہے) پرچہ 12/ مارچ 1907ء میں اور انڈین ڈیلی ٹیلیگراف نے (جو لکھنؤ سے نکلتا ہے) پرچہ 12/مارچ 1907ء میں اس خبر کو شائع کیا ہے۔ پس اس طرح پر قریباً تمام دنیا میں یہ خبر شائع کی گئی۔ اور خود یہ شخص اپنی دنیوی حیثیت کی رُو سے ایسا تھا کہ عظیم الشان نوابوں اور شہزادوں کی طرح مانا جاتا تھا۔ چنانچہ وِبٹ نے جو امریکہ میں مسلمان ہو گیا ہے، میری طرف اسکے بارہ میں ایک چٹھی لکھی تھی کہ ڈاکٹر ڈوئی اس ملک میں نہایت معززانہ اور شہزادوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے اور باوجود اس عزّت اور شہرت کے جو امریکہ اور یورپ میں اس کو حاصل تھی، خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ہوا کہ میرے مباہلہ کا مضمون اسکے مقابل پر امریکہ کے بڑے بڑے نامی اخباروں نے جو روزانہ ہیں شائع کر دیا اور تمام امریکہ اور یورپ میں مشہور کر دیا۔ اور پھر اس عام اشاعت کے بعد جس ہلاکت اور تباہی کی اس کی نسبت پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی کہ جس سے بڑھ کر اکمل اور اتم طور پر ظہور میں آنا متصور نہیں ہو سکتا۔ اسکی زندگی کے ہر ایک پہلو پر آفت پڑی۔ اس کا خائن ہونا ثابت ہوا اور وہ شراب کو اپنی تعلیم میں حرام قرار دیتا تھا مگر اس کا شراب خوار ہونا ثابت ہو گیا۔ اور وہ اُس اپنے آباد کردہ شہر صیحون سے بڑی حسرت کے ساتھ نکالا گیا جس کو اس نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کر کے آباد کیا تھا اور نیز سات کروڑ نقد روپیہ سے جو اس کے قبضہ میں تھا اس کو جواب دیا گیا اور اسکی بیوی اور اسکا بیٹا اسکے دشمن ہو گئے اور اُسکے باپ نے اشتہار دیا کہ وہ ولدالزنا ہے۔ پس اس طرح پر وہ قوم میں ولدالزنا ثابت ہوا اور یہ دعویٰ کہ میں بیماروں کو معجزہ سے اچھا کرتا ہوں۔ یہ تمام لاف و گزاف اس کی محض جھوٹی ثابت ہوئی اور ہر ایک ذلّت اس کو نصیب ہوئی اور آخر کار اس پر فالج گرا اور ایک تختہ کی طرح اس کو چند آدمی اسکو اُٹھا کر لے جاتے رہے اور پھر بہت غموں کے باعث پاگل ہو گیا اور حواس بجا نہ رہے اور یہ دعویٰ اس کا کہ میری ابھی بڑی عمر ہے اور میں روز بروز جوان ہوتا جاتا ہوں اور لوگ بُڈھے ہوتے جاتے ہیں محض فریب ثابت ہوا۔ آخر کار مارچ 1907ء کے پہلے ہفتہ میں ہی بڑی حسرت اور درد اور دُکھ کے ساتھ مر گیا۔

کسرِ صلیب اور قتلِ خنزیر کا مصداق

اب ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہوگا۔ چونکہ میرا اصل کام کسرِ صلیب ہے سو اس کے مرنے سے ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا کیونکہ وہ تمام دنیا سے اوّل درجہ پر حامیٔ صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دُعا سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام نابود ہو جائے گا اور خانہ کعبہ ویران ہو جائے گا سو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اس کو ہلاک کیا۔ میں جانتا ہوں کہ اس کی موت سے پیشگوئی قتلِ خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہوگئی کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہو سکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اس کیساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہو گئے تھے جو بڑے مالدار تھے بلکہ سچ یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا وجود اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہ تھا۔ نہ اسکی طرح شہرت ان کی تھی اور نہ اس کی طرح کروڑ ہا روپیہ کے وہ مالک تھے۔ **پس میں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جس کے قتل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائے گا۔** اگر میں اس کو مباہلہ کیلئے نہ بلاتا اور اگر میں اس پر بددعا نہ کرتا اور اس کی ہلاکت کی پیشگوئی شائع نہ کرتا تو اسکا مرنا اسلام کی حقیت کیلئے کوئی دلیل نہ ٹھہرتا، لیکن چونکہ میں نے صدہا اخباروں میں پہلے سے شائع کر دیا تھا کہ **وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگا۔ میں مسیح موعود ہوں اور ڈوئی کذاب ہے** اور بار بار لکھا کہ اس پر یہ دلیل ہے کہ وہ میری زندگی میں ذلّت اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہو جائے گا چنانچہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اس سے زیادہ کھلا کھلا معجزہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو سچا کرتا ہے اور کیا ہوگا؟ اب وہی اس سے انکار کرے گا جو سچائی کا دشمن ہوگا۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 511 تا 516)

ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی کی موت پر امریکی اخبارات کا تبصرہ، بطور اتمام حجت

ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی کے مرنے پر امریکہ کے بہت سے اخبارات نے اس امر کو تسلیم کیا کہ حضرت اقدس کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ چنانچہ

(1) ''ڈونول گزٹ'' نے اس واقعہ کا ذکر کر کے لکھا: ''اگر احمد اور ان کے پیرو اس پیشگوئی کے جو چند ماہ ہوئے پوری ہوگئی ہے۔ نہایت صحت کے ساتھ پورا ہونے پر فخر کریں تو ان پر کوئی الزام نہیں۔'' (پرچہ 7/جون 1907ء)

(2) اخبار ''ٹرتھ سیکر'' نے لکھا: ''ظاہری واقعات چیلنج کرنے والے کے زیادہ دیر تک زندہ رہنے کے خلاف تھے۔ مگر وہ جیت گیا۔'' مطلب یہ کہ عمر کے لحاظ سے حضرت اقدس ڈاکٹر ڈوئی سے بڑے تھے۔

(3) بوسٹن امریکہ کے اخبار ''ہیرالڈ'' نے لکھا: ''ڈوئی کی موت کے بعد ہندوستانی نبی کی شہرت بہت بلند ہوگئی ہے کیونکہ کیا یہ سچ نہیں کہ انہوں نے ڈوئی کی موت کی پیشگوئی کی تھی کہ یہ ان کی یعنی مسیح کی زندگی میں واقع ہوگی اور بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ اس کی موت ہوگی۔ ڈوئی کی عمر پینسٹھ سال کی تھی اور پیشگوئی کرنے والے کی پچھتر 75 سال کی۔''

(حیات طیبہ صفحہ 419 مطبوعہ قادیان 2019)

قارئین کرام! حضرت مسیح موعودؑ اور ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی کے مابین جو معرکہ ہوا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو فتح نصیب فرمائی اور حضرت اقدس کی یہ پیشگوئی کہ ''وہ میری زندگی میں ذلّت اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہو جائے گا'' بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی جو اہل امریکہ کیلئے ایک اتمام حجت کے طور پر تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ سچے تھے، آپ کا تعلق ایک زندہ خدا کے ساتھ تھا اور ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی جھوٹا تھا۔ لہٰذا وہ ناکامی اور نامرادی کی حالت میں مر گیا اور اہل امریکہ کو واضح کر گیا کہ ایک زندہ خدا نے کس طرح ایک مصنوعی خدا کو مار دیا۔

(ماخوذ از ''مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انجام'' از ڈاکٹر منظور احمد صاحب کراچی)

......☆......☆......

طاعون کی عظیم الشان انذاری پیشگوئی: برصغیر ہندوپاک کی تمام اقوام پر اتمام حجت

(محمد شریف کوثر، استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

یہ سوال بڑی دیر سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال سے انسانی ذہن کو الجھائے ہوئے ہے کہ حادثات طبعی کا کوئی تعلق اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں دو نظریات ایک دوسرے کے مقابل پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ ایک نظریہ اس امر پر مشتمل ہے کہ دنیا میں جتنے بھی حادثات واقع ہوتے ہیں یا آفات رونما ہوتی ہیں یہ سب قوانین طبعی کے ماتحت خود بخود ظاہر ہوتے چلے جاتے ہیں اور انسان کے اعمال، اس کی نیکی بدی یا رسولوں کے انکار سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ دوسری طرف قدیم سے تمام قطعہ ارض پر بسنے والے اہل مذاہب کسی نہ کسی رنگ میں یہ مانتے چلے آئے ہیں کہ عذاب اور آفات جب بھی غیر معمولی نوعیت اختیار کر جائیں تو قوانین طبعی کے دائرے سے نکل کر قوانین غیر طبعی کے حلقہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ان سب مذاہب میں خدائے واحد و یگانہ کا تصور تو نہیں ملتا جو اسلام نے پیش کیا ہے لیکن اپنے اپنے رنگ میں اس بات پر سب کا اتفاق نظر آتا ہے کہ عذاب اور آفات کسی باشعور ہستی کے فیصلے کے نتیجہ میں رونما ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ چونکہ ازسرنو بڑے زوردار اصرار کے ساتھ اس نظریئے کو دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے کہ حوادث اور مصائب کی صورت میں جو مظاہر طبعی ہمیں نظر آتے ہیں ان کا تعلق یقیناً اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ بھی ہے۔

جماعت احمدیہ اس نظریئے کی بڑے وثوق سے قائل ہے کہ غیر معمولی آفات درحقیقت عذاب الٰہی کا رنگ رکھتی ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ اس بات کو بھی شدت سے تسلیم کرتی ہے کہ عذابوں کے ظہور سے قبل اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ماتی نبی کو اس زمانہ کی اصلاح اور تنبیہ کیلئے بھیجا ہے اور اس اعتقاد کی وجہ یہی ہے کہ قرآن کریم میں حوادث طبعی کو بڑے اصرار اور تکرار کے ساتھ انبیاء کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور قرآن بکثرت اس مضمون سے بھرا پڑا ہے کہ خدا کے مرسل کے انکار کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک کے بعد دوسری قوم کو ہلاک کیا اور صرف وہی باقی رکھے گئے جو ایمان لانے والے تھے اور پھر قرآن کریم آنحضرت ﷺ کی تائید میں بھی بار بار یہی دلیل پیش کرتا ہے اور انسانوں کو تنبیہ کرتا ہے کہ اگر رسولوں کے سردار ﷺ کا انکار کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے جو سلوک کمتر درجہ کے انبیاء کے منکرین کے ساتھ کیا تھا وہی سلوک بلکہ اس سے بڑھ کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے منکرین کے ساتھ کرے گا۔

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ بہت ہی رحم کرنے والا، پیار کرنے والا اور کرم کرنے والا خدا ہے لیکن اگر بندے ہی ظلم اور سرکشی پر اتر آئیں خدا کی مسلسل نافرمانی کریں۔ اس کے پیارے بندے اور اسکی جماعت کو دکھ دیں اور تکلیفیں پہنچائیں اور اللہ کے احکام سے دور جا کر نہ حقوق اللہ ادا کریں اور نہ ہی حقوق العباد ادا کریں تو پھر خدا تعالیٰ ناراض بھی ہوتا ہے اور ان کی اصلاح کیلئے کچھ سزا بھی دیتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مارچ 1882 میں مامور من اللہ ہونے کا اعلان فرمایا۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے 23/ مارچ 1889 کو جماعت احمدیہ مسلمہ کی بنیاد رکھی۔ 1891 کے شروع میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر یہ اعلان فرمایا کہ مسیح ناصری باقی تمام انبیاء کی طرح طبعی زندگی گزار کر اور اپنا مشن مکمل کر کے فوت ہو چکے ہیں اور اُن کے رنگ میں اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے اور آپ علیہ السلام ہی مسیح محمدی ہیں جنہوں نے اسلام کی ازسرنو تجدید کرنی ہے۔ اسی طرح آپ نے یہ بھی دعوی کیا کہ اسلام میں جس مہدی و مسیح کا وعدہ کیا گیا تھا وہ مَیں ہی ہوں کیوں کہ احادیث سے واضح علم ہوتا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی وجود ہونگے نہ کہ الگ الگ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہر ایک دعوی پر جو کہ آپؑ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا تھا صداقت کے زبردست دلائل بھی پیش کئے جس کی وجہ سے مسلم وغیر مسلم سعید فطرت لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آئے۔ مگر جمہور مسلمان اپنے علماء اور سجادہ نشینوں کی اتباع میں لحظہ بلحظہ مخالفت میں ترقی کرتے گئے اور علماء کے فتووں نے ملک میں ایک آگ لگا دی اور علماء نے صرف قولی فتوے ہی نہیں لگائے یعنی آپ کو صرف عقیدہ کے لحاظ سے ہی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا بلکہ یہ بھی اعلان کیا کہ حضرت مرزا صاحب اور آپ کے متبعین کے ساتھ کلام سلام اور ہر قسم کا تعلق ناجائز اور حرام ہے اور ان کے ساتھ مسلمانوں کا رشتہ ممنوع ہے اور یہ کہ مسلمانوں کے قبرستانوں میں بھی انہیں دفن کرنے کی اجازت نہیں۔ بہت سے لوگ حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے متبعین کو قتل کرنے کی ترغیب بھی دلانے لگے۔ ان عملی فتووں نے ملک میں ایک نہایت خطرناک حالت پیدا کر دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت چاروں طرف سے مخالفت کے طوفان میں گھر گئی اور اس طوفان عظیم میں احمدیت کی کشتی اس طرح تھپیڑے کھانے لگی کہ لوگوں نے سمجھا کہ بس یہ آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں۔

ایسی صورت حال میں آخرکار اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو طاعون جیسی مہلک بیماری کی انذاری پیش خبری دی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 6 فروری 1898ء کو ایک خواب دیکھا جس کی تفصیل حضورؑ یوں بیان فرماتے ہیں:

”آج جو 6 فروری 1898ء روز یک شنبہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں۔ اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوف ناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں۔ جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔“

(تذکرہ، صفحہ 262، مطبوعہ 2006 قادیان)

نیز آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ ......یعنی جب تک دلوں کی وباء معصیت دور نہ ہو تب تک ظاہری وباء بھی دور نہ ہوگی...... یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دعا اور صدقات اور خیرات اور اعمال صالحہ اور توبہ نصوح سے ٹل سکتی ہے۔ اس لئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ میں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں۔“ (مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ 393، ایڈیشن 2019 قادیان)

جب یہ الہام ہوا، یہ وہ زمانہ تھا کہ پنجاب میں کوئی طاعون نہ تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت پہلے سے اس کی خبر دے دی اور حضور نے اسے قبل از وقت شائع فرما دیا تھا۔ یہ انذاری پیش خبری میں صاف نظر آتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت پہلے بتا دیا تھا کہ فرشتے ملکِ پنجاب میں طاعون کے پودے لگا رہے ہیں۔ مگر یہ وہ وقت تھا کہ پنجاب میں طاعون کا نام ونشان نہ تھا۔ اور اگر یہ خبر خدا کی طرف سے نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت تھی کہ ایک جھوٹی خبر کو سچی کرنے کے انتظامات کر دیتا، لیکن 1902ء میں یعنی پیشگوئی کے چار سال بعد یہ بیماری پنجاب میں خوفناک طریق پر پھوٹی اور اس طرح پھوٹی کہ بعض جگہ ایک ایک گھر میں ایک ہی دن میں تین تین چار چار موتیں ہو گئیں، دفنانے کے لیے لوگ نہیں ملتے تھے۔ بعض تو گاؤں کے گاؤں ہی صاف ہو گئے۔ غرض عجیب افراتفری کا عالم تھا۔ انسانی جان اس قدر سستی ہو گئی تھی کہ کوئی ایک دوسرے کو پوچھنے کا روادار نہ تھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا طاعون کی بیماری کا پنجاب میں پھیلنے کی خبر قبل از وقت دینا اور اس خبر کو خدا کی طرف منسوب کرنا اور عین اسی کے مطابق طاعون کا پنجاب میں شدت اختیار کرنا اپنے آپ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے اور جس انسان کو بصیرت دی گئی وہ قطعاً اس نشاں کا انکار نہیں کر سکتا۔

اللہ کی قدرت نے عامۃ الناس کیلئے صرف اسی نشاں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نشاں کو مزید اور جلالی رنگ عطا فرمایا اور اس سے بڑھ کر ایک اور نشان لوگوں کی ہدایت کیلئے عطا فرمایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ان دنوں حکومت

نے لوگوں کو طاعون کا ٹیکہ لگانے کا حکم دیا تا کہ اس وجہ سے جانیں بچ سکیں۔ یہ ٹیکہ بہت مفید تھا اور حکومت نے بڑی خیرخواہی سے پبلک کیلئے اسکا انتظام کیا تھا اور اس اہتمام پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے گورنمنٹ انگریزی کی تعریف بھی کی۔

جب طاعون پھیلی تو ٹیکہ لگوانا ضروری تھا تا کہ لوگ اس بیماری سے محفوظ ہو جائیں۔ مگر انہی ایام میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر کیا کہ طاعون آپ کیلئے ایک خدائی نشان ہے اور اس کے ذریعہ خدا آپ کے ماننے والوں اور انکار کرنے والوں میں ایک امتیاز پیدا کر دے گا۔ چنانچہ ان ایام میں جو الہام اس بارے میں آپ پر نازل ہوا وہ یہ تھا:

”تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کیلئے مت دلگیر ہو......قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئے گی......اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 2)

اس کے بعد طاعون نے بہت زور پکڑنا شروع کیا اور پنجاب کے مختلف حصوں میں اس قدر تباہی مچائی کہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے قیامت کا نمونہ آ گیا۔ ہزاروں دیہات ویران ہو گئے۔ سینکڑوں شہروں اور قصبوں کے محلے کے محلے خالی ہو گئے اور بعض جگہ ایسی تباہی آئی کہ مردوں کو دفن کرنے کیلئے کوئی آدمی نہیں ملتا تھا اور لاشیں سڑکوں اور گلیوں میں پڑی ہوئی سڑتی تھیں۔

ہندوستان یعنی وہ ملک جس میں وقت کا امام ظاہر ہوا تھا اور جس نے آفت سے بالخصوص اس ملک کو متنبہ کیا طاعون کی سب سے زیادہ خوفناک آماجگاہ بن گیا۔ 1906 تک کل 37 لاکھ لوگوں کی اس بیماری سے موت ہوئی۔

اس عرصہ میں جماعت احمدیہ نے اس حیرت انگیز رنگ میں ترقی کی کہ بعض اوقات ایک ایک دن میں پانچ پانچ سو بلکہ اس سے بھی زیادہ آدمیوں کی بیعت کے خطوط پہنچتے تھے اور دنیا گھبرا کر خدا کے مسیح کا دامن پکڑنے کیلئے ٹوٹی پڑتی تھی۔ لوگوں کا یہ غیر معمولی رجوع کسی وہم کی بنا پر نہیں تھا بلکہ ہر غیر متعصب شخص کو یہ صاف نظر آ رہا تھا کہ اس عذاب کے پیچھے خدا کا ہاتھ مخفی ہے جو اپنی قدیم سنت کے مطابق ماننے والوں اور انکار کرنے والوں میں امتیاز کرتا چلا جا رہا ہے۔ بے شک جیسا کہ الہام میں بھی اشارہ تھا بعض خال خال موتیں احمدیوں میں بھی ہوئیں کیوں کہ بسا اوقات جنگ میں فاتح فوج کے بعض سپاہی بھی مارے جاتے ہیں لیکن ان شاذ و نادر اموات کو اس خطرناک ہلاکت سے کوئی نسبت نہیں تھی جو طاعون نے حضرت مسیح موعود کے منکرین میں برپا کی۔ پس لوگوں کا یہ رجوع وہم پر مبنی نہیں تھا بلکہ بصیرت پر مبنی تھا کیوں کہ وہ دیکھتے تھے کہ اس وقت خدا کے عذاب کا حقیقی علاج سوائے اسکے کچھ نہیں کہ اس کے مسیح کی غلامی کو قبول کیا جاوے۔ الغرض ان ایام میں جماعت احمدیہ نے نہایت خارق عادت رنگ میں ترقی کی اور پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ اس زمانہ میں لوگوں کے رجوع کو دیکھ کر بعض اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسکرا کر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے بہت سے لوگ طاعونی احمدی ہیں کہ جب لوگوں نے دوسرے دلائل سے نہیں مانا تو خدا نے انہیں عذاب کا طمانچہ دکھا کر منوایا۔

اسی طرح اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ بھی کامل صفائی سے پورا ہوا یعنی قادیان میں طاعون آئی اور بعض اوقات کافی سخت حملے بھی ہوئے مگر وعدہ کے مطابق خدا نے اسے اس تباہ کن ویرانی سے بچایا جو اس زمانہ میں دوسرے دیہات اور قصبات میں نظر آ رہی تھی اور پھر لطف یہ ہے کہ خدا نے اپنے نشان کو پورا کرنے کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کے مکان کے اردگرد بھی طاعون کی تباہی دکھائی اور آپ کے پڑوسیوں میں کئی موتیں ہوئیں مگر اس سارے عرصہ میں آپ کے مکان میں کسی انسان کا مبتلائے مرض ہونا تو الگ رہا کبھی ایک چوہا تک بھی نہیں مرا اور خدا نے چاروں طرف آگ لگا کر بتا دیا کہ اس وسیع آگ کے میدان میں اگر کوئی امن کی جگہ ہے تو بس یہی ایک مکان ہے جس کی حفاظت کا وعدہ دیا گیا ہے۔

پھر ایک اور لحاظ سے بھی طاعون نے خدا کے مسیح کی خدمت کی۔ وہ یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کئی نامور دشمن اس مرض میں مبتلا ہو کر موت کا لقمہ بن گئے۔ مثلاً 1902 میں ہی جو طاعون کے زور کا پہلا سال تھا سلسلہ احمدیہ کا ایک اشد مخالف مولوی رسل بابا امرتسری جو پنجاب کے حنفیوں کا سرکردہ تھا طاعون سے ہلاک ہوا۔ اسی طرح کئی اور مخالف طاعون کا شکار ہوئے۔ ان ہلاک ہونے والوں میں بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا سن کر اسکے مقابل پر خود اپنے لئے بھی یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ مگر خدا نے ایسے لوگوں کو چن چن کر لیا اور جن لوگوں نے ایسا دعویٰ کیا تھا ان میں سے ایک بھی نہیں بچا۔

اس مکمل پیشگوئی، تاریخ اور حقائق پر اگر کوئی بھی انسان غور کرے تو بلاشبہ وہ اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ یقیناً حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ طاعون کا نشان ظاہر فرمایا اور یہ نشان برصغیر کی تمام اقوام کیلئے ہی نہیں بلکہ رہتی دنیا تک تمام لوگوں کیلئے ایک عبرت کا نشان بنا رہے گا۔

......☆......☆......☆......

دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضعفِ دینِ مصطفیٰ

پاکیزہ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ مَیں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سُن مَیں ہو گیا زار و نزار
دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضعفِ دینِ مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سُلطاں کامیاب و کامگار
کیا سُلائے گا مجھے تو خاک میں قبل از مُراد
یہ تو تیرے پر نہیں اُمید اے میرے حصار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اِس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار
ایک عالَم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے تقویٰ کا نُور اس کے اندر اور باہر ہو، اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بیجا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو (ملفوظات، جلد 7، صفحہ 127، ایڈیشن 1984ء)

طالب دُعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، رشی نگر، کشمیر)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو، اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 128، ایڈیشن 1984ء)

طالب دعا: محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی۔ساؤتھ) شانتی نکیتن (بیر بھوم، بنگال)

عظیم الشان زلازل کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

(لئیق احمد ڈار، مربی سلسلہ، نظارت علیاء قادیان)

اک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات وشہر اور مرغزار
آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہوجائے گی زیروزبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رودبار
ہوش اُڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آبِ رواں
سرخ ہوجائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہوجائیں گے اس خوف سے سب جن وانس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد21، صفحہ 151 تا152)

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اپنے ماموراور مرسل اصلاح خلائق کیلئے کھڑے کئے اور اس آخری دَور میں بھی حضرت رسول اکرم ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا اور امت مسلمہ مرحومہ ودیگر تمام امم کیلئے مزید رحم یہ کیا کہ چودہویں صدی میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے انتہائی عشق ومحبت ہونے کی بناء پر اور آپ ﷺ کی کامل متابعت کی بدولت نبوت اور ماموریت کے خلعت سے سرفراز فرمایا۔

آپؑ نے آئندہ زمانہ کے متعلق بے شمار خبریں دیں جو آپ نے اپنی کتب وغیرہ میں درج فرما کر ان کی خوب تشہیر فرمائی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے زلزلوں کے حوالہ سے بھی پیش گوئیاں فرمائی ہیں۔ جو اشعار شروع میں حضرت مسیح موعودؑ کے درج کئے گئے ہیں اس حوالہ سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”یہ نظم حضرت مسیح موعودؑ نے اپریل 1905ء میں لکھی اور اسکے نیچے یہ نوٹ لکھا کہ گو خدا تعالیٰ نے الہام میں زلزلہ کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن چونکہ بعض اوقات زلزلہ کا لفظ ایک بڑی آفت اور انقلاب پر بھی بولا جاتا ہے اس لئے ممکن ہے کہ یہ مصیبت عام زلزلہ کی صورت میں نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نمونہ دکھاوے اور بعد کے حالات نے بتادیا کہ اس پیشگوئی میں جنگ عظیم کی طرف اشارہ تھا جس نے 1914ء میں ظاہر ہوکر گویا دنیا کا نقشہ بدل دیا اور ایسی خطرناک تباہی پیدا کی جس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں نہیں ملتی اور پھر لطف یہ ہے کہ عین پیشگوئی کے مطابق اس زلزلہ عظیمہ نے زار کا بھی تختہ الٹ دیا۔“

(سلسلہ احمدیہ، جلد اول، صفحہ 144)

اور جو خوفناک منظر ان اشعار میں دکھایا گیا ہے وہ قرآن مجید میں بھی کئی جگہ بیان ہوا ہے۔ چنانچہ زلزلہ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ ایک موقع پر فرماتا ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ○ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ○ (سورۃ الحج: 2 تا3)

ان آیات کا ترجمہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس طرح کیا ہے کہ

”اے لوگو! تم اپنے رب کا تقویٰ کرو کیونکہ فیصلہ والا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ جس دن تم اس کو دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی عورت جس کو دودھ پلا رہی ہوگی اُس کو بھول جائے گی اور ہر حاملہ عورت اپنے حمل کو گرادے گی اور تُو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ بدمستوں کی طرح ہیں حالانکہ وہ بدمست نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔“

اور ان آیات کے ترجمہ کے بعد ان کے زیر تفسیر ضلع کانگڑہ، کوئٹہ اور بہار کے زلزلوں کے حوالہ سے جو کچھ لکھا ہے اُس سے حقیقت واضح ہوجاتی ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ اشعار کی تشریح بین طور پر ہوجاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

”اس آیت کے متعلق یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ ضروری نہیں کہ اس آیت کا مفہوم آخرت پر ہی چسپاں کیا جائے بلکہ شدید جنگوں یا زلزلوں میں بھی یہ حالت پیش آتی رہتی ہے۔ جب ضلع کانگڑہ میں 1905ء کا زلزلہ آیا جس سے تیس ہزار کے قریب آدمی مر گئے تھے اور جو زخمی ہوئے اُنکی تعداد اس سے بہت زیادہ تھی اور گاؤں کے گاؤں اس طرح مٹ گئے کہ اُن کا نام ونشان نہ رہا اور تمام پنجاب ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہل گیا تو اُس وقت لوگوں کا بالکل یہی حال ہوا تھا۔ اسی طرح 1935ء میں جب کوئٹہ میں زلزلہ آیا اور مجروح اور زلزلہ سے بچے ہوئے لوگ سپیشل ٹرینوں کے ذریعہ واپس آتے تو لوگ دیوانہ وار روتے ہوئے سٹیشنوں پر اِدھر اُدھر اپنے رشتہ داروں کی تلاش میں دوڑے پھرتے اور جب انہیں اپنا کوئی رشتہ دار نظر نہ آتا تو ان کے نالہ وبکا سے ماتم برپا ہوجاتا۔ ایک اخبار کے نامہ نگار نے لکھا کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا وہ اس طرح اسٹیشن پر پھر رہی تھی جس طرح ایک شرابی نشہ میں مدہوش ہوکر لڑھکتا پھرتا ہے۔ وہ کبھی دائیں گرتی کبھی بائیں اور روتے ہوئے کہتی کہ سارے ہی مر گئے کوئی بھی نہیں بچا۔ بعض لوگوں نے بیان کیا کہ جب مصیبت زدہ لوگوں سے پوچھا جاتا تو وہ جواب دینے کی بجائے چیخیں مار کر رو پڑتے پھر کئی آدمی اس صدمہ کی وجہ سے پاگل ہوگئے۔ ان دنوں اخبارات میں چھپا تھا کہ کوئٹہ سے ملتان کو گاڑی آرہی تھی کہ رستہ میں دو عورتیں شدت غم کی وجہ سے پاگل ہوگئیں۔ ایک اور شخص بھی دیوانہ ہوگیا اور اُس نے چلتی گاڑی سے چھلانگ لگادی۔ غرض یہ ایک ایسا دردناک نظارہ تھا کہ اس نظارہ کو دیکھنے والے تو کیا پڑھنے والے بھی ششدر رہ جاتے تھے اور اُن کے دل کرب واضطراب سے بھر جاتے تھے۔

اسی طرح 15 رجنوری 1934ء کو جب بہار میں ایک قیامت نما زلزلہ آیا جس کے متعلق لارڈ ریڈنگ سابق وائسرائے ہند نے لنڈن میں ایک تقریر کرتے ہوئے چشم پُرآب ہوکر کہا تھا کہ ”یہ زلزلہ ایسا ہیبتناک ہے کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔“

تو اُس وقت بھی لوگوں کی یہی کیفیت ہوئی تھی۔ اخبار ”حقیقت“ لکھنؤ نے لکھا کہ ”انسان تو انسان حیوان بھی اس قہر خدا سے حواس باختہ ہوگئے تھے اور درندے نہایت بدحواسی سے آدمیوں کے پاس بھاگتے ہوئے جارہے تھے۔“

”امرت بازار پترکا“ کے نامہ نگار نے لکھا کہ ”میں نے کئی آدمیوں کو کھڑکیوں سے چھلانگیں لگاتے دیکھا مگر اُن کے نیچے آنے سے پہلے دیواریں گرجاتی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انسانی سروں، ہاتھوں اور بازوؤں کی بارش ہورہی ہے۔“

مونگھیر کی تباہی کے متعلق ایک شخص نے اپنا چشم دید ماجرا بیان کرتے ہوئے لکھا کہ اس وقت زمین میں دائیں اور بائیں دو حرکتیں ہوئیں بعد ازاں ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے زمین کو چرخی پر رکھ کر گھما دیا ہے میرے ہوش وحواس زائل ہوگئے۔ آدھ گھنٹہ کے بعد سنبھلا تو ایک عجیب منظر میرے سامنے تھا۔ جہاں تک نظر جاتی تھی کھنڈر ہی کھنڈر دکھائی دیتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں مونگھیر میں نہیں۔ شہر کی حالت اتنی تبدیل ہوگئی تھی کہ میں اپنا گھر بھی نہ پہچان سکا۔“

اخبار ”ملاپ“ کے ایڈیٹر نے لکھا کہ ”باپ بچوں کی تلاش میں سرگردان ہیں۔ بچے اپنے ماتا پتا کو تلاش کر رہے ہیں۔ گرے ہوئے مکانات میں جو بچے بچ رہے ہیں وہ ایک ایک اینٹ اُٹھا کر دیکھ رہے ہیں کہ اُن کے ماتا پتا نیچے سے نظر آسکیں اور انہیں پیار سے بُلا سکیں لیکن بھونچال نے کس کو زندہ رہنے دیا ہے جب مکان کھودتے کھودتے لاش نکلتی ہے تو پھر چیخ وپکار کا کیا ٹھکانہ۔ پتھر سے پتھر دل بھی روتا ہے۔“

یہی حال جنگ میں بھی ہوتا ہے......“

(تفسیر کبیر، جلد6، صفحہ 5 تا6)

یہ نشانات صداقت کے دیکھ کر سعید روحیں تو ایمان لے آتی ہیں البتہ سابقہ تاریخ پھر دُہرائی جاتی ہے کہ ہزاروں نشانات دیکھ کر بھی مخالفین کو ماموروقت کو قبول کرنے کی توفیق نہیں ملتی بلکہ زبان حال سے فرعونیوں کی طرح وہ زمانے کے موسیٰ کے سامنے گویا یہ آیت پڑھتے رہتے ہیں کہ مَهْمَا تَأْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ (سورہ اعراف: 133) کہ اے مسیح موعود! تیرے ہر قسم کے نشانات دکھانے پر بھی ہم تجھے قبول نہیں کریں گے۔

آج اگر کوئی طالب حق ہو تو موجودہ وقت کے نشانات دیکھ کر بھی وہ عبرت حاصل کرسکتا ہے اور سچائی کو قبول کرسکتا ہے۔اس وقت جو زلازل،طوفان،سیلاب،وبائیں اور جنگیں ودیگر حوادث آسمانی اور زمینی برپا ہیں ان سب کی خبر حضور علیہ السلام پہلے سے دے چکے ہوئے ہیں۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’پھر خدا نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت اور ہوش رُبا ہوگا۔چونکہ دو مرتبہ مکرر طور پر اس علیم مطلق نے اس آئندہ واقعہ پر مجھے مطلع فرمایا ہے اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلادے گا دور نہیں ہے۔مجھے خدائے عزوجل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دونوں زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کیلئے دو نشان ہیں۔اُنہیں نشانوں کی طرح جو موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے۔اور اس نشان کی طرح جو نوح نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا اور یاد رہے کہ ان نشانوں کے بعد بھی بس نہیں بلکہ کئی نشان ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ انسان کی آنکھ کھلے گی اور حیرت زدہ ہوکر کہے گا کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے۔ہر ایک دن سخت اور پہلے سے بدتر آئیگا۔خدا فرماتا ہے کہ میں حیرتناک کام دکھلاؤں گا اور بس نہیں کروں گا جب تک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کرلیں اور جس طرح یوسفؑ نبی کے وقت میں ہوا کہ سخت کال پڑا یہاں تک کہ کھانے کیلئے درختوں کے پتے بھی نہ رہے اسی طرح ایک آفت کا سامنا موجود ہوگا اور جیسا یوسفؑ نے اناج کے ذخیرہ سے لوگوں کی جان بچائی اسی طرح جان بچانے کیلئے خدا نے اس جگہ بھی مجھے ایک روحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے۔جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائیگا،میں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اس پر رحم کیا جائے گا۔‘‘

(تذکرہ،صفحہ 450،مطبوعہ 2006 قادیان)

قرآن کریم کی سورۃ الاحزاب کی آیت هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا (سورۃ احزاب:12) ترجمہ: وہاں مومن ابتلاء میں ڈالے گئے اور سخت (آزمائش کے) جھٹکے دیئے گئے۔اس آیت سے ثابت ہے کہ زلزلہ کا لفظ جنگ کے معنوں میں بھی آتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہام کففت عن بنی اسرائیل وغیرہ کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ

’’میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں بچاؤں گا۔اس وحی میں خدا نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے۔اس طرح پر بنی اسرائیل ٹھہرے اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کرونگا کہ فرعون یعنی وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہیں اور ہامان یعنی وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہیں اور ان کے ساتھ کے لوگ جو اُن کا لشکر ہیں یہ سب خطا پر تھے اور پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ یعنی فرشتوں کے ساتھ نشانوں کے دکھلانے کیلئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا یعنی اس وقت جب اکثر لوگ باور نہیں کریں گے اور ہنسی اور ٹھٹھے میں مشغول ہوں گے اور بالکل میرے کام سے بےخبر ہوں گے۔تب میں اس نشان کو ظاہر کردوں گا کہ جس سے زمین کانپ اُٹھے گی۔تب وہ روز دنیا کیلئے ایک ماتم کا دن ہوگا۔مبارک وہ جو ڈریں اور قبل اسکے جو خدا کے غضب کا دن آوے توبہ سے اسکو راضی کرلیں کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور تواب ہے جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے۔‘‘ (تذکرہ،صفحہ 452)

مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مصیبت کے دن زلازل، جنگ وغیرہ آفات کی صورت میں اس لئے ظاہر ہوں گے کہ لوگ توبہ کرکے اُسے راضی کرلیں۔اگر ایسا نہ کریں گے تو پھر خدا کا عذاب آ پکڑے گا۔

چنانچہ آج زمانہ میں آسمانی حوادث اور زمینی تغیرات بانگ دہل یہ آواز دے رہے ہیں کہ مسیح وقت اور امام دوراں ظہور فرما چکا ہے اور آؤ اور اس کی بیعت میں آکر خدا تعالیٰ کی عافیت کے طلبگار بنو نہ کہ انکار اور تکذیب کی راہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کے شکار۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد اب زلازل اور دوسرے حوادث نے اپنا منہ کھول لیا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہوا ہے اور ہر طرف دنیا میں تباہی کا دور دورہ ہے۔ان آسمانی آفات اور زمینی آفات کو خود انسان نے ہاں انسان نے دعوت دے کر ایک ایسے معرکہ میں قسمت آزمائی کی ٹھان رکھی ہے جہاں وہ خسران اور تباہی اور بربادی کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھ سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بار بار اپنی تحریرات میں دنیا کو متنبہ فرما چکے ہیں کہ میرے عافیت کے حصار میں داخل ہوجاؤ۔پس یہ زلازل اور یہ جنگیں اور یہ حوادث حضور اقدس علیہ السلام کے صدق کو آشکارا کرتے ہیں اور اب وقت ہے کہ دنیا اس مسیح آخرزمانؑ کو مان کر اپنی دنیا اور عاقبت کو سنوارے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس مامور من اللہ کی تعلیم پر کماحقہ عمل پیرا ہوں اور دنیا کو بھی تبلیغ اسلام واحمدیت کرکے اس گروہ میں شامل کرنے کی پیہم کوشش کرنے والے ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو۔وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم!

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مضمون میں زلزلوں کے حوالہ سے سیر حاصل بحث کی ہے چنانچہ اُس مضمون کے افاضات سے بعض باتیں تحریر کی جارہی ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ’’ابتدائے دعویٰ میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مخاطب کرکے یہ الہام فرمایا کہ ’’میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زورآور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔‘‘(براہین احمدیہ حصہ چہارم،حاشیہ درحاشیہ،روحانی خزائن،جلد اول، صفحہ 665)

آخری زمانہ کے ساتھ زلازل کی خصوصیت

یہ زورآور حملے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کیلئے مقدر تھے،مختلف صورتوں میں آنے والے تھے مگر قرآن شریف اور کتب سابقہ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا ایک خاص قہری نشان زلزلوں کی صورت میں ظاہر ہونا تھا۔چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ کے متعلق اپنی آمد ثانی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں’’قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آوے گی اور کال اور مری پڑے گی اور جگہ جگہ بھونچال آویں گے۔‘‘ (متی،باب24،آیت 7)

اسی طرح قرآن شریف آخری زمانہ کے عذابوں کا ذکر کرتا ہوا فرماتا ہے: يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ○ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ○ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ○ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ○ (سورۃ النازعات: 7تا10) یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں کی قسم کھا کر جو ایسے امور کے انتظام کے واسطے مامور ہیں،فرماتا ہے کہ’’اس وقت زمین زلزلوں کے دھکوں سے لرزہ کھائے گی اور ایک کے بعد دوسرا زلزلہ آئے گا۔جس سے لوگوں کے دل دھڑکنے لگیں گے اور آنکھیں خوف اور ہیبت کے مارے اوپر نہیں اٹھ سکیں گی۔‘‘

اسی کے مطابق احادیث میں بھی قرب قیامت کی علامت کے ذکر میں صراحت کے ساتھ یہ بیان ہوا ہے کہ اس زمانہ میں بڑی کثرت کے ساتھ زلزلے آئیں گے۔

اسی طرح جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کی طرف سے حکم پاکر دعویٰ کیا تو آپ کے ابتدائی الہاموں میں آئندہ آنے والے زلزلوں کی خبر تھی۔چنانچہ 1883ء کا ایک الہام ہے کہ’’فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا۔الیس اللہ بکاف عبدہ۔فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکًّا۔واللہ موھن کید الکافرین۔‘‘ (براہین احمدیہ،روحانی خزائن،جلد1،صفحہ 615)

یعنی خدا اپنے اس مامور مرسل کی ان تمام باتوں سے بریت ظاہر کرے گا جو مخالف لوگ اس کے متعلق کہیں گے کیونکہ وہ خدا کی طرف سے عزت یافتہ ہے۔کیا مخالفوں کے حملوں کے مقابلہ پر اللہ اپنے اس بندہ کیلئے کافی نہیں ہے۔جب خدا اپنی تجلی پہاڑ پر کرے گا تو اس کو پارہ پارہ کردے گا اور منکرین کی ساری تدبیروں کو خدا تعالیٰ خاک میں ملادے گا۔

پھر اسی براہین احمدیہ میں دوسری جگہ یہ الہام درج ہے کہ’’فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکًّا۔قوۃ الرحمٰن لعبید اللہ الصمد‘‘ (ایضاً صفحہ 665) یعنی وہ زمانہ آتا ہے کہ’’جب خدا پہاڑ پر اپنی تجلی ظاہر کرے گا تو اسے پارہ پارہ کردے گا۔یہ کام خدا تعالیٰ کی خاص قدرت سے ہوگا جسے وہ اپنے بندے کیلئے ظاہر کرے گا۔

1905ء کا تباہ کن زلزلہ

اسکے بعد جب خدا کے علم میں زلازل کا زمانہ قریب آیا تو خدا تعالیٰ نے زیادہ صراحت اور زیادہ تعیین کے ساتھ اسکے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الہامات نازل فرمائے چنانچہ سب سے پہلے اُس ہیبت ناک اور تباہ کن زلزلہ کی خبر دی گئی جو 4/اپریل 1905ء کو شمال مغربی ہندوستان میں آیا جس سے کانگڑہ کی آبادوادی خدائی عذاب کا ایک عبرت ناک نشانہ بن گئی۔چنانچہ پہلا الہام اس بارے میں دسمبر 1903ء میں ہوا جو یہ تھا:’’زلزلہ کا ایک دھکا۔‘‘(تذکرہ،صفحہ 418،طبع 2004ء) یعنی عنقریب ایک زلزلہ کا حادثہ پیش آنے والا ہے۔

اسکے بعد یکم جون 1904ء کو الہام

ہوا:"عفت الدیار محلھا ومقامھا" (تذکرہ،صفحہ 432،طبع 2004ء)یعنی جس زلزلہ کی خبر دی گئی ہے وہ بہت سخت ہوگا اور اس سے"ملک کے ایک حصہ میں عارضی رہائش کے مکان اور نیز مستقل رہائش کے مکان منہدم ہوکر مٹ جائیں گے۔"

اس الہام میں زلزلہ کی تباہی کے علاوہ کمال خوبی کے ساتھ اس جگہ کی طرف بھی اشارہ کردیا گیا تھا جہاں اس زلزلہ کی سب سے زیادہ سختی محسوس ہونی تھی چنانچہ محلھا ومقامھا کے الفاظ صاف طور پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس زلزلہ کی زیادہ تباہی ایسے علاقہ میں آئے گی جہاں عارضی رہائش اور مستقل رہائش دونوں قسم کی بستی ہوگی اور ظاہر ہے کہ وہ ایسا پہاڑ ہی ہوسکتا ہے جہاں ایک طرف تو مستقل آبادی ہو اور دوسری طرف وہاں گرمی گزارنے کیلئے لوگ موسم گرما میں عارضی طور پر بھی جاکر رہتے ہوں چنانچہ کانگڑہ کے ضلع میں دھرم سالہ اور پالم پور وغیرہ کے صحت افزا مقامات بالکل اسی نقشہ کے مطابق ہیں۔گویا زلزلہ سے قریباً سوا سال قبل جبکہ اس زلزلہ کا وہم وگمان بھی نہ تھا،اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح کو آنے والے زلزلہ کی خبر دے دی۔اور پھر زلزلہ سے دس ماہ قبل اسکی خطرناک تباہی سے اطلاع دی اور پھر اسکی جگہ بھی بتادی اور اسکی اہمیت کو ظاہر کرنے کیلئے مندرجہ بالا الہام سے صرف چند دن بعد یعنی 8/جون 1904ء کو پھر دوبارہ الہام کیا کہ"عفت الدیار محلھا ومقامھا۔ انی احافظ کل من فی الدار"(تذکرہ،صفحہ 433،طبع 2004ء)یعنی ایک حصہ ملک کے عارضی رہائش کے مکانات اور مستقل رہائش کے مکانات منہدم ہوکر مٹ جائیں گے۔مگر میں اس حادثہ عظیمہ میں ان لوگوں کو جو تیری جماعت کی چاردیواری میں ہوں گے محفوظ رکھوں گا۔"

اس الہام میں سابقہ خبر کی تکرار کے ساتھ یہ بشارت زیادہ کی گئی کہ اس زلزلہ میں جماعت احمدیہ کی جانیں محفوظ رہیں گی۔اسکے بعد جب زلزلہ کا وقت زیادہ قریب آیا تو 26،27،فروری 1905ء کی رات کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک کشف میں بتایا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے اور پھر اسکے ساتھ ہی الہام ہوا کہ"موتا موتی لگ رہی ہے۔"

(تذکرہ،صفحہ 444،طبع 2004ء)

گویا اس الہام میں یہ ظاہر کیا گیا کہ جس زلزلہ کا وعدہ دیا گیا ہے اس میں صرف مالی نقصان ہی نہیں ہوگا بلکہ جانی نقصان بھی ہوگا اور بہت سی جانیں ضائع جائیں گی لیکن چونکہ ان دنوں میں طاعون کا بھی دور دورہ تھا اور خیال ہوسکتا تھا کہ شاید یہ الہام طاعون کے متعلق ہو اسلئے یکم اپریل 1905ء کو خدا نے الہام فرمایا:

"محونا نارجھنم"(تذکرہ،صفحہ 448،طبع 2004ء)یعنی ہم نے وقتی طور پر طاعون کی آگ کو محو کردیا ہے۔"یعنی یہ نہ سمجھو کہ یہ موتا موتی جس کی خبر دی گئی ہے طاعون کے ذریعہ ہوگی کیونکہ خدا کے علم میں یہ تباہی کسی اور حادثہ کے نتیجہ میں مقدر ہے۔

پھر جب زلزلہ بالکل سر پر آن پہنچا تو اس سے صرف ایک دن پہلے یعنی 3/اپریل 1905ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا کہ"موت دروازے پر کھڑی ہے۔"(تذکرہ،صفحہ 448،طبع 2004ء) یعنی جس تباہی کی ہم نے خبر دی تھی اس کا وقت آن پہنچا ہے۔چنانچہ اس الہام کے دوسرے دن یعنی 4/اپریل 1905ء کو صبح کے وقت زلزلہ آیا اور اس سختی کے ساتھ آیا کہ ملک کی تاریخ میں اس سے پہلے اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے اور یہ زلزلہ عین شرائط بیان کردہ کے مطابق آیا۔یعنی اسکی سب سے زیادہ تباہی ضلع کانگڑہ کے مقامات دھرم سالہ اور پالم پور وغیرہ میں ہوئی جو اس علاقہ میں مستقل اور عارضی رہائش کے بڑے مرکز تھے اور اس زلزلہ کے نتیجہ میں لاکھوں روپے کے مالی نقصان کے علاوہ کئی ہزار لوگ اس دنیا سے کوچ کرگئے۔ چنانچہ سرکاری اعلانات سے پتہ لگتا ہے کہ اس زلزلہ میں قریباً 30 ہزار جانیں ضائع ہوئیں اور بے شمار عمارتیں مٹی کا ڈھیر ہوگئیں۔

(ایڈیٹوریل اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور،17/جنوری 1934ء)

مگر یہ خدا کا فضل رہا کہ جیسا کہ پہلے سے وعدہ دیا گیا تھا اس تباہی میں کوئی احمدی فوت نہیں ہوا۔اب ہر انصاف پسند شخص غور کرے کہ یہ کیسا عظیم الشان نشان تھا جو خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر ظاہر کیا۔خدا نے وقت سے پہلے (1)عذاب کی نوعیت بتادی (2)عذاب کی جگہ کی طرف اشارہ کردیا (3)تباہی کی تفصیل بیان کردی (4)عذاب کا وقت ظاہر فرمادیا (5)اور بالآخر یہ بشارت بھی دے دی کہ اس حادثہ میں احمدیوں کی جانیں محفوظ رہیں گی۔

اور پھر سب کچھ عین اسی طرح ظاہر ہوا جس طرح پہلے بتادیا گیا تھا۔کیا اس سے بڑھ کر کوئی نشان ہوگا مگر افسوس کہ بہت تھوڑے تھے جنہوں نے اس نشان سے فائدہ اٹھایا اور اکثر لوگ انکار اور استہزاء میں ترقی کرتے گئے اور خدا کا یہ قول ایک دفعہ پھر سچا ہوا کہ

"یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ ۚ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ" (سورۃ یٰس آیت 31)یعنی اے افسوس لوگوں پر ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس کا انکار کرتے اور اسے ہنسی کا نشانہ بنالیتے ہیں۔"

آئندہ زلازل کی پیشگوئی

جب اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھا کہ اسکے اس عظیم الشان نشان سے لوگوں نے فائدہ نہیں اُٹھایا تو اسکی رحمت پھر حرکت میں آکر عذاب کی صورت میں تجلّی کرنے کیلئے تیار ہوئی۔ چنانچہ اس زلزلہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پے در پے زلزلوں کی خبر دی اور بار بار الہام فرمایا کہ اب تیری صداقت کو ظاہر کرنے کیلئے خدا زمین کو غیر معمولی طور پر جنبش دے گا اور کثرت کے ساتھ زلزلے آئیں گے جن میں سے بعض قیامت کا نمونہ ہوں گے اور زمین کے بعض حصے تہ وبالا کردیئے جائیں گے اور یہ زلزلے دنیا کے مختلف حصوں میں آئیں گے تا خدا اپنے قہری نشانوں سے لوگوں کو بیدار کرے اور تیری صداقت دنیا پر ظاہر ہو۔چنانچہ 18/اپریل 1905ء کو خدا نے فرمایا:

"تازہ نشان۔تازہ نشان کا دھکہ زلزلۃ الساعۃ قوا انفسکم جاء الحق وزھق الباطل (تذکرہ،صفحہ 450،طبع 2004ء) یعنی لوگوں نے پہلے نشان سے فائدہ نہیں اٹھایا اس لئے اب ہم اور تازہ نشان دکھائیں گے اور یہ نشان دھکے کی صورت میں ظاہر ہوگا جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔پس اے لوگو اس آنے والے عذاب سے اپنی جانوں کو بچاؤ۔اسکے ذریعے حق ظاہر ہوگا اور باطل بھاگ جائے گا۔"

پھر 9/اور 10/اپریل 1905ء کو یہ الہام ہوا : لك نری ایات ونھدم مایعمرون (تذکرہ،صفحہ 451)یعنی ہم تیرے لئے اور نشانات ظاہر کریں گے اور جو عمارتیں یہ لوگ بنارہے ہیں انہیں ہم مٹاتے جائیں گے۔"

پھر 10/اپریل 1905ء کو الہام ہوا: انی مع الافواج اتیك بغتة (تذکرہ،صفحہ 451،طبع 2004ء)یعنی میں اپنی فوجیں لے کر آؤں گا اور اچانک آؤں گا"

یہ الہام اسکے بعد بھی کئی دفعہ ہوا۔

پھر 15/اپریل 1905ء کو ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ"سخت زلزلہ آیا ہے جو پہلے سے زیادہ معلوم ہوتا تھا۔"

(تذکرہ،صفحہ 454،طبع 2004ء)

پھر 18/اپریل 1905ء کو ایک اور خواب دیکھا کہ"بڑے زور سے زلزلہ آیا ہے اور زمین اس طرح اڑ رہی ہے جس طرح روئی دھنی جاتی ہے۔"

(تذکرہ،صفحہ 455،طبع 2004ء)

پھر 23/اپریل 1905ء کو یہ الہام ہوا کہ"بھونچال آیا اور بڑی شدت سے آیا۔"

(تذکرہ،صفحہ 457،طبع 2004ء)

پھر 23/مئی 1905ء کو الہام ہوا:

"زمین تہ وبالا کردی۔"

(تذکرہ،صفحہ 463،طبع 2004ء)

پھر 23/اگست 1905ء کو یہ وحی ہوئی کہ"(1)پہاڑ گرا اور زلزلہ آیا (2)تو جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں خدا ہوں جس کو چاہتا ہوں عزت دیتا ہوں جسکو چاہتا ہوں ذلت دیتا ہوں۔"(تذکرہ،صفحہ 472،طبع 2004ء)

پھر 13/ستمبر 1905ء کو الہام ہوا"عفت الدیار کذکری"(تذکرہ،صفحہ 479،طبع 2004ء)یعنی جس طرح لوگوں نے میری یاد کو اپنے دلوں سے محو کررکھا ہے اسی طرح اب میرے ہاتھ سے آبادیاں بھی صفحہ ہستی سے محو ہوں گی۔

پھر 14/مارچ 1906ء کو الہام ہوا"چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی پنج بار"(تجلیات الٰہیہ،روحانی خزائن،جلد 20،صفحہ 395،تذکرہ،صفحہ 516،طبع 2004ء)یعنی پانچ زلزلے خاص طور پر نمایاں ہوں گے۔

پھر 14/مئی 1904ء کو الہام ہوا"ھل اتاك حدیث الزلزلة۔اذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا ۔وقال الانسان مالھا"(تذکرہ،صفحہ 527،طبع 2004ء) کیا تمہارے پاس زلزلہ کی خبر پہنچ گئی ہے۔جب زمین کو سخت دھکے آئیں گے اور وہ اپنے اندر کی چیزیں نکال کر باہر پھینک دے گی اور لوگ حیرت سے کہیں گے زمین کو کیا ہوگیا ہے۔

پھر 12/اگست 1906ء کو الہام ہوا

''صحن میں ندیاں چلیں گی اور سخت زلزلے آئیں گے۔'' (تذکرہ، صفحہ 564) یعنی سخت زلزلوں کے ساتھ ساتھ بعض طغیانیاں بھی مقدر ہیں اور یہ دونوں مل کر تباہی کا باعث بنیں گے۔

پھر 19/مارچ 1907ء کو فرمایا: ''اردت زمان الزلزلة'' (تذکرہ، صفحہ 597، طبع 2004ء) یعنی خدا فرماتا ہے کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اب دنیا پر زلزلوں کا زمانہ آجائے۔

پھر 24/مارچ 1907ء کو فرمایا ''لاکھوں انسانوں کو تہ وبالا کردوں گا۔'' (تذکرہ، صفحہ 597) یعنی یہ جو زلازل کا زمانہ آرہا ہے اس میں دنیا کے مختلف حصوں میں زلزلے آئیں گے اور لاکھوں جانیں ضائع ہوں گی۔

پھر 12/مئی 1907ء کو الہام ہوا ''ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا۔''

(تذکرہ، صفحہ 608، طبع 2004ء)

مندرجہ بالا الہامات ورؤیا کے علاوہ اور بھی بہت سے الہامات اور خوابیں ہیں جن میں زلزلہ کی خبر دی گئی ہے اور بعض الہامات میں یہ بتایا گیا ہے کہ بعض زلزلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی آئیں گے اور بعض آپ کے بعد۔ مگر اس جگہ اختصار کے خیال سے صرف اسی پر اکتفا کی جاتی ہے اور الہامات اور خوابوں پر ہی بس نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زلزلوں کے متعلق بعض مکاشفات بھی دیکھے ہیں جنہیں آپ نے اپنی تصنیفات میں درج فرمایا ہے۔ مثلاً آپؑ اپنی ایک نظم میں فرماتے ہیں ؎

وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
ایک دم میں غم کدے ہوجائیں گے عشرت کدے
شادیاں جو کرتے تھے بیٹھیں گے ہو کر سوگوار
وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصر بریں
پست ہوجائیں گے جیسے پست ہو اک جائے غار
ایک ہی گردش سے گھر ہوجائیں گے مٹی کا ڈھیر
جس قدر جانیں تلف ہوں گی نہیں ان کا شمار
تم سے غائب ہے مگر میں دیکھتا ہوں ہر گھڑی
پھرتا ہے آنکھوں کے آگے وہ زماں وہ روزگار

(پیشگوئی جنگ عظیم از نوٹ بک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ زلزلے جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ تو سب کو معلوم ہیں۔ لیکن حال میں 16/اگست 1906ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا۔ جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہوگئے اور ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور دس لاکھ آدمی اب تک بے خانماں ہیں۔ شاید نادان لوگ کہیں گے کہ یہ کیوں کر نشان ہوسکتا ہے۔ یہ زلزلے تو پنجاب میں نہیں آئے مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے نہ صرف پنجاب کا اور اس نے تمام دنیا کیلئے یہ خبریں دی ہیں نہ صرف پنجاب کیلئے ...... یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی......اور اکثر مقامات زیر وزبر ہوجائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی ...... یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں......میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 267 تا 269)

مندرجہ بالا خدائی الہامات ومکاشفات میں جس دل ہلا دینے والے طریق پر زلزلوں کی خبر دی گئی ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں اور جیسا کہ ان میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یہ شروع سے مقدر تھا کہ موعودہ زلزلے دنیا کے مختلف حصوں میں اور مختلف وقتوں میں آئیں اور ان میں سے بعض اس قدر سخت ہوں کہ قیامت کا نمونہ پیش کریں سو ان میں سے بعض زلزلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آگئے۔ (جیسا کہ شمال مغربی ہندوستان، جزائر غرب الہند، فارموسا، سان فرانسسکو اور چلی وغیرہ میں پے درپے خطرناک زلزلے آئے) اور یہ زلزلے اس طرح غیر معمولی طور پر آئے کہ مشہور انگریزی اخبار پایونیر کو حیران ہو کر لکھنا پڑا کہ یہ بالکل ایک غیر معمولی تباہی ہے۔

چنانچہ پایونیر نے لکھا: ''اس عالمگیر تباہی کی دنیا کی تاریخ میں حضرت مسیح ناصری کے ایک سو سال بعد سے لے کر آج تک بہت ہی کم مثال نظر آتی ہے۔''

(اخبار پایونیر الہ آباد، 22/اپریل 1906ء)

لاہور کے ایک انگریزی اخبار سول نے لکھا: ''جمیکا کا تباہ کن زلزلہ، جو 1906ء کے اسی قسم کے بہت سے تباہ کن زلازل کے اس قدر جلد بعد آیا ہے، ہر شخص کے دل میں یہ خیال پیدا کر رہا ہے کہ اب سطح زمین امن کی جگہ نہیں رہی......اس زلزلہ میں ہمیں اس قسم کے ہیبت ناک واقعات دیکھنے میں آرہے ہیں جو دور کے کسی گزشتہ زمانہ میں سنا جاتا ہے کہ ہوا کرتے تھے...... یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم اس کرۂ ارض کو چھوڑ کر کسی اور پُر امن کرہ میں نہیں جاسکتے۔''

(اخبار سول لاہور، 7/فروری 1907ء)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے بعد آپ کی زندگی میں دنیا کے مختلف حصوں میں بڑے سخت زلزلے آئے اور بعض آپ کی وفات کے بعد آئے۔ (جیسا کہ اٹلی، جاپان، چین وغیرہ کے تباہ کن زلزلے) اور بعض آئندہ آئیں گے اور یہ خدا ہی کو علم ہے کہ وہ کب کب اور کہاں کہاں آئیں گے اور ان کے نتیجہ میں کیا کیا تباہی مقدر ہے......''

(مضامین بشیر، جلد اول، صفحہ 175 تا 183)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی زمانہ کو ان الہامات اور پیشگوئیوں کی روشنی میں اور اللہ تعالیٰ کے ایماء اور کامل مومنانہ فراست سے مسلسل ڈرا رہے ہیں اور متنبہ کر رہے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے قیام میں مستعد ہوجاؤ اور زمانہ کے مامور کو مان کر اسکی تعلیمات کو حرز جان بناؤ۔ جہاں حضور انور آسمانی آفات کے حوالہ سے بتاتے ہیں وہاں انسان کی اپنی پیدا کردہ جنگوں اور تباہ کن سامان حرب اور ایٹمی و نیوکلر جنگوں کے نتائج سے بھی ایک لمبے عرصہ سے دُنیا کو باخبر فرما رہے ہیں۔ آپ کی کتاب ''عالمی بحران اور امن کی راہ'' ہم سب کو بار بار پڑھنی چاہئے اور غیروں تک یہ کتاب پہنچانی چاہئے۔ اس کتاب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف امور کے حوالہ سے عوام اور حکمرانوں کو توجہ دلائی ہے۔

حضور انور نے زلزلہ کانگڑہ کے حوالہ سے ایک واقعہ اپنے ایک خطبہ جمعہ میں بیان کیا تھا وہ پیش کر کے میں اپنی معروضات کو ختم کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا برکت علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

''بندہ 4/اپریل 1905ء کے زلزلہ عظیم میں بھاگسو ضلع کانگڑہ بمقام ایردھرم سالہ ایک مکان کے نیچے دب گیا اور بصد مشکل باہر نکالا گیا تھا۔ اُس موقع کے چشم دید گواہ بابو گلاب دین صاحب اوورسیئر پنشنر جو اُن ایام میں وہاں پر بطور سب ڈویژنل آفیسر تعینات تھے، آج سیالکوٹ میں زندہ موجود ہیں۔ اس واقعہ کے ایک دو ماہ قبل جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زلزلہ عظیم کی پیشگوئی شائع فرمائی تھی۔ (اُس سے چند ماہ پہلے اس زلزلہ کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی تھی) کہتے ہیں۔ بندہ خود بھی قادیان دارالامان موجود تھا (جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے) اور حضور کے شائع فرمودہ اشتہارات ہمراہ لے کر دھرم سالہ چھاؤنی پہنچا اور وہ اشتہارات متعدد اشخاص کو تقسیم بھی کئے تھے۔ چونکہ بندہ وہاں بطور کلرک کام کرتا تھا اور عارضی ملازمت میں مجھے فرصت حاصل تھی۔ اس لئے بندہ وہاں وقتاً فوقتاً مرزا رحیم بیگ صاحب احمدی صحابی کو بھی ملنے جایا کرتا تھا۔ مرزا صاحب موصوف مغلیہ برادری کے ایک بڑے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور اُن کے دوسرے بھائی احمدی نہ تھے۔ صرف ان کی اپنی بیوی بچے اُن کے ساتھ احمدی ہوئے اور باقی تمام لوگ اُن کی سخت مخالفت کرتے تھے۔ اور جو احمدی ہوئے یہ سب لوگ جو تھے وہ محفوظ رہے اور بعض اور احمدی بھی جو مختلف اطراف سے وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ مختلف جگہوں سے آئے ہوئے وہاں رہتے تھے۔ یہ کہتے ہیں وہ بھی سب کے سب اس زلزلے کی تباہی میں بچ گئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حالانکہ میرے خیال میں جو اموات کا اندازہ تھا نوے فیصد جانوں کا نقصان تھا۔ اور ایسے شدید زلزلے میں ہم سب احمدیوں کا بچ جانا

ایک عظیم الشان نشان تھا۔اسکی تفصیل اگر پوری تشریح سے لکھوں تو یقیناً ہر طالب حق خدا تعالیٰ کی نصرت کو احمدیوں کے ساتھ دیکھے گا۔(یعنی جو حق کو جاننا چاہتا ہے وہ اس زلزلے کے واقعات کو سن کر ہی یقیناً یہ محسوس کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت احمدیوں کے ساتھ ہے) کہتے ہیں کہ کیونکہ میرے اہل وعیال بلکہ خانصاحب گلاب خان صاحب کے اہل وعیال اور مستری اللہ بخش صاحب سیالکوٹی اور اُن کے ہمراہ غلام محمد مستری اور دوسرے احمدی احباب کے اس زلزلے کی لپیٹ سے محفوظ رہنے کے متعلق جو قدرتی اسباب ظہور میں آئے اُن میں ایک ایک فرد کے متعلق جدا جدا نشان نظر آتا ہے۔خصوصاً مستری الٰہی بخش صاحب کی وہاں سے ایک دن قبل اتفاقی روانگی اور ہمارے اہل وعیال کا کچھ عرصہ قبل وہاں سے وطن کی طرف مراجعت کرنا (واپس آنا) اور زلزلے سے پیشتر بعض احباب کا دوکان سے باہر نکل جانا اور زلزلے میں دب کر عجیب وغریب اسباب سے باہر نکلنا،یعنی جو دب گئے وہ سب باتیں بھی بطور نشان تھیں اور میرا ارادہ ہے کہ اُس پر تفصیل سے ایک مضمون لکھ کر ارسال خدمت کروں۔(پتہ نہیں بعد میں انہوں نے لکھا کہ نہیں لیکن بہر حال کہتے ہیں) فی الحال مختصراً ان مقامات کا تذکرہ کیا گیا ہے (جب انہوں نے روایت درج کروائی ہے) جن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کے سلسلے میں پیش آیا۔کہتے ہیں اس زلزلے کے کچھ دن بعد جب خاکسار قادیان میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور اُن ایام میں آم کے درختوں کے سائے میں مقبرہ بہشتی کے ملحقہ باغ میں خیمہ زن تھے۔(خیمہ میں رہا کرتے تھے) جب بندہ نے حضور سے ملاقات کی تو حضور نے میرے متعلق کئی سوال کئے کہ آپ مکان کے نیچے دب کر کس طرح زندہ نکل آئے تو بندہ نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے مستری اللہ بخش صاحب احمدی کی چارپائی نے بچایا جو ایک بڑی دیوار کو اپنے اوپر اُٹھائے رکھے، (جس نے بڑی دیوار کو اپنے اوپر اُٹھائے رکھا) اور مجھے زیادہ بوجھ میں نہ دبنا پڑا۔ایسے ہی حضور نے اور احمدیوں کے متعلق سوالات کئے اور بندہ نے سب دوستوں کے محفوظ رہنے کے متعلق شہادت دی۔حالانکہ حضور اس سے قبل اشتہار میں شائع فرما چکے تھے کہ زلزلے میں ہماری جماعت کا ایک آدمی بھی ضائع نہیں ہوا اور مجھے یقین ہے کہ حضور کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسکا علم ہو چکا تھا۔ورنہ مجھ سے قبل دھرم سالے سے کوئی احمدی حضور کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا تھا۔(دھرم سالے سے کوئی احمدی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں نہیں آیا تھا۔یہ پہلے آدمی آئے تھے اور ان سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری تفصیلات معلوم کیں۔لیکن جو اشتہار تھا کہ اس زلزلے میں کسی بھی احمدی کو کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا، اس بارے میں آپ نے اشتہار فرما دیا تھا)

تو کہتے ہیں پس حضور سے بندہ کی ملاقات جو زلزلہ کانگڑہ کے بعد ہوئی، اس میں احمدیوں کے بچ جانے کو حضور نے ایک نشان قرار دیا ہے اور خصوصاً میرا اپنا زلزلہ میں دب کر بچ جانا نشان ہے جس کا بذریعہ تحریر اعلان کر دیا گیا ہے۔مبارک وہ جو اس چشم دید نشان سے عبرت پکڑیں اور خدا کے فرستادے پر ایمان لائیں۔''

(خطبات مسرور، جلد 10 صفحہ 249)

الغرض مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زلازل کے متعلق بے شمار پیشگوئیاں فرمائی ہیں اور اب یہ حادثات رونما ہوتے رہیں گے جیسا کہ دُنیا دیکھتی آ رہی ہے اور جگہ جگہ ان حادثات کی لپیٹ میں انسان وحیوان اور پرند وچرند اور مال واسباب آتے جاتے ہیں۔لیکن مومنین ہمیشہ بچائے جاتے ہیں جیسا کہ سنت اللہ ہے۔یہ امر مترشح ہے کہ دنیا کی خیر صرف زمانہ کے مامور پر ایمان لانے اور پھر اسکے احکام کے مطابق دنیا کو گہوارہ امن بنانے کی کوشش کرنے میں ہے اور گزشتہ تاریخ کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ خدا تعالیٰ نے آخر معاندین کو نیست ونابود کر دیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب کوئی بدشعار گروہ خُدا کے کسی نیک بندے پر ہاتھ اُٹھاتا ہے۔

تب وہ خُدا کے پاک نشاں کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رعب نشاں سے جماتا ہے
کہتا ہے یہ تو بندہ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

چنانچہ آج بھی دیکھ لیں کہ دنیا نے سائنس اور ٹیکنالوجی میں کس قدر محیر العقول ترقی کر لی ہے لیکن قدرت کے سامنے پھر بھی لاچار اور بے بس کھڑی نظر آتی ہے۔موجودہ کرونا وباء نے کس قدر عالمگیر سطح پر ایک زلزلہ برپا کیا ہوا ہے جس سے ہم بخوبی باخبر ہیں اسکی موتا موتی نے اندر ہی اندر ایک شور بپا کیا ہوا ہے اگرچہ اب کچھ یہ وباء کنٹرول میں ہے تاہم کیا کسی میں لڑنے کی تاب ہے؟؟؟ تعبیر الرؤیا میں ہے کہ اگر دیکھے کہ زمین حرکت کرتی ہے تو دلیل ہے کہ لوگوں کو آفت پہنچے گی اور اس ملک میں بیماری پڑے گی وغیرہ۔سو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانیت پر بے شمار رحم کرتے ہوئے اسے راہ راست پر قائم فرمائے اور ہر غضب وعذاب سے ہم سب کو بچائے آمین۔وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

......☆......☆......

پیشگوئی زلزلہ عظیمہ

زلزلہ سے دیکھتا ہوں مَیں زمیں زیر و زبر

پاکیزہ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سونے والو! جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے
جو خبر دی وحیِ حق نے اُس سے دِل بیتاب ہے

زلزلہ سے دیکھتا ہوں مَیں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

ہے سرِ رَہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اِس سَیل سے
حیلے سب جاتے رہے اِک حضرتِ توّاب ہے

جلسہ سالانہ

یہ جلسہ اے خدا تیری عطا ہے — ترے مہدی نے جو جاری کیا ہے
یہ دن ہیں عظمتوں اور برکتوں کے — خدا کی رحمتوں اور شفقتوں کے
مبارک تین دن مولیٰ نے بخشے — سبھی سرشار ہیں یاد خدا سے
خدا کے دیں کی وحدت کا نشاں ہے — محافظ اس کا ربّ دو جہاں ہے
ہوا آغاز جس کا قادیاں سے — ہوا ممتاز وہ کون و مکاں سے
محبت اور اخوت کا قرینہ — اطاعت اور عبادت کا ہے زینہ
بہت اعلیٰ ہیں تقریریں بھی اس کی — بہت پیاری ہیں سب نظمیں بھی اس کی
لگیں اسلام کی عظمت کے نعرے — بجھیں کینہ ونفرت کے شرارے
خلیفہ جس میں شامل ہوں وہ جلسہ — نرالی شان رکھتا ہے وہ جلسہ
نشر پھر ایم ٹی اے پر ہے وہ ہوتا — دلوں میں اُلفتوں کے بیج بوتا
عجب منظر ہے بیعت کا یہاں پر — وضو اشکوں سے ہوتا ہے جہاں پر
ہو ربوہ میں بھی جلسہ اے خدا یا — ''تجھے سب زور وقدرت ہے خدایا''
خدا یا جلد اب وہ دن دکھا دے — مئے وصل خلیفہ جو پلا دے

(تنویر احمد ناصر قادیان)

جنگ عظیم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں - اقوام عالم پر اتمام حجت

(سید احیاء الدین، مربی سلسلہ، شعبہ نور الاسلام قادیان)

اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 152)

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ○ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ○ (الانعام:49، 50)

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن:27، 28)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے انبیاء و مرسلین کو بکثرت ایسی غیب کی خبریں دی جاتی ہیں جن میں تبشیری اور انذاری پیشگوئیاں ہوتی ہیں اور جو لوگ اس نبی پر ایمان لا کر اپنی اصلاح کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی زندگی سے ہر طرح کے خوف کو دور کر کے اُن کو ہر غم و حزن سے نجات عطا فرماتا ہے اور جو لوگ اس نبی پر ایمان نہیں لاتے اور فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں انہیں اپنے عذاب کا مزا چکھاتا ہے۔

معزز قارئین کرام! قرآنی تعلیم کی روشنی میں یہ امر واضح ہے کہ کثرت غیب صرف اور صرف رسول کو عطا ہوتا ہے اور جب ہم رسولوں کے اس کثرت غیب یعنی پیشگوئیوں کو یکجائی نظر سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئیاں بنیادی طور پر دو اہم پہلوؤں یعنی تبشیر اور انذار پر مشتمل ہوتی ہیں۔

اسی مناسبت سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”خدا تعالیٰ کے ماموروں کو اُن کی پیشگوئیوں سے شناخت کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نشان مقرر کر دیا ہے لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی اللہ تعالیٰ کے غیب کا کسی پر ظہور نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں پر ہوتا ہے۔“

(رُوحانی خزائن جلد 20، لیکچر لدھیانہ، صفحہ 256)

نیز آپ علیہ السلام ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں کہ

”نبیوں کا عظیم الشان کمال یہ ہے کہ وہ خدا سے خبریں پاتے ہیں چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن:27، 28) یعنی خدا تعالیٰ کے غیب کی باتیں کسی دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتیں ہاں اپنے نبیوں میں سے جس کو وہ پسند کرے۔ جو لوگ نبوت کے کمالات سے حصہ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو قبل از وقت آنے والے واقعات کی اطلاع دیتا ہے۔ اور یہ بہت بڑا عظیم الشان نشان خدا کے ماموروں اور مُرسلوں کا ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی معجزہ نہیں۔ پیشگوئی بہت بڑا معجزہ ہے۔ تمام کتب سابقہ اور قرآن کریم سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی نشان نہیں ہوتا......

قطع نظر اس بات کے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے اور قیامت تک اور اسکے بعد تک کی پیشگوئیاں اس میں موجود ہیں سب سے بڑھ کر ثبوت رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کا یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ان پیشگوئیوں کا زندہ ثبوت دینے والا موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بطور نشان کھڑا کیا اور پیشگوئیوں کا ایک عظیم الشان نشان مجھے دیا تا میں ان لوگوں کو جو حقائق سے بے بہرہ اور معرفت الٰہی سے بے نصیب ہیں روز روشن کی طرح دکھا دوں کہ ہمارے پیغمبر خدا ﷺ کے معجزات کیسے مستقل اور دائمی ہیں......پس جو نشانات خوارق عادات مجھے دیئے گئے ہیں، جو پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے عطا ہوا ہے یہ دراصل رسول اللہ ﷺ کے زندہ معجزات ہیں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 372 مطبوعہ قادیان 2018)

نیز آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”میری تائید میں اُس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ...... اگر میں اُن کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں...... اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میرے لئے اور میری تصدیق کیلئے عام طور پر خدا نے حوادثِ اَرضی یا سماوی ظاہر کئے۔“ (روحانی خزائن، جلد 22، حقیقۃ الوحی، صفحہ 70)

قارئین کرام! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں بھی قرآن مجید میں بیان شدہ انبیا کی پیشگوئیوں کی طرح تبشیری اور انذاری دونوں پہلو رکھتی ہیں۔ زیر نظر مضمون میں حضرت مسیح موعودؑ کی انذاری پیشگوئیاں بابت جنگ عظیم کا تذکرہ کیا جائیگا۔

جنگ عظیم اوّل کے متعلق حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی و خلفاء کرام کی تشریحات بصورت اتمام حجت و جنگ عظیم کے حالات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ایک نظم میں فرماتے ہیں کہ

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دِکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولیٰ نے بتا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَخْزَى الْاَعَادِيْ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپریل 1905ء میں اپنی مشہور کتاب ”براہین احمدیہ حصہ پنجم“ تصنیف فرما رہے تھے۔ اس کتاب میں آپ نے ”موعودہ زلزلہ“ کی کسی قدر تفصیل اُردو نظم (چار سو چھپن اشعار) کی صورت میں بیان فرمائی ہے۔ جس میں آپ نے اپنا دعویٰ، اسکے دلائل، مخالفین کی حالت اور ان کا انجام بڑی شرح و بسط کے ساتھ پیش فرمایا اور آخر میں زلزلے کا نقشہ کھینچا۔ اس نظم کے حاشیہ میں آپؑ نے لکھا کہ

خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلہ کا بار بار لفظ ہے اور فرمایا کہ ایسا زلزلہ ہوگا جو نمونہ قیامت ہوگا بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو کہنا چاہئے جس کی طرف سورۃ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا اشارہ کرتی ہے لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا۔ ممکن ہے یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھا دے جس کی نظیر کبھی اس زمانہ نے نہ دیکھی ہو اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے۔ ہاں اگر ایسا فوق العادت نشان ظاہر نہ ہو اور لوگ کھلے طور پر اپنی اصلاح بھی نہ کریں تو اس صورت میں مَیں کاذب ٹھہروں گا۔ مگر میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ شدید آفت جس کو خدا تعالیٰ نے زلزلہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے صرف اختلافِ مذہب پر کوئی اثر نہیں رکھتی اور نہ ہندو یا عیسائی ہونے کی وجہ سے کسی پر عذاب آ سکتا ہے اور نہ اس وجہ سے آ سکتا ہے کہ کوئی میری بیعت میں داخل نہیں یہ سب لوگ اس تشویش سے محفوظ ہیں۔ ہاں جو شخص خواہ کسی مذہب کا پابند ہو جرائم پیشہ ہونا اپنی عادت رکھے اور فسق و فجور میں غرق ہو اور زانی، خونی، چور، ظالم اور ناحق کے طور پر بد اندیش، بدزبان اور بدچلن ہو اسکو اس سے ڈرنا چاہئے اور اگر توبہ کرے تو اس کو بھی کچھ غم نہیں اور مخلوق کے نیک کردار اور نیک چلن ہونے سے یہ عذاب ٹل سکتا ہے قطعی نہیں ہے۔

(روحانی خزائن، جلد 21، براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ 151 حاشیہ)

قارئین کرام جنگ عظیم اول 28 جولائی 1914 سے 11 نومبر 1918 تک چلی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جنگ عظیم اول کے ساتھ وابستہ دو اہم امور ’کوریا کی نازک حالت، مشرقی طاقت کا ظہور‘ جنگ عظیم سے قبل کا واقعہ جو ایک طرح سے جنگ عظیم اول کی وجہ بھی بنا) اور ’زار روس‘ کی تباہی (جو جنگ عظیم اوّل کے نتیجہ میں ہوا) کے بارے میں بھی پیشگوئی کی تھی جو کہ جنگ عظیم اول سے جُڑے ہیں۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کہ آپؑ کی جنگ عظیم اول کی پیشگوئیوں کے ساتھ ساتھ ان دو اہم امور کے متعلق بھی اختصاراً تذکرہ کیا جائے۔

کوریا کی نازک حالت

حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا کہ

”ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت“

یہ الہامی پیش خبری 10/جولائی 1905ء کے الحکم اخبار کے ذریعہ مشتہر کر دی گئی۔ اس الہام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یہ واضح خبر دی گئی کہ

(1) مغربی طاقتوں کے مقابل مشرق میں ایک زبردست طاقت کا ظہور ہوگا (2) مشرقی طاقت اس معرکہ میں فاتح ٹھہرے گی جبکہ کوریا کی حالت نازک ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب یہ الہامی خبر دی گئی اس وقت کا نقشۂ عالم کچھ اس طرح کا ہے کہ براعظم ایشیاء میں سلطنت عثمانیہ کے علاوہ کوئی ملک یا قوم ایسی نہ تھی جو مغربی استعمار کا مقابلہ کر سکتی۔ سلطنت عثمانیہ بھی اپنی عظمت رفتہ کھو چکی تھی۔ اسلحہ کی دوڑ شروع ہو چکی تھی۔ بلقان کا میدان لگ چکا تھا، روس میں انقلاب کی دستک سنائی دے رہی تھی۔ یورپی سلطنتیں ایک دوسرے کو مٹانے کے درپے تھیں۔ چین اور جاپان باہم تنازعات میں الجھے ہوئے تھے۔ منچوریا پر قبضہ کی SINO-JAPANESE جنگ بمشکل ختم ہوئی تھی کہ روس نے کوریا میں اپنے اقتصادی مفادات کے تحفظ کیلئے جاپان کے خلاف میدان جنگ کھول دیا۔ روسی فوجی طاقت اور اسلحہ جاپان سے کئی گنا زیادہ تھا۔

حالات نے اس وقت اچانک پلٹا کھایا جب 8 فروری 1904ء کو جاپان نے پورٹ آرتھر کے مقام پر روس کے خلاف شدید جوابی حملہ کرتے ہوئے اپنی فوجیں زمین پر اُتارنا شروع کر دیں۔ روس ایک بڑی فوجی طاقت ہونے کے باوجود جاپانی جنگی چالوں کے آگے بے بس ہوتا چلا گیا اور پے در پے ہر محاذ پر شکست وریخت کا شکار ہونے لگا۔ تجزیہ نگار لکھتے ہیں:

The Russians were soundly defeated in each of these battles by an enemy that first out-thought and then outmaneuvered them.

(Encyclopedia of Russian History)

یعنی روسی ہر میدان میں نہایت بری طرح شکست کھا گئے اور دشمن نے انہیں ایک ایسی شکست سے دوچار کیا جو ان کے وہم وگمان سے بھی باہر تھی۔

بیسوی صدی کے شروع میں روس مشرقی یورپ اور وسطی ایشیا میں اپنی موجودگی کی وجہ سے ایک عالمی طاقت کی شکل اختیار کر چکا تھا اور وہیں جاپان کو بھی ایشیا میں اُس وقت کافی اثر و رسوخ حاصل ہو چکا تھا، بدیں وجوہات مختلف محققین نے اس (Russo-Japanese) جنگ کو World War Zero کا نام دیا۔

چنانچہ 1904ء کے بعد اس جنگ میں روس کی پے در پے شکستوں کے نتیجہ میں جاپان کا کوریا پر مکمل قبضہ ہو گیا اور دنیا کے انتہائی مشرق میں واقع ارض مشرق کہلانے والا ملک جاپان دنیا کے نقشہ پر ایک زبردست طاقت بن کر اُبھرا اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہامی الفاظ ''مشرقی طاقت'' کا عین مصداق بنا۔ اس کے مقابل نہ صرف یہ کہ ایک مغربی طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور اور اندرونی شکست وریخت کا شکار ہو گئی بلکہ جاپان نے کوریا پر قبضہ جما لیا اور اس طرح ''کوریا کی نازک حالت'' والے الہامی الفاظ بھی بعینہٖ پورے ہوئے۔ اس جنگ کے نتیجہ میں کوریا کی حالت کے بارے میں انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے کہ

Japan, for its part, formalized its hold on Korea by forcing Kojong, the final monarch of the Chosŏn (Yi) dynasty, to abdicate in 1907. Korean language and culture were violently suppressed, and Japan formally annexed Korea in 1910.

یعنی جاپان نے اپنے حصے کیلئے، 1907 میں چوسن (ی) خاندان کے آخری بادشاہ کوجنگ کو زبردستی ترک کرنے پر مجبور کر کے کوریا پر اپنی گرفت کو باقاعدہ شکل دے دی۔ کورین زبان اور ثقافت کو پر تشدد دبا دیا گیا، اور جاپان نے 1910 میں کوریا کو باضابطہ طور پر الحاق کر لیا جو کہ جنگ عظیم دوم میں جاپان کی شکست پر ختم ہوا۔

یہ جنگ ایسی ہولناک اور خونخوار تھی کہ ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین کی طرف سے برپا مخالفت کو اس جنگ سے تشبیہہ دی۔ آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جنگ روحانی ہے اب اس خادم و شیطان کا
دل گھٹا جاتا ہے یا رب سخت ہے یہ کارزار
اے خدا شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگِ روس اور جاپان سے
میں غریب اور ہے مقابل پر حریف نامدار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 149)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک مجلس میں ایک موقع پر روس اور جاپان کے معرکہ کا ذکر ان الفاظ میں درج ہے:

''اس جنگ کے ذکر پر حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب نے بیان کیا کہ اس قدر خونخوار جنگ ہے کہ ہزاروں آدمی ہلاک ہو رہے ہیں حالانکہ دونوں سلطنتوں کا مذہب ایسا ہے جس کی رو سے اس جنگ کی مطلق نوبت ہی نہیں آنی چاہیے۔ جاپان کا بدھ مذہب ہے اور اس کی رُو سے ایک چیونٹی کا مارنا بھی گناہ ہے۔ روس عیسائی ہے اور ان کو چاہیے کہ مسیح کی تعلیم کے بموجب اگر جاپان ایک مقام پر قبضہ کر لے تو دوسرا مقام خود اس کے حوالہ کر دیں۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 167)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جیسا کہ اس الہام کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے اس میں بتایا گیا تھا کہ جاپان اس جنگ میں فاتح ہو گا اور یہ کہ اس کو اس قدر عظیم الشان فتح حاصل ہو گی کہ کوریا پر قبضہ کرنے کی جو اسے خواہش ہے اسے وہ پوری کر سکے گا۔ مگر کوریا والے اسے پسند نہیں کریں گے اور اس ملک میں ایک خطرناک فساد اور فتنہ برپا ہو جائے گا اور ملک کی حالت تباہ ہو جائے گی۔ گو جس وقت یہ الہام شائع ہوا ہے اس وقت بڑے سے بڑے سیاسی مدبر اور برسر حکومت لوگ بھی اس قسم کی بات منہ سے نہیں نکال سکتے تھے اور جاپان کی اس قدر عظیم الشان فتح کی نسبت امید باندھنا تو الگ رہا بعض لوگ تو یہ بھی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہ تھے کہ وہ فتح بھی پا سکے گا اور خیال کرتے تھے کہ اب تک روس نے جنگ کی اہمیت کو سمجھا نہیں جب اس کو اس طرف توجہ ہوئی وہ اپنے نہ ختم ہونے والے ذرائع کو استعمال کر کے جاپان کو پیس ڈالے گا اور یہ تو کوئی بھی نہ مان سکتا تھا کہ جاپان اگر فتح پا گیا تو اپنے مطالبات کو پورا کروا سکے گا مگر بعد کے واقعات نے کس طرح اس کلام کی صداقت کا ثبوت دیا؟ جاپان کامیاب ہوا اور روس میں ایسے خطرناک فسادات پیدا ہو گئے کہ اسے جاپان کے مطالبات کے مطابق صلح کر لینی پڑی اور کوریا پر اسکے اقتدار کو تسلیم کرنا پڑا لیکن کورین نے اسکو سختی سے ناپسند کیا اور جاپان کے اصرار کو دیکھ کر اسکے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور اسکے بعد سالہا سال تک جو اس ملک کی خطرناک حالت رہی ہے اور جس طرح اس کا امن برباد ہوا ہے وہ خود پکار پکار کر اس نازک حالت کی تصدیق کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں بتائی گئی تھی۔ (انوار العلوم، جلد 6، صفحہ 520)

اس دور میں جاپان نے کوریا پر ظلم وجبر کی ایک داستان رقم کی۔ کوریائی لوگوں کی زمین حاصل کر کے، کوریا کی ثقافت کی علمبردار عمارتوں پر قبضہ کیا یا پھر اسے تباہ کر دیا، جنگ عظیم کے دوران کوریا کے لوگوں سے جبری مزدوری کروائی جس سے تقریباً 8 لاکھ سے زائد کوریائی لوگ ہلاک ہو گئے۔ غرض یہ کہ جاپان نے جس قسم کی داستان رقم کی ہے وہ عین ''کوریا کی نازک حالت'' کی عکاسی کرتی ہیں۔

زار کی حالت زار

5 ستمبر 1905ء تک جاری رہنے والی اس جنگ کے اثرات روس کیلئے اس قدر بھیانک ثابت ہوئے کہ اسکے اثرات کے نتیجہ میں پہلے 1905ء کا انقلاب روس برپا ہوا اور روس ابھی اس صورتحال سے سنبھل نہ پایا تھا کہ 1917ء میں ایک مرتبہ پھر روس میں انقلاب برپا ہوا جو اس کی حالت زار پر منتج ہوا۔ روس میں پھوٹنے والے ان دونوں انقلابات کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل پیش گوئی بڑی شان سے پوری ہوئی:

''زار بھی ہو گا تو ہو گا اُس گھڑی باحالِ زار''

مولفہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب مرحوم (سابق سوداگر مل) لکھتے ہیں کہ

''آج دنیا کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ کس طرح پہلی جنگِ عظیم میں دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اختیار رکھنے والا بادشاہ جس کی جاہ وحشمت کی نظیر کم از کم یورپ کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر تھی اور جس کی شوکت وسطوت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے بادشاہ اس کی نگاہِ التفات کے منتظر رہتے تھے ہاں ہاں وہ طاقتور اور جابر بادشاہ جو اپنے آپ کو زار کہتا تھا، یعنی کسی کی حکومت نہ ماننے والا اور سب پر حکومت کرنے والا۔ کس طرح اسے 15 مارچ 1917 کو دن کے سوا گیارہ بجے اپنے ہاتھ سے یہ اعلان لکھنا پڑا کہ وہ اور اس کی اولاد تختِ روس سے دستبردار ہوتے ہیں۔ تخت سے دستبرداری کا اعلان کرتے وقت نکولس ثانی (زار روس) کا یہ خیال تھا کہ اسے اس کی ذاتی جائیداد سے جو کروڑوں روپے کی تھی بیدخل نہیں کیا جائے گا اور وہ اپنی زندگی کے باقی ماندہ ایام خاموشی کے ساتھ اس جائیداد کے سہارے امن کے ساتھ

گذار دے گا۔مگر اسے کیا معلوم تھا کہ قضا و قدر میں اس کیلئے مسلسل اور بے پناہ مظالم کی پاداش میں کیا کیا دکھ اٹھانے مقدر ہیں۔ 15/مارچ 1917 کو وہ تخت حکومت سے دستبردار ہوا اور 21/مارچ کو قید کر کے 'سکوسیلو' بھیج دیا گیا جہاں اُسے ایک شاہی محل میں نظر بند کر دیا گیا۔ گو یہ بھی ایک مطلق العنان بادشاہ کیلئے بڑی سزا تھی اور اس کی ''حالت زار'' ہونے کا ایک کافی ثبوت تھا۔مگر علم الٰہی میں اس کیلئے زیادہ تکلیفیں مقدر تھیں۔ابھی تک حکومت روس کی باگ ڈور شاہی خاندان کے ایک فرد شہزادہ ''ڈلواؤ'' کے ہاتھ میں تھی، جس کی وجہ سے قید میں زار کے ساتھ احترام کا سلوک ہو رہا تھا،مگر جولائی میں اس شہزادہ کو بھی علیحدہ ہونا پڑا اور حکومت کے سربراہ ''کرنسکی'' ہو گئے جنہیں زارِ روس کے ساتھ کوئی خاص ہمدردی نہ تھی تاہم ان کے زمانہ میں بھی زارِ روس کی قید کی سختیاں انسانیت کی حدود سے آگے نہیں نکلی تھیں، لیکن سات نومبر کو بالشویک بغاوت نے کرنسکی کی حکومت کا بھی خاتمہ کر دیا۔اب زار روس پر سختیوں کا وہ خطرناک دور شروع ہوا کہ جسے سُن کر سنگ دل سے سنگ دل انسان بھی کانپ جاتا ہے۔زار کو سکوسیلو کے شاہی محل سے نکال کر مختلف جگہوں میں رکھا گیا۔کچھ مدت اسے ایک غلیظ اور تنگ و تاریک کوٹھڑی میں رہنا پڑا جہاں چوہوں کے بل، چڑیوں کے گھونسلے اور مکڑی کے جالے تھے۔اسکے بعد اسے ایکیٹیرن برگ بھیج دیا گیا جو کوہ یورال کے مشرق کی طرف ایک چھوٹا سا شہر ہے۔یہاں اسے دو کمروں کے ایک بوسیدہ مکان میں بند کر دیا گیا اور کھانے کیلئے دن میں دو مرتبہ سیاہ آٹے کی باسی روٹی اور سبزیوں کا گاڑھا سا شوربا پیش کیا جاتا تھا۔چوبیس گھنٹوں میں صرف پانچ منٹ کیلئے انہیں ملحقہ باغیچہ میں گھومنے کی اجازت تھی نگرانی کرنے والے سپاہی اس شاہی خاندان کے ساتھ نہایت ہی ظالمانہ سلوک کرتے۔ ایک دن ایک ظالم سپاہی نے زارینہ کا بٹوا چھین کر اس میں سے یہ کہہ کر تمام نقدی نکال لی کہ ''تمہیں اب روپیہ کی ضرورت نہیں'' نوجوان شہزادیوں پر آوازے کسے جاتے۔غلیظ اور گندی گالیاں دی جاتیں۔آخر ایک دن زارینہ کو سامنے کھڑا کر کے اس کی نوجوان لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی۔

16/جولائی کو گھٹا ٹوپ اندھیری رات میں ایک نقاب پوش کمانڈر مکان کے اندر داخل ہوا اور شاہی خاندان کو جگاتے ہوئے اُس نے بلند آواز سے کہا کہ شہر میں سخت بلوہ ہو گیا ہے اور عوام آپ لوگوں کو قتل کرنے کیلئے اُمڈے چلے آ رہے ہیں۔اس لئے جلد کپڑے پہنئے اور نیچے تہ خانے میں چھپ جائیے۔یہاں سے آپ کو جلد ہی کسی محفوظ مقام میں پہنچا دیا جائے گا۔کمانڈر کے یہ الفاظ سُن کر ڈر اور خوف کے مارے تمام افراد پر دہشت لرزہ طاری ہو گیا۔ زارینہ کی تو یہ حالت تھی کہ اس کیلئے کھڑا ہونا مشکل ہو گیا۔بہ مشکل وہ نیچے اُتری جہاں اُسے ایک ٹوٹی ہوئی کرسی پر بٹھا دیا گیا۔ان لوگوں کا نیچے اترنا تھا کہ اس وقت باغی سپاہی تہ خانے میں آ دھمکے اور للکار کر کہنے لگے کہ

''تمہارے حامیوں نے تمہیں بچانے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔اب موت کیلئے تیار ہو جاؤ۔''

اسکے بعد یکا یک ایک سپاہی نے گولی چلا دی جو شہنشاہ کے جگر کو چیرتی ہوئی گزر گئی۔ زار کے گرتے ہی گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی۔زارینہ اور شہزادیوں نے چیختے چلّاتے ہوئے ایک دوسرے کے پیچھے چھپ کر اپنے آپ کو بچانے کی بہت کوشش کی مگر سپاہیوں نے ان کے سینوں میں سنگینیں گھونپ گھونپ کر ان کی چیخوں کو خاموش کر دیا۔لاشوں کے تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو جانے کے بعد ایک کتیا باولی ہو کر نعشوں کے درمیان اپنی ننھی مالکہ کو ڈھونڈتی پھرتی تھی کہ ایک سپاہی نے لپک کر اسے بھی سنگین میں جا لیا۔اسکے بعد سپاہیوں نے لاشوں کے ٹکڑے کئے۔ان پر مٹی کا تیل چھڑکا اور آگ لگا دی اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ کے نبی کی بات پوری ہوئی کہ

''زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار''

(حیات طیبہ صفحہ 358)

جنگ عظیم اوّل کے متعلق خلفاء کرام کی تشریحات بصورت اتمام حجت

معزز قارئین کرام ابھی تک ہم نے جنگ عظیم سے قبل کے حالات (جو جنگ عظیم کا پیش خیمہ بنے) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کی روشنی میں معلوم کئے اب جنگ عظیم اول کے متعلق کچھ مزید معلومات حاصل کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جنگ عظیم اول کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''موجودہ جنگ (جنگ عظیم اوّل) کے متعلق بھی آپؑ نے ان الفاظ میں یہ پیشگوئی 1907ء میں شائع فرمائی کہ

آئے گا قہر خدا سے خلق پر اِک انقلاب
اِک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے اِزار
یک بیک اِک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اِک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رود بار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمن
صبح کر دے گی اُنہیں مثلِ درختانِ چنار
ہوش اُڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مُسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی
راہ کو بھولیں گے ہو کر مَست و بیخود راہوار
خون سے مُردوں کے کوہستان کے آبِ رواں
سُرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحالِ زار
اِک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربّانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہِ ناشناس
اِس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار
وحیِ حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دِنوں کر صبر ہو کر متّقی اور بُردبار
یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا اُدھار

اسی طرح یہ کہ ''کشتیاں چلتی ہیں تاہوں کُشتیاں'' (الہام 11/مئی 1906ء، تذکرہ صفحہ 615) یعنی جہاز کثرت سے ادھر ادھر چلیں گے تا کہ لڑائی ہو۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ جنگ میں جہازوں کا بہت بڑا دخل ہے کیونکہ ان کے ذریعہ سے مختلف علاقوں کی فوجوں کو جنگ کے مختلف میدانوں میں پہنچایا جا رہا ہے۔حتیٰ کہ اس کی نظیر تاریخ عالم میں بالکل نہیں ملتی۔پھر آب دوز جہاز نہایت خطرناک تباہی کر رہے ہیں۔اسی طرح بحری محاصرہ کے باعث جو اپنی نظیر آپ ہی ہے ہر وقت ہزاروں چھوٹے بڑے جہاز اس جنگ میں استعمال ہو رہے ہیں کہ ان کی مثال پہلے زمانہ میں ملنی تو الگ رہی ان سے دسواں حصہ بھی کبھی کسی پہلی جنگ میں جہازوں نے کام نہیں کیا۔کشتی کا لفظ رکھ کر جو گو بڑے جہاز پر بھی بولا جاتا ہے مگر خصوصاً چھوٹے جہاز پر استعمال ہوتا ہے بوٹس (آبدوز کشتیوں) کے بے دردانہ حملہ کی طرف جو بحری محاربات میں سب سے زیادہ اہم ہے خاص طور پر اشارہ کیا گیا ہے۔ (انوار العلوم، جلد 3، صفحہ 556)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھی گئی نظم میں سے ایک شعر ''رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمن'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''یعنی رات کو چنبیلی کے پھولوں کی طرح جن کی سفید پوشاک ہو گی صبح ان کا یہ حال ہوگا کہ جس طرح چنار کے پتے کا رنگ سُرخ ہوتا ہے اسی طرح خون سے ان کے کپڑوں کا رنگ سُرخ ہو جائے گا۔

اب اگر یہ ایک شاعرانہ تشبیہہ ہی ہوتی اور لڑائی میں ایسا ہو بھی جاتا تو بھی ان لوگوں کو جن کی نسبت یہ پیشگوئی تھی یہ بتانا مشکل ہوتا کہ چنار کے درخت کے پتوں کی طرح تمہارے لباس خون سے سُرخ ہو گئے ہیں کیونکہ جن لوگوں نے چنار کے درخت کو دیکھا نہ ہوتا اور جو جانتے ہی نہ ہوتے کہ چنار کے پتوں کا کیا رنگ ہوتا ہے وہ اس تشبیہہ کو اچھی طرح سمجھ نہ سکتے اور ان کے خیال میں زیادہ سے زیادہ یہ بات آسکتی کہ جس طرح دوسرے بعض درختوں کے پتوں میں کچھ سُرخی پائی جاتی ہے اسی طرح چنار کے پتوں میں بھی سُرخی ہو گی۔مگر حقیقت یہ ہے کہ چنار کے پتہ پر ایسی سُرخی ہوتی ہے جیسی کے گاڑھے جمے ہوئے خون کی رنگت اور ہو بہو خون ہی معلوم ہوتا ہے۔اب دیکھئے فرانس میں جہاں لڑائی کا سب سے زیادہ شور رہا ہے اور اب بھی ہے وہاں میدان جنگ میں چنار کے درخت دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہمارے ایک دوست نے لکھا تھا کہ میں جنگی خدمت ادا کرنے کیلئے میدانِ جنگ میں کھڑا ہوں۔گولے برس رہے ہیں اور میں چنار کے درخت کے نیچے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر پڑھتا ہوا کہ

رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمن
صبح کر دے گی اُنہیں مثلِ درختانِ چنار

زخمیوں کے زخموں کو دھو کر مرہم پٹی کر رہا ہوں۔اس دوست نے چنار کا ایک پتہ بھی بھیجا تھا جس کے ایک طرف کا رنگ ہو بہو خون کی طرح تھا اور دوسری طرف کا کچھ زردی مائل۔

پس یہ کوئی شاعرانہ بات نہ رہی بلکہ خدا تعالیٰ کے فعل نے بتا دیا کہ واقعہ میں اس مقام پر چنار کے پتے تھے اور انہیں کے رنگ کی پوشاکیں ہو رہی تھیں۔ اگر جنگ کسی ایسے ملک میں ہوتی جہاں چنار کے پتے خون سے سُرخ ہونے والے کپڑوں کی طرف اشارہ نہ کرتے تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ شاعرانہ طور پر کہا گیا ہے۔ مگر ان درختوں کا وہاں موجود ہونا اور پھر ان کے نیچے انسانوں کا خون سے لت پت ہونا بتاتا ہے کہ یہ شاعرانہ بات نہ تھی بلکہ اصل حقیقت بیان کی گئی تھی۔

(خطبات محمود، جلد5، صفحہ 429)

پھر ایک اور موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اس جنگ عظیم اول کے متعلق فرماتے ہیں کہ

’’آپ ؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر 1905ء میں اعلان کیا کہ ایک عظیم الشان زلزلہ کی خبر دی گئی ہے جو جوانوں کو بڈھا کر دیگا اور شہر اس سے برباد ہوں گے اور اس قدر خون بہے گا کہ نہریں مُردوں کے خون سے سرخ ہو جائیں گی اور پہاڑ اس سے اُڑائے جائیں گے اور لوگ اسکے صدمہ سے پاگل ہو جائیں گے اور تمام دنیا پر اس کا اثر ہوگا اور اسکے نتیجہ میں زار روس کی حالت بہت ہی زار اور دردناک ہوگی اور پھر آپؑ نے خبر دی کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ چاروں طرف جنگی جہاز پھریں گے تاکہ آپس میں جنگ ہو اور مسافر روکے جائیں گے اور اپنے وطنوں تک ان کا پہنچنا مشکل ہو جائے گا اور زار روس سے اسکی حکومت لے لی جائے گی۔

اور پھر آپؑ کو بتایا گیا کہ جہاز ہر وقت سمندر میں جانے کیلئے تیار رکھے جائیں گے زمین تہ و بالا کی جائے گی اور خدا اپنی فوجوں سمیت دنیا کو اسکے گناہوں کی سزا دینے کیلئے نازل ہوگا۔ عرب اپنی قومی ترقی کی طرف توجہ کریں گے اور اسکے حصول کیلئے کوشش کریں گے جس طرح میرا ذکر اور میری یاد مٹ گئی ہے اسی طرح میں شہروں اور علاقوں کو برباد کردوں گا اور ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا اور یہ کہ سولہ سال کے عرصہ میں یہ واقعہ ہوگا۔

......کس طرح یہ جنگ آناً فاناً ساری دنیا میں پھیل گئی اور کس طرح جنگی بیڑے ادھر اُدھر پانچ سال تک گشت لگاتے رہے اور جنگی جہاز ہر وقت جنگ کی انتظار میں پھرتے رہے اور کس طرح پہاڑ استعارۃً نہیں بلکہ فی الواقع اُڑائے گئے اور شہر اور علاقے برباد ہوئے کہ ان کی حالت کو دیکھ کر رونا آتا تھا اور کس طرح تمام ممالک پر اسکا اثر پڑا؟ اور مسافروں کیلئے یہ جنگ کیسی خطرناک ثابت ہوئی کہ ہزاروں بلاقصور اور بلاگناہ دشمنوں کے ملک میں روکے گئے اور ان کے رشتہ دار ان کی یاد میں تڑپتے رہے۔ کس طرح دریا واقعی طور پر مردوں کے خون سے رنگے گئے؟ اور جوان اس کے صدمہ سے بوڑھے اور عقلمند پاگل ہو گئے اور ہزاروں آدمی جو اچھے بھلے تھے اپنی عقل کو کھو بیٹھے اور اس طرح زمین تہ و بالا کی گئی کہ ابتک اس کی درستی اور آبادی کا پورا انتظام نہیں ہو سکا گو اربوں روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے اور کس طرح بیسیوں جگہیں اسی طرح دُنیا سے مٹ گئیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی عبادت یورپ کے علاقوں سے مٹ گئی ہے اور پھر عربوں نے جنگ میں شامل ہوکر اپنی قومی زندگی کو کس طرح قائم کیا اور اسکے حصول کیلئے ایک سیل کی طرح اپنے مخالفوں کے مقابلہ میں چل کھڑے ہوئے اور یہ سب کچھ پیشگوئی کے شائع ہونے کے بعد جو کہ 1905 میں شائع کی گئی تھی مطابق پیش گوئی کے سولہ سال کے اندر ہوا۔

(انوار العلوم، جلد6، صفحہ 522)

جب 1918ء میں جنگ عظیم اوّل کا خاتمہ ہوا تو امریکہ کے علاوہ تمام اقوام کی شوکت و امارت کا فلک بوس محل دھڑام سے زمین بوس ہو گیا۔ برطانیہ دیوالیہ ہو گیا تھا، فرانس زخم زخم تھا، روس اور جرمنی انقلاب کی دہلیز پر کھڑے تھے، آسٹریا اور ہنگری کی عظیم سلطنتیں ختم ہو گئی تھیں، خلافتِ عثمانیہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی، اٹلی بدحواس اور مضطرب تھا اور یورپ کے باقی سارے ممالک اس جنگ کے طوفانی اور آتشیں تھپیڑوں کی وجہ سے راکھ کا ڈھیر بن رہے تھے۔ اس جنگ میں تقریباً 60 لاکھ فوجی اور عام لوگ مارے گئے جبکہ بعض کے نزدیک ایک کروڑ ہلاک ہوئے اور بعض کے نزدیک کل ہلاکتوں کی تعداد تقریباً 2 کروڑ تھی۔ بہر حال یہ تعداد اس سے پہلے کے ایک سو برس میں ہونے والی لڑائیوں کی مجموعی ہلاکتوں سے بھی زیادہ ہے۔ دنیا میں پہلی بار جدید ٹیکنالوجی استعمال کی گئی۔ پہلی بار دنیا نے کیمیائی اور زہریلی گیس کا استعمال دیکھا۔ یہ انسانی تاریخ کی تباہ کن جنگ تھی۔ اس جنگ میں جانی اور مالی لحاظ سے اتنا نقصان ہوا کہ، دنیا کی تاریخ میں اسکی مثال مشکل سے ملے گی، اور اسی جنگ کا غصہ دوسری عالمی جنگ کا پیش خیمہ بنا جس میں بھی قتل و غارت کی ایک نئی داستان رقم کی گئی۔

دوسری جنگ عظیم کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’آج 29 اپریل 1905ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے۔ سو میں محض ہمدردی مخلوق کیلئے عام طور پر تمام دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آوے گی جس کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنوں کے بعد خدا تعالیٰ اس کو ظاہر فرمادے گا۔ مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اس کی خاص وحی ہے جو عالم اسرار ہے......

(تذکرہ، جدید ایڈیشن، صفحہ 458)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جنگ عظیم دوم کے بارہ میں دنیا کو انتباہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’جیسا کہ میں پہلے بھی کئی بار یہ کہہ چکا ہوں کہ اگر اب جنگ ہوئی تو نہایت خطرناک ہوگی اور عین ممکن ہے کہ ایک دو سال میں ہی دس بیس بلکہ پچاس کروڑ آدمی مارا جائے اور گو یہ جنگ ہو کر تو رہے گی کیونکہ پیشگوئیوں سے یہی ثابت ہوتا ہے مگر اسے بھڑکانے والے خطرناک مجرم ہونگے۔‘‘

(خطبات محمود، جلد19، صفحہ 732)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جنگ عظیم دوم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگریزوں کے حق میں کی گئی دُعا کی مناسبت سے فرماتے ہیں کہ ’’پھر حضرت مسیح موعودؑ ایک اور موقع پر بیان فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جب انگریزوں اور روسیوں کی جنگ ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں یہ خطرناک جنگ جو ہونے والی ہے اس وقت نہ معلوم ہم زندہ ہوں یا نہ ہوں اس لئے ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور اسکے دُشمن کو ذلّت کے ساتھ پسپا کرے تاکہ اس حکومت نے جو مذہبی آزادی ہمیں دے رکھی ہے اسکا بدلہ ہو۔‘‘

(خطبات محمود، جلد20، صفحہ 383)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جنگ عظیم دوم کی تباہ کاریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے کہ ’’شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا‘‘ پچھلی بمباریاں جو ہوئی ہیں وہ اتنی عظیم الشان نہ تھیں جنہیں دیکھ کر رونا آتا ہو لیکن اٹامک بم سے جو بمباری کی گئی ہے اخبارات والے لکھتے ہیں کہ اس بمباری کی تباہی کو دیکھ کر واقع میں رونا آتا ہے۔ اِس بم کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چالیس چالیس میل تک کے علاقہ کو تباہ کر سکتا ہے۔ یہ صاف بات ہے کہ جہاں یہ بم گرے گا اُن جگہوں کو دیکھ کر رونا آئے گا۔ مگر جن جن علاقوں پر وہ گرے گا جہاں وہ اپنی تباہی کی طاقت پر شہادت دے رہا ہوگا اور اپنے بنانے والون کے ہنر کی توصیف کر رہا ہوگا وہاں ہر تباہ شدہ علاقہ اور ہر تباہ شدہ ملک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سچائی کی گواہی بھی ساتھ دے رہا ہوگا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہوائی جہاز بھی نہ تھے کہ ان کے ذریعہ بمباری کی جاتی۔ آپ کے بعد ہی ہوائی جہاز نکلے۔ پھر اسکے بعد ہوائی جہازوں سے گرانے والے بم نکلے اور اسکے بعد اب یہ اٹامک بم نکل آئے ہیں جو حجم میں بالکل چھوٹے ہوتے ہیں لیکن دو ہزار سُپر فورٹس کی بمباری کے برابر ایک بم کا اثر ہوتا ہے۔ دو ہزار سُپر فورٹس کی بمباری بیس ہزار ٹن کے برابر ہوتی ہے یا ہمارے ملک کے حساب سے پانچ لاکھ ساٹھ ہزار من ڈائنامیٹ پھینکنے کے برابر اس ایک بم کا پھینکنا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جہاں جہاں یہ بم گریں گے وہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہوگی اور حضرت مسیح موعودؑ کی یہ پیشگوئی عظیم الشان طور پر پوری ہوگی کہ ’’شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا‘‘

(خطبات محمود، جلد26، صفحہ 319)

جنگ عظیم دوم کی تباہ کاریوں کے حوالہ سے آپ ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں کہ

’’موجودہ جنگ کی تباہی و بربادی کا ایک نیا پہلو ہمارے سامنے آیا ہے۔ یعنی بلگریڈ کی بربادی، کئی لاکھ کی آبادی کا شہر 24 گھنٹوں کے اندر اندر تباہ ہو گیا اور وہاں سوائے لاشوں اور اینٹوں کے ڈھیروں کے کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک بچہ کسی سوراخ سے سر نکال کر دیکھتا ہے کہ میرے ماں باپ کہاں ہیں مگر اسے ہر طرف سوائے اینٹوں کے ڈھیر کے کچھ نظر نہیں آتا۔

عورتیں جھانکتی ہیں کہ ہمارے خاوند یا باپ یا بھائی کہاں ہیں مگر سوائے تباہ شدہ مکانوں اور عمارتوں کے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ میلوں میں آباد شہر اب سوائے کھنڈرات کے کچھ نہیں۔ اس زمانہ میں انسان کی طاقتِ مقابلہ کی حیثیت ہی کیا رہ گئی ہے؟ اور جب لاکھوں انسانوں کی آبادیوں والے شہر اس طرح اڑ سکتے ہیں تو گاؤں کا ذکر ہی کیا؟ ایسے ایسے بم ایجاد ہو چکے ہیں جو دو دو سو بلکہ چار چار سو گز تک مار کر جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں اتنے بڑے گاؤں کتنے ہیں؟ بالعموم ایسے چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں کہ ایک ایک بم سے اُڑ جائیں نہ کسی انسان کا پتہ لگے اور نہ کوئی جانور باقی رہے۔''

(خطبات محمود، جلد22، صفحہ 205)

ہیروشیما پر گرائے گئے ایٹم بم کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ''کوئی پانچ دن کی بات ہے کہ ایٹم سے حاصل کردہ طاقت کا پہلا بم جاپان کے ایک شہر ہیروشیما پر استعمال کیا گیا جو کہ ایک چھاؤنی ہے اور بندرگاہ بھی ہے جہاں جاپانی بیڑا کھڑا ہوتا ہے یا تیار کیا جاتا ہے۔ یہ شہر کوئی سات مربع میل کا ہے یعنی قریباً سوا دو میل چوڑا اور تین میل لمبا ہے اور بوجہ اسکے کہ یہ صنعتی شہر ہے سمجھا جا سکتا ہے کہ اِسکی آبادی گنجان ہوگی کیونکہ صنعتی شہروں میں بجائے پھیلاؤ کے بڑے بڑے بلاکس بنا دیئے جاتے ہیں جن میں ایک ایک بلاک میں کئی کئی سو بلکہ کئی کئی ہزار آدمی بستے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس شہر کی آبادی چھ سات لاکھ کے قریب ہے۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ چھ سات لاکھ کے قریب تھی اور جب یہ بم جو پھینکا گیا ہے تو اس شہر کے متعلق آخری رپورٹ یہ ہے کہ ساٹھ فیصدی حصہ شہر کا یا یہ کہو کہ چھ لاکھ کی آبادی میں سے پونے چار لاکھ آدمی ایک بم سے ہلاک ہوگئے اور شہر کی 60 فیصدی عمارتیں ایک بم سے تباہ ہوگئیں۔ جاپانی لوگوں کا بیان ہے کہ اس بم کے گرنے کے بعد شدید گرمی پیدا ہوئی اور اس بم کے دھماکے اور نقصان کے علاوہ وہ گرمی اتنی شدید تھی کہ اُس کی شدت کے دائرہ کے اندر کوئی ذی روح چیز زندہ نہیں رہی۔ کیا انسان اور کیا حیوان، کیا چرند اور کیا پرند سب کے سب جُھلس کر خاک ہوگئے۔''

(خطبات محمود، جلد26، صفحہ 314)

جنگ عظیم دوم کا پس منظر اور اسکے ہولناک نتائج

جرمنی کی فوجی قوت میں اضافے کی وجہ سے یورپ کے سیاسی افق پر تناؤ کی کیفیت تھی اور 1938ء کے آغاز میں آسٹریا پر جرمنی کے قبضے کی وجہ سے اس تناؤ میں اضافہ ہوگیا تھا۔ 1939ء کے شروع ہونے کے بعد یورپ میں حالات مزید تیزی سے تبدیل ہونے لگے۔ جرمنی نے چیکوسلواکیہ پر قبضہ کرلیا۔ اور 25/ مارچ کو اٹلی نے البانیہ کو الٹی میٹم دیا اور 7/ اپریل 1939ء کی صبح کو اطالوی فوجیں البانیہ میں داخل ہونا شروع ہوئیں اور کچھ جھڑپوں کے بعد البانیہ پر قبضہ ہوگیا۔ البانیہ کی آزادی سلب ہونے پر تو یورپی طاقتوں نے کوئی خاص ردِعمل نہیں دکھایا، انہیں البانیہ کے سانحے سے کم ہی دلچسپی تھی۔ اس صورتِ حال میں جارحیت کرنے والوں کے حوصلے بڑھتے جارہے تھے۔ ایبے سینیا، آسٹریا، چیکوسلواکیہ اور البانیہ کے بعد پولینڈ کی باری آتی نظر آرہی تھی۔ اس بات کے آثار ظاہر ہو رہے تھے کہ اب نازی حکومت پولینڈ پر حملہ کردے گی۔ برطانیہ اور فرانس کی اتحادی طاقتیں سر جوڑ کر بیٹھیں کہ اس بڑھتے ہوئے سیلاب کا کیا حل کیا جائے۔ پہلے روس کو ساتھ ملانے کی کوششیں ہوئیں کیونکہ اس وقت روس اور جرمنی کے باہمی تعلقات بہت خراب تھے۔ بظاہر کچھ پیش رفت ہوتی دکھائی دی اور بہت سے اصولی معاملات پر اتفاقِ رائے بھی ہوا لیکن کوئی حتمی معاہدہ نہ ہو سکا۔ روس کا اصرار تھا کہ جرمنی کے حملے کی صورت میں اسے اس بات کی اجازت ہونی چاہئے کہ وہ پولینڈ میں اپنی فوجیں اتار سکے مگر پولینڈ کی حکومت روس سے بھی اتنا ہی خائف تھی جتنا جرمنی سے تھی۔ اس لئے وہ اس شرط پر رضامند نہیں ہو رہی تھی۔ اس دوران سیاست کی بساط پر ایک اور حیران کن تبدیلی آنی شروع ہوئی اور باوجود تمام تر باہمی نفرتوں کے روس اور جرمنی نے آپس میں مذاکرات شروع کردئے اور 23/ اگست 1939ء کو سوویت تاس ایجنسی نے اس خبر کا اعلان کیا کہ سوویت یونین اور جرمنی نے آپس میں اس بات پر معاہدہ کرلیا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر حملہ نہیں کریں گے۔ اسکے ردِ عمل میں برطانیہ نے اس بات کا اعادہ کیا کہ پولینڈ پر حملہ کی صورت میں وہ پولینڈ کی مدد کو آئے گا۔ یکم ستمبر 1939ء کی صبح کو جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کردیا۔ اس پر برطانیہ نے جرمنی کو الٹی میٹم دے دیا۔ اب جنگ ناگزیر نظر آرہی تھی۔ صرف اتحادیوں کی طرف سے رسمی اعلانِ جنگ باقی تھا۔ بالآخر 3/ستمبر کو برطانیہ اور فرانس نے جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کردیا۔ ایک طرف جرمنی تھا اور دوسری طرف برطانیہ اور فرانس تھے۔ روس نے پولینڈ کے ایک حصے کو ہتھیانے کیلئے اپنی فوجیں اتاری تھیں لیکن اس کا اس جنگ میں شرکت کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن بعد میں روس اتحادیوں کی طرف سے شامل ہوا اور اٹلی اور جاپان نے جرمنی کے ساتھ مل کر اعلانِ جنگ کردیا۔ امریکہ بھی بالآخر اتحادیوں کی طرف سے اس تنازع میں کود پڑا۔ بعد میں ان ممالک کے علاوہ چین، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برازیل، کینیڈا، ہالینڈ، ڈنمارک، بلجیم، ناروے، یونان، یوگوسلاویا، تھائی لینڈ اور فلپائن بھی جنگ میں شامل ہوگئے۔

جولائی 1945ء کے آخر میں امریکہ، سوویت یونین اور برطانیہ کے لیڈر جرمنی میں پوٹسڈیم (Potsdam) کے مقام پر ایک کانفرنس کیلئے جمع تھے۔ دوسری جنگ عظیم اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھی۔ اٹلی اور جرمنی ہتھیار ڈال چکے تھے۔ اب صرف جاپان میدان جنگ میں موجود تھا۔ فاتح اقوام کے لیڈر یہ فیصلہ کرنے کیلئے جمع ہوئے تھے کہ شکست خوردہ جرمنی کا انتظام کیسے کرنا ہے امریکہ کے سیکرٹری جنگ سٹمسن (Stimson) امریکہ کے وفد میں شامل نہیں تھے اور اپنے ملک میں تھے۔ 17/ جولائی کو وہ اچانک پوٹسڈیم میں برطانیہ کے وزیر اعظم ونسٹن چرچل کی عارضی رہائش گاہ میں داخل ہوئے اور ان کے آگے ایک کاغذ رکھا جس پر لکھا ہوا تھا ''بچے تسلی بخش طریق سے پیدا ہوگئے ہیں۔'' اس پیغام کا مطلب یہ تھا کہ ایک روز قبل امریکہ میں دنیا کے پہلے ایٹم بم کا کامیاب تجربہ کرلیا گیا ہے۔ اب انسان کے ہاتھ میں دنیا کی تاریخ کا مہلک ترین ہتھیار آچکا تھا۔ بہر حال ایٹم بم کے کامیاب تجربہ کے بعد اتحادی طاقتوں نے جاپان کو ایک الٹی میٹم (Ultimatum) جاری کیا کہ جرمنی کو جس تباہی کا سامنا کرنا پڑا ہے وہ ان کے سامنے ہے۔ اگر انہوں نے غیر مشروط طور پر ہتھیار نہ ڈالے تو وہ مکمل تباہی کے لیے تیار ہو جائیں۔

6/اگست 1945ء کو جاپان کے شہر ہیروشیما کے باشندے اپنا معمول کا دن گذارنے کیلئے تیار ہو رہے تھے۔ بعض لوگوں کو آسمان پر امریکہ کی فضائیہ کا بی۔29 جہاز نظر آرہا تھا۔ اس جنگ کے دوران اتنی بمباری ہو چکی تھی کہ آسمان پر ایک جہاز کا منڈلانا کوئی غیر معمولی چیز نہیں تھی۔ جہاز کے اندر پائلٹ سمیت آٹھ افراد کا عملہ موجود تھا۔ انہیں سیاہ چشمے لگانے کی ہدایت تھی۔ پال ٹیبٹس (Paul Tibbets) جہاز چلا رہے تھے۔ مقرر کردہ ہدف پر پہنچ کر عملے کے ایک اور فرد تھامس فوربی (Thomas Forebee) نے بم گرادیا۔

نیچے ہیروشیما میں شاید چند لوگوں نے ہی محسوس کیا ہو کہ اس جہاز نے ایک بم گرایا ہے اور فوری طور پر واپس پلٹ گیا۔ اس بم کا سائز غیر معمولی نہیں تھا۔ اسکا وزن چار سو پاؤنڈ کے قریب ہوگا۔ اس بم کے ساتھ ایک پیراشوٹ لگا ہوا تھا۔ یہ بم زمین کی سمت آنا شروع ہوا۔ جب وہ زمین سے کچھ فاصلے پر رہ گیا تو ایک عظیم دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا۔ دنیا کی تاریخ میں اس سے زیادہ خوفناک دھماکا کبھی نہیں ہوا تھا۔

جب وہ بم گرانے کی جگہ سے دس میل کے فاصلے پر پہنچ گئے تو انہوں نے ایک عظیم شعلے کو دیکھا، جس نے ہیروشیما کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس کے ساتھ دھوئیں اور گرد کا ایک طوفان بلند ہوا۔ جہاز کے اندر موجود عملے کے منہ سے ''اوہ میرے خدا'' کے الفاظ نکلے۔ وہ جو کچھ دیکھ رہے تھے انہیں اس پر یقین نہیں آرہا تھا۔ ان میں صرف تین کو یہ علم تھا کہ ان کا ہوائی جہاز نیا اور نہایت مہلک بم گرانے جارہا ہے۔ ستم ظریفی یہ کہ اس بم کا نام little boy یعنی ننھا لڑکا رکھا گیا تھا۔

اُس روز ہیروشیما پر جو قیامت ڈھائی گئی وہ تاریخ کا حصہ ہے۔ اس وقت کی شائع ہونے والی خبروں کے مطابق چند لمحوں میں ڈیڑھ سے دو لاکھ کے قریب افراد جل کر یا جھلس کر ہلاک ہوگئے۔ لیکن اس بارے میں صحیح اعداد و شمار کا جمع ہونا ممکن ہی نہیں تھا۔ شہر کا بیشتر حصہ راکھ کا ڈھیر بن گیا۔ گنجان آباد شہر کے متاثرہ علاقے میں صرف کنکریٹ کی ایک بڑی عمارت کی کچھ دیواریں کھڑی نظر آرہی تھیں۔ اس مقام پر کوئی ذی روح چیز باقی نہیں رہی تھی۔ یہ بم اُس وقت دنیا کے مہلک ترین بم سے دو ہزار گنا زیادہ تباہ کن تھا۔ اس حملے کے چند گھنٹے بعد امریکی ایئر فورس کے جہاز نے کافی اوپر سے شہر کی تصویریں لیں۔ شہر میں دو مقامات پر آگ جل رہی تھی اور باقی شہر راکھ کا ڈھیر بن چکا تھا۔

اب جبکہ جاپان کی مزاحمت دم توڑ رہی

تھی تو سب اپنا اپنا حصہ حاصل کرنے کیلئے ٹوٹ پڑے۔سوویت یونین نے جاپان سے معاہدے توڑ دیے اور جاپان کے زیر تسلط علاقے پر بڑا حملہ شروع کر دیا اور اس حملے کو شروع ہوئے صرف نو گھنٹے ہی گذرے تھے کہ امریکہ نے جاپان کے ایک اور شہر ناگاساکی پر بھی ایٹم بم گرادیا۔ اگلے روز ایک اخبار نے یہ شہ سرخی شائع کی کہ ''ساری چھت جاپان پر گر گئی'' اور جنرل سپاٹز نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا کہ ہیروشیما کی نسبت ناگاساکی میں گھر قریب قریب تعمیر کیے گئے تھے، اس لیے امید ہے کہ نقصان زیادہ ہوا ہوگا۔ظاہر ہے کہ گھروں کو عسکری ٹارگٹ نہیں قرار دیا جاسکتا۔اسکا مقصد یہی تھا کہ تمام اخلاقی اور جنگی اصول ترک کر کے شہری آبادی کو نشانہ بنایا جائے۔کہا جاتا ہے کہ ناگاساکی کے بم کے نتیجے میں 75000 شہری چند لمحوں میں جل کر راکھ ہو گئے اور سوویت یونین کے حملہ نے اسکی رہی سہی امیدوں کو ختم کر دیا تھا۔اب جاپان کے پاس کوئی اور راستہ نہیں بچا تھا کہ ہتھیار ڈال دے اور اتحادی ممالک کی شرائط تسلیم کر لے۔ بہر حال جاپان نے ہتھیار ڈال دیے اور ہیرو ہیٹو کو بطور بادشاہ برقرار رکھا گیا لیکن یہ شرط لگائی گئی کہ وہ اتحادیوں کی فوجی کمان کے ماتحت ہوں گے۔

اس جنگ میں 61 ملکوں نے حصہ لیا۔ ان کی مجموعی آبادی دنیا کی آبادی کا 80 فیصد تھی اور فوجوں کی تعداد ایک ارب سے زائد۔تقریباً 40 ملکوں کی سرزمین جنگ سے متاثر ہوئی۔ سب سے زیادہ نقصان روس کا ہوا۔تقریباً 2 کروڑ روسی مارے گئے۔

دوسری جنگ عظیم تاریخ کا مہلک ترین فوجی تصادم تھا۔ ایک اندازے کے مطابق مجموعی طور پر 86 ملین افراد ہلاک ہوئے۔

جنگ کا سب سے ظالمانہ پہلو ہیروشیما اور ناگاساکی پر امریکا کا ایٹمی حملہ تھا۔ جاپان تقریباً جنگ ہار چکا تھا لیکن دنیا میں انسانی حقوق کے نام نہاد ٹھیکے دار امریکہ نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کیلئے لاکھوں لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دوسری جنگ عظیم کی تباہ کاریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''محتاط اندازوں کے مطابق جنگ عظیم دوم میں چھ کروڑ سے زائد اَفراد کی جانیں ضائع ہوئیں اور کہا جاتا ہے کہ اس میں چار کروڑ افراد عام شہری تھے۔اس طرح بالفاظ دیگر فوجیوں سے زیادہ عام شہری ہلاک ہوئے۔ باوجود اسکے کہ جاپان کے علاوہ باقی ہر جگہ پر روایتی ہتھیاروں سے جنگ لڑی گئی پھر بھی اتنی شدید تباہی ہوئی۔ برطانیہ میں پانچ لاکھ لوگ لقمۂ اجل بنے۔اس وقت برطانیہ کی حکومت نو آبادیاتی طاقت تھی اور اس کی کالونیاں اور وہ ممالک جو برطانیہ کی طرف سے لڑ رہے تھے اگر ان اموات کو بھی شامل کیا جائے تو پھر یہ تعداد کروڑوں میں جا پہنچتی ہے۔صرف انڈیا میں ہی سولہ لاکھ افراد لقمۂ اجل بنے۔'' (پاتھ وے ٹو پیس، صفحہ 44، مطبوعہ 2015 اردو ایڈیشن)

تیسری جنگ عظیم کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور آپؑ کے خلفاء کرام کی تشریحات بصورت اتمام حجت

معزز قارئین کرام! دنیا پر اب پھر جنگ کے ہولناک بادل چھا رہے ہیں۔ زبردست غنیم طوفان کی طرح پوری دنیا کو اپنی چپیٹ میں لینے کیلئے چلا آرہا ہے اور ہر روز اس کا قدم آگے ہی آگے پڑ رہا ہے اور بہت سرعت اور شدت سے آتش بار جنگ کے بے پناہ شعلے دنیا کی وسیع اور عیش و تنعم میں ڈوبی ہوئی آبادیوں کو بھسم کرنے، فلک بوس محلات، تعیش گاہوں اور زرخیز و دلفریب وادیوں کو آنِ واحد میں ویرانے اور راکھ کے ڈھیر بنانے کی طاق میں بیٹھے ہیں۔ اسکے تصور سے ہی ہر سلیم الحس انسان کی رُوح تھرّا اٹھتی ہے ۔اس وقت دنیا شدید بے چینی اور اضطراب کا شکار ہے۔کیا مذہبی اعتبار سے اور کیا سیاسی اعتبار سے اور کیا سائنس اور علوم وفنون کے لحاظ سے۔جس پہلو سے بھی دنیا پر نظر ڈالیں ایک ہیجان، ایک اضطراب، ایک ہلچل سی دکھائی دیتی ہے۔مختلف النوع تغیرات اور حیرت انگیز انقلابات ظہور میں آرہے ہیں۔ بالخصوص آج کے دَور میں انسان کے خود اپنے ہاتھوں تیار کردہ ایٹمی جنگی ساز وسامان کی ہلاکت آفرینیوں کے تصور سے ہی دنیا کا ہر شخص مضطرب اور بے چین ہے اور اگر یہ مہلک ہتھیار استعمال ہوئے اس وقت دنیا کا کیا حال ہوگا؟ کیا اس خوفناک تباہی سے بچنے کی کوئی صورت ممکن بھی ہے یا نہیں؟ ان سب سوالات کے جوابات بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ اور آپ کے خلفاء نے دئے ہیں چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام 8/اپریل 1905ء کے اشتہار 'الانذار' میں تحریر فرماتے ہیں:

''آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے: تازہ نشان۔تازہ نشان کا دھکہ۔ زلزلة الساعة ۔ قوا انفسکم ۔ ان الله مع الابرار ۔ دَنٰی منك الفضلُ۔ جاء الحق و زهق الباطل (ترجمہ مع شرح) یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائے گا۔مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکہ لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا۔ (مجھے علم نہیں...... دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی جس کو قیامت کہہ سکیں گے اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئے گا...... بہرحال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو۔قریب ہو یا بعید ہو پہلے سے بہت خطرناک ہے۔سخت خطرناک ہے...... جو آنے والا حادثہ ہے وہ بہت بڑھ کر ہے۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، صفحہ 522)

پھر آپؑ ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں کہ ''وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کسی قدر ہلکے اور خفیف ہونگے اور دنیا ان کو معمولی سمجھے گی۔ پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کر دے گا یہاں تک کہ وہ تمنا کریں گے کہ وہ اس دن سے پہلے مرجاتے۔''
(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 96)

اسی مناسبت سے آپؑ فرماتے ہیں کہ
''میں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اس قدر آفات آنے والی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ آندھی آتی ہے......خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کرے گا اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائے گا جو قیامت کا نمونہ ہے۔تب ہر قوم میں ماتم پڑے گا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا یہی معنی خدا کے اس الہام کے ہیں کہ ''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 199)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تیسری جنگ عظیم کے وقت میں تاخیر ڈالے جانے کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ
''پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے...... مگر بعد اسکے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونۂ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: رَبِّ اَخِّرْ وَقْتَ هٰذا ۔ اَخَّرَهُ الله اِلٰى وَقْتٍ مُّسَمًّى یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ٹال دیا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 103 حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تیسری جنگ عظیم کی مناسبت سے فرماتے ہیں کہ
''جہاں تک اِس جنگ کے متعلق مجھے رؤیا ہوئے ہیں اور جہاں تک قرآن کریم اور احادیث کی پیشگوئیوں کا تعلق ہے اُن سے یہی

معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا سخت خطرہ ہے کہ اس دوسری جنگ کے اختتام پر تیسری جنگ کی بنیاد ڈال دی جائے گی اور وہ تیسری جنگ اس دوسری جنگ سے زیادہ خطرناک ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر بھروسہ کرتے ہوئے ہماری دُعا اُس سے یہی ہے کہ وہ لوگوں کی غلطیوں کو معاف کرے اور انہی دو جنگوں کو لوگوں کی اصلاح کیلئے کافی سمجھ لے۔ لیکن اگر اُسکی مشیّت کے ماتحت ایک تیسری جنگ بھی آنے والی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس وقت تک ہماری جماعت کو اتنی طاقت عطا فرمادے کہ وہ آنے والی جنگ کے بداثرات ہمیشہ کیلئے دور کرسکے۔‘‘

(خطبات محمود، جلد25، صفحہ 590)

پھر آپؓ ایک اور موقعہ پر جماعت کی حالت کمزوری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے پانچ زلازل کی پیشگوئی کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ

’’لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری اس کمزوری کو دیکھ کر کہ یہ مُردہ ملک اور مُردہ قوم میں پیدا ہوئے ہیں فرمایا کہ مَیں اس نشان کی پانچ بار چمک دکھلاؤں گا۔ یعنی یہ لوگ ایک ایسی مُردہ قوم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ایک ایسے مُردہ ملک میں رہتے ہیں کہ زندہ ملکوں اور زندہ قوموں کی طرح فوراً ایک نئے فعل کے مقابل پر نیا جواب نہیں دیتے بلکہ اُس مُردہ اور سوکھی ہوئی ٹہنی کی طرح ہیں جو ہرنئی بارش کے مقابل پر جواب پیش نہیں کرسکتی بلکہ تین چار بارشوں کے بعد اس میں سبزی نظر آتی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ اب یہ ٹہنی لہلہانے لگ جائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت پر رحم فرمایا اور اس کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔ میں اپنے نشان کی چمک پانچ دفعہ دکھلاؤں گا۔ ان پانچ نشانوں میں سے پہلا نشان کانگڑے کا زلزلہ ہے۔ دوسری دفعہ جنگ عظیم کا نشان ظاہر ہوا جو 1914ء میں ہوئی۔ اسکے بعد بہار اور کوئٹہ کے زلازل آئے اور اب چوتھی دفعہ پھر جنگ کے زلزلے کا نشان آیا جو اب ختم ہوگیا ہے۔‘‘

(خطبات محمود، جلد26، صفحہ 326)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جنگ عظیم دوئم کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے آئندہ آنے والی جنگ اور اس کی تباہ کاری کے حوالہ سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’ان باتوں کے نتیجہ میں مجھے نظر آرہا ہے کہ آئندہ زمانہ میں جنگیں کم نہیں ہوں گی بلکہ بڑھیں گی اور وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اٹامک سے بڑی طاقتوں کے ہاتھ مضبوط ہوجائیں گے اور ان کے مقابلہ میں کوئی جنگی طاقت حاصل نہیں کرسکے گا یہ لغو اور بچوں کا سا خیال ہے۔ یہ خیال صرف اٹامک بم کے ایجاد ہونے پر ہی لوگوں کے دلوں میں پیدا نہیں ہوا بلکہ جب بندوق ایجاد ہوئی تھی تو لوگ سمجھتے تھے کہ توپ والے ہی دنیا میں غالب ہوں گے۔ جب ہوائی جہاز ایجاد ہوئے تھے تو لوگوں نے گمان کیا تھا کہ ہوائی جہاز والے ہی دنیا میں غالب ہوں گے۔ جب گیس ایجاد ہوئی تھی تو لوگوں نے خیال کیا تھا کہ گیس والے ہی دنیا میں غالب ہوں گے لیکن پھر وی ون (V.One) اور وی ٹو (V.Two) نکل آئے۔ تو لوگ سمجھے کہ وی ون اور وی ٹو والے ہی دنیا میں غالب ہوں گے۔ اسکے بعد اب اٹامک بم نکل آئے ہیں۔ یاد رکھو! خدا کی بادشاہت غیر محدود ہے اور خدا کے لشکروں کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ مَا یَعۡلَمُ جُنُوۡدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ یعنی تیرے رب کے لشکروں کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اگر بعض کو اٹامک بم مل گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ وہ کسی سائنس دان کو کسی اور نکتہ کی طرف توجہ دلادے اور وہ ایسی چیز تیار کرلے جس کے تیار کرنے کیلئے بڑی بڑی لیبارٹری کی بھی ضرورت نہ ہو بلکہ ایک شخص گھر میں بیٹھے بیٹھے اُسکو تیار کرلے اور اُسکے ساتھ دنیا پر تباہی لے آئے اور اس طرح وہ اٹامک بم کا بدلہ لینے لگ جائے۔‘‘

(خطبات محمود، جلد26، صفحہ 317)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایٹمی جنگوں کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ

آئندہ زمانہ میں ظاہر ہونے والی خبریں جو اس زمانہ میں ظاہر ہورہی ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہوتی چلی جائیں گی جن کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے اس میں جو ہم آج کل دیکھتے ہیں اس میں Radiation کا عذاب ہے اور Atomic Warfare ہے۔ فرمایا یَوۡمَ تَکُوۡنُ السَّمَآءُ کَالۡمُہۡلِ ۙ وَ تَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِہۡنِ ۙ وَ لَا یَسۡـَٔلُ حَمِیۡمٌ حَمِیۡمًا ۚ یُّبَصَّرُوۡنَہُمۡ ؕ یَوَدُّ الۡمُجۡرِمُ لَوۡ یَفۡتَدِیۡ مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِئِذٍۭ بِبَنِیۡہِ ۙ (سورۃ المعارج: 9 تا 11) جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوجائے گا اور پہاڑ دُھنی ہوئی اون کی طرح ہوجائیں گے۔ اور کوئی گہرا دوست کسی گہرے دوست کا (حال) نہ پوچھے گا۔ وہ اُنہیں اچھی طرح دکھلا دیئے جائیں گے۔ مجرم یہ چاہے گا کہ کاش وہ اس دن کے عذاب سے بچنے کیلئے فدیہ میں دے سکے اپنے بیٹوں کو۔

جب Atomic Warfare ہو تو اس وقت یہ ممکن ہے کہ آسمان کَالۡمُہۡلِ یعنی پگھلے ہوئے تانبے کی طرح دکھائی دے۔ اس میں Radiation کے عذاب کی طرف اشارہ ہے جو کہ اتنی خوفناک چیز ہے کہ اب تک جہاں جہاں تجربے ہوئے ہیں وہاں لازماً یہی باتیں دکھائی دی ہیں کہ وہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ کوئی اپنے کسی گہرے دوست کو بھی نہیں پوچھتا۔ یہاں تک کہ عورتیں اپنے بچوں کو بھول گئی ہیں اور ہر ایک کے اندر Atomic Warfare سے یا Radiation سے اتنی خوفناک گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کہ اگر اس وقت کسی سے پوچھا جائے تو وہ اپنے بچوں کو قربان کرنے کیلئے بھی تیار ہوجاتی ہیں کہ اس مصیبت سے نجات ہو کسی طرح۔ (خطبہ جمعہ 9 رمئی 2003ء، خطبات مسرور جلد1 صفحہ 29)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

وقت کی اہم ضرورت ہے کہ عالمی امن اور ہم آہنگی کے قیام کی کوشش میں سب لوگ ایک دوسرے کا اور تمام مذاہب کا احترام قائم کریں بصورت دیگر خطرناک نتائج نکل سکتے ہیں۔

دنیا ایک گلوبل ویلیج بن گئی ہے لہٰذا باہمی احترام کے فقدان اور امن کے فروغ کیلئے باہمی اتحاد پیدا نہ ہونے کی صورت میں صرف مقامی آبادی یا شہر یا کسی ایک ملک کو نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ درحقیقت یہ تمام دنیا کی تباہی پر منتج ہوگا۔ ہم سبھی پچھلی دو عالمی جنگوں کی ہولناک تباہیوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ بعض ممالک کی پالیسیوں کی وجہ سے ایک اَور عالمی جنگ کے آثار دنیا کے اُفق پر نمودار ہورہے ہیں۔ اگر عالمی جنگ چھڑ گئی تو مغربی دنیا بھی اسکے دیر تک رہنے والے تباہ کن نتائج سے متاثر ہوگی۔ آئیں خود کو اس تباہی سے بچالیں۔ آئیں اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو جنگ کے مہلک اور تباہ کن نتائج سے محفوظ کرلیں کیونکہ یہ مہلک جنگ ایٹمی جنگ ہی ہوگی اور دنیا جس طرف جارہی ہے اس میں یقینی طور پر ایک ایسی جنگ چھڑنے کا خطرہ ہے۔ اِن ہولناک نتائج سے بچنے کیلئے انصاف، دیانتداری اور ایمانداری کو اپنانا ہوگا اور وہ طبقے جو نفرتوں کو ہوا دے کر امنِ عالم کو تباہ کرنے کے درپے ہیں ان کے خلاف متحد ہو کر اُنہیں روکنا ہوگا۔ میری خواہش اور دلی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ بڑی طاقتوں کو اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریاں اور فرائض انتہائی منصفانہ اور درست طریق پر نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(پاتھ وے ٹو پیس، اردو ایڈیشن، صفحہ 129)

پس ضرورت اس امر کی ہے، ہم موقعہ کی نزاکت کو سمجھیں اور وقت کے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جہاں دنیا کو اس آنے والی تباہی سے آگاہ کریں وہیں اپنی حالتوں کی درستی کی طرف بھی خصوصی توجہ کریں تا اس عذاب الٰہی سے بچائے جائیں۔ آمین۔

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائینگے
جو کہ رکھتے ہیں خُدائے ذوالعجائب سے پیار

......☆......☆......☆......

پیشگوئی جنگ عظیم

سخت ماتم کے وہ دِن ہونگے مصیبت کی گھڑی ✿ لیک وہ دِن ہونگے نیکوں کیلئے شیریں ثمار
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائینگے ✿ جو کہ رکھتے ہیں خُدائے ذوالعجائب سے پیار

پاکیزہ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ نشانِ زلزلہ جو ہو چکا منگل کے دِن
وہ تو اِک لقمہ تھا جو تم کو کھلایا ہے نہار
اِک ضیافت ہے بڑی اے غافلو کچھ دن کے بعد
جس کی دیتا ہے خبر فرقاں میں رحماں بار بار
وحیِ حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار
کچھ ہی ہو پر وہ نہیں رکھتا زمانہ میں نظیر
فوقِ عادت ہے کہ سمجھا جائے گا روزِ شمار
یہ جو طاعوں ملک میں ہے اسکو کچھ نسبت نہیں
اُس بلا سے وہ تو ہے اک حشر کا نقش و نگار
وقت ہے توبہ کرو جلدی مگر کچھ رحم ہو!
سُست کیوں بیٹھے ہو جیسے کوئی پی کر کوکنار
وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
ایک دم میں غم کدے ہو جائینگے عِشرت کدے
شادیاں کرتے تھے جو پیٹیں گے ہو کر سوگوار
وہ جو تھے اُونچے محل اور وہ جو تھے قصرِ بریں
پست ہو جائینگے جیسے پست ہو اِک جائے غار
ایک ہی گردش سے گھر ہو جائیں گے مٹی کا ڈھیر
جس قدر جانیں تلف ہوں گی نہیں ان کا شمار
پر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈر نہیں
اُن کو جو جھکتے ہیں اس درگہ پہ ہو کر خاکسار
یہ خوشی کی بات ہے سب کام اُس کے ہاتھ ہے
وہ جو ہے دھیما غضب میں اور ہے آمرزگار
کب یہ ہوگا؟ یہ خدا کو علم ہے پر اس قدر
دی خبر مجھ کو کہ وہ دِن ہوں گے ایّامِ بہار
''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی''
یہ خدا کی وحی ہے اب سوچ لو اے ہوشیار
یاد کر فرقاں سے لفظِ زُلْزِلَتِ زِلْزَالَهَا
ایک دن ہو گا وہی جو غیب سے پایا قرار
سخت ماتم کے وہ دِن ہونگے مصیبت کی گھڑی
لیک وہ دِن ہونگے نیکوں کیلئے شیریں ثمار
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائینگے
جو کہ رکھتے ہیں خُدائے ذوالعجائب سے پیار
انبیاء سے بُغض بھی اَے غافلو! اچھا نہیں
دُور تر ہٹ جاؤ اس سے ہے یہ شیروں کی کچھار

یہ نشانِ آخری ہے کام کر جائے مگر
وَرنہ اب باقی نہیں ہے تم میں اُمید سُدھار
آسماں پر اِن دنوں قہرِ خدا کا جوش ہے
کیا نہیں تم میں سے کوئی بھی رشید و ہونہار
اب تو نرمی کے گئے دن اب خدائے خشمگیں
کام وہ دکھلائے گا جیسے ہتھوڑے سے لُہار
بے خدا اِس وقت دنیا میں کوئی مامن نہیں
یا اگر ممکن ہو اب سے سوچ لو راہِ فرار
تم سے غائب ہے مگر مَیں دیکھتا ہوں ہر گھڑی
پھرتا ہے آنکھوں کے آگے وہ زماں وہ روزگار
گر کرو توبہ تو اَب بھی خیر ہے کچھ غم نہیں
تم تو خود بنتے ہو قہرِ ذُوالمِنَن کے خواستگار
مَیں نے روتے روتے سجدہ گاہ بھی تر کر دیا
پر نہیں اِن خشک دِل لوگوں کو خوفِ کردگار
یا الٰہی اِک نشاں اپنے کرم سے پھر دکھا
گردنیں جُھک جائیں جس سے اور مکذّب ہوں خوار
اِک کرشمہ سے دِکھا اپنی وہ عظمت اَے قدیر
جس سے دیکھے تیرے چہرے کو ہر اک غفلت شعار
تیری طاقت سے جو منکر ہیں انہیں اَب کچھ دِکھا
پھر بدل دے گلشن و گلزار سے یہ دشتِ خار
زور سے جھٹکے اگر کھاوے زمیں کچھ غم نہیں
پر کسی ڈھب سے تزلزل سے ہو مِلّت رستگار
دین و تقویٰ گم ہوا جاتا ہے یا رب رحم کر
بے بسی سے ہم پڑے ہیں کیا کریں کیا اختیار
میرے آنسو اس غمِ دل سوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویراں ہے اور دُنیا کے ہیں عالی منار
جس طرف دیکھیں وہیں اِک دہریت کا جوش ہے
دیں سے ٹھٹھا اور نمازوں روزوں سے رکھتے ہیں عار
ہے بُلندی شانِ ایزد گر بشر ہووے بلند
فخر کی کچھ جا نہیں وہ ہے متاعِ مُستعار
ایسے مغروروں کی کثرت نے کیا دیں کو تباہ
ہے یہی غم میرے دل میں جس سے ہوں مَیں دِلفگار
اَے مرے پیارے مجھے اِس سیلِ غم سے کر رِہا
ورنہ ہو جائے گی جاں اس درد سے تجھ پر نثار

(دُرّثمین اُردو)

......☆......☆......☆......

دشمنوں کی ہلاکت اور اُن کی ذلت ورسوائی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

(حافظ سید رسول نیاز، مربی سلسلہ، ایڈیٹر رسالہ انصاراللہ قادیان)

گڑھے میں تونے سب دشمن اتارے
ہمارے کردیئے اونچے منارے
مقابل پر مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تُونے ہی مارے
شریروں پر پڑے اُن کے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے
اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

پیشگوئیوں کی اقسام

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۔اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن: 27 تا 28) ترجمہ: وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کثرت سے غیب کی خبریں پانا انبیاء کی صداقت کا ثبوت ہے۔ انبیاء اپنے مامور من اللہ ہونے کی دلیل دیتے ہوئے خدا تعالیٰ سے حاصل کردہ غیب کی خبریں عوام تک پہنچاتے ہیں جن میں کثرت سے مستقبل میں واقع ہونے والی پیشگوئیاں بھی ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیمات سے علم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انبیاء اور برگزیدوں کو عطا کی جانے والی پیشگوئیاں دو قسم کی ہوتی ہیں (1) بعض پیشگوئیاں وعدہ پر مشتمل ہوتی ہیں جنہیں تبشیری پیشگوئیاں بھی کہا جاتا ہے۔ جن پیشگوئیوں کے ساتھ کوئی شرط مذکور نہ ہو تو وہ پیشگوئیاں لفظاً لفظاً پوری کردی جاتی ہیں لیکن اگر وہ وعدہ مشروط ہو اور جس شخص یا قوم کے متعلق وعدہ ہو وہ اس شرط کو پورا نہ کرے جس شرط سے وہ وعدہ مشروط ہو تو وہ وعدہ پورا نہیں کیا جاتا یا پھر اس میں تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے (ارضِ مقدس) کنعان کی سرزمین دینے کا وعدہ فرمایا مگر اس میں یہ شرط تھی کہ وہ پیٹھ نہ دکھائیں۔ لیکن جب قوم موسیٰؑ نے پیٹھ دکھائی تو چالیس سال کیلئے (ارضِ مقدس) قومِ موسیٰ پر حرام کردی گئی۔ (المائدۃ:23، 27)

(2) دوسری قسم کی پیشگوئیاں وعید یعنی عذاب کی خبر پر مشتمل ہوتی ہیں جنہیں انذاری پیشگوئیاں بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تمام پیشگوئیاں عدم عفو کی شرط سے مشروط ہوتی ہیں۔ چنانچہ عقائد میں یہ مسلّم ہے کہ اِنَّ جَمِیْعَ الْوَعِیْدَاتِ مَشْرُوْطَةٌ بِعَدَمِ الْعَفْوِ فَلَا یَلْزِمُ مِنْ تَرْکِهَا دُخُوْلُ الْکِذْبِ فِیْ کَلَامِ اللهِ (تفسیر کبیر رازی، جلد 2، صفحہ 409 مصری)

’’یعنی وعیدی پیشگوئیوں میں یہ شرط ہوتی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے معاف نہ کردیا تو لفظاً لفظاً پوری ہوتی ہیں۔ لہٰذا اگر وعیدی پیشگوئی پوری نہ ہو تو اس سے خدا کے کلام کا جھوٹا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔‘‘

(بحوالہ تعلیمی پاکٹ بک، صفحہ 220)

قرآن مجید سے بھی اِس امر کی تائید ہوتی ہے کہ توبہ استغفار بلکہ ادنیٰ رجوع سے بھی عذاب الٰہی ٹل جاتا ہے۔ چنانچہ سورۂ زخرف میں ہے کہ جب قوم فرعون پر موعود عذاب آتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ○فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ (الزخرف: 50-51) ترجمہ: ’’اور انہوں نے کہا اے جادوگر! ہمارے لئے اپنے ربّ سے وہ مانگ جس کا اس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے یقیناً ہم ہدایت پانے والے ہوجائیں گے پس جب ہم نے ان سے عذاب کو دور کردیا تو معاً وہ بدعہدی کرنے لگے۔‘‘ اس آیت سے ظاہر ہے کہ عذاب ادنیٰ رجوع سے بھی ٹل جاتا ہے۔ قومِ فرعون حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کو جادوگر کہتی ہے مگر صرف دُعا کی درخواست کرنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ اُن سے عذاب کو دُور کردیتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ لوگ بدعہدی کریں گے۔ پھر قرآن کریم میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال: 34) ’’اور اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جبکہ وہ بخشش طلب کرتے ہوں۔‘‘

خاکسار کے مضمون کا تعلق ان ہی انذاری اور وعید کی پیشگوئیوں سے ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئیاں جو آپؑ کی دشمنوں کی ہلاکت، اُن کی ناکامی ونامرادی اور ذلّت ورُسوائی کے متعلق ہیں وہ آپؑ کی صداقت کے عظیم الشان ثبوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً فرمایا (1) اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ یعنی جو تجھے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا مَیں اس کو ذلیل کروں گا۔ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 601)

(2) وَنُمَزِّقُ الْاَعْدَاءَ كُلَّ مُمَزَّقٍ یعنی مَیں تیرے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا (تذکرہ صفحہ 550) یَعْصِمُكَ اللّٰهُ مِنَ الْعِدَا وَیَسْطُوْ بِكُلِّ مَنْ سَطَا یعنی اللہ دشمنوں سے تجھے بچائے گا اور ہر ایک جو تجھ پر حملہ کرتا ہے اُس پر حملہ کرے گا۔ (تذکرہ صفحہ 558)

ان پیشگوئیوں اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جس نے بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رُسوا کرنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے اُسے رُسوا کیا۔ جس نے بھی آپ علیہ السلام سے مباہلہ کیا اور اللہ سے آپؑ کی موت چاہی اللہ تعالیٰ نے اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ جس نے کہا کہ آپ طاعون سے مریں گے اللہ تعالیٰ نے اُسے طاعون کا شکار بنادیا۔ غرض جس نے جس رنگ میں آپ کو رُسوا کرنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے اُسی رنگ میں اس کو رسوا کیا۔ اگر کسی نے کہا کہ آپ ابتر رہیں گے تو اللہ نے اُس کو ابتر بنادیا، اگر کسی نے آپ پر سرقہ کا الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ نے ایک جہان کے سامنے اس کو چور ثابت کردیا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اپنی ان پیشگوئیوں کو بڑی شان کے ساتھ پورا فرمایا۔ ذیل میں چند مخالفین اور ان کے انجام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سوامی پنڈت دیانند کا انجام

خدا تعالیٰ اسے جلد تر دنیا سے اُٹھالے گا

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ

آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند صاحب سرسوتی نے ممبئی میں 1875ء میں ہندوؤں کے اندر آریہ تحریک کی بنیاد رکھی تاکہ ویدوں کی تعلیم جسے موجودہ زمانے کے روشن دماغ ہندو بھی فرسودہ اور عملی طور پر ناقابل قبول سمجھتے تھے اس کی نئی توضیحات کرکے اسے سائنٹفک رنگ دیا جائے اور ہندوؤں کے اندر پائے جانے والے جمود کو توڑ کر ان میں اجتماعی بیداری پیدا کی جائے۔ سوامی دیانند صاحب نے ہندوؤں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی فضا قائم رکھنے کیلئے ’’ستیارتھ پرکاش‘‘ جیسی رسوائے زمانہ کتاب لکھی جس میں اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر مکروہ حملے کئے۔ سوامی صاحب نے خود 1877ء میں پنجاب کا دورہ کیا۔ اس دورہ میں سوامی صاحب نے اسلام کے خلاف شعلہ بیان تقریریں کیں اور لاہور، امرتسر، راولپنڈی وغیرہ جیسے شہروں میں آریہ سماج کی مظبوط شاخیں قائم ہوگئیں۔ اس تحریک کا آغاز اگرچہ ممبئی سے ہوا تھا لیکن اس کو سب سے زیادہ کامیابی پنجاب میں نصیب ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں لوگ اسکے پرجوش حامی وپیرو بن گئے۔ ایک طرف عیسائی حملوں سے پہلے ہی مسلمان پریشان تھے تو اب آریہ تحریک کے اس جدید حملے سے مسلمان چاروں طرف سے گھر گئے۔ عین اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سے مقابلہ کا آغاز کیا۔

سوامی دیانند صاحب 12؍فروری 1824ء کو پیدا ہوئے تھے اور 30؍اکتوبر 1883ء کو اجمیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق وفات پاگئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس رنگ میں سوامی دیانند اور ان کے آریہ سماج اور ان کے بے ہودہ اور غلط عقائد کا مقابلہ کیا اس کی تفصیل کی تو گنجائش نہیں البتہ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’اِس ملک پنجاب میں جب دیانند بانی مبانی آریہ مذہب نے اپنے خیالات پھیلائے اور سفلہ طبع ہندوؤں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر اور ایسے ہی دوسرے انبیاء کی توہین پر چالاک کردیا اور خود بھی قلم پکڑتے ہی اپنی شیطانی کتابوں میں جا بجا خدا کے تمام پاک اور برگزیدہ نبیوں کی تحقیر اور توہین شروع کی اور خاص اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں بہت کچھ جھوٹ کی نجاست کو استعمال کیا اور بزرگ پیغمبروں کو گندی گالیاں دیں تب مجھے اُس کی

نسبت الہام ہوا کہ خدا تعالیٰ ایسے موذی کو جلد تر دنیا سے اُٹھالے گا اور یہ بھی الہام ہوا سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا اُن کو شکست دے گا اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جائیں گے۔ یہ الہام مدّت دراز کا ہے جس پر قریباً تیس برس کا عرصہ گزر رہا ہے جس سے اِس جگہ کے ایک آریہ یعنی لالہ شرمپت کو اطلاع دی گئی تھی اور اُس کو کھلے طور پر کہا گیا تھا کہ اُن کا بدزبان پنڈت دیانند اب جلد تر فوت ہو جائے گا۔ چنانچہ ابھی ایک سال نہیں گزرا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اِس پنڈت بدزبان سے اپنے دین کو نجات دی اور وہ اجمیر میں مر گیا اور شرمپت کیلئے یہ ایک بڑا نشان تھا لیکن اُس نے نہ صرف اِسی نشان کے فیض سے اپنے آپ کو محروم رکھا بلکہ اور بھی کئی کھلے کھلے نشان دیکھے مگر پھر بھی بدقسمتی سے اسلام قبول نہ کیا میں نے ایک علیحدہ کتاب میں جس کا نام ہے **قادیان کے آریہ اور ہم** ان تمام نشانوں کو لکھا ہے جن کا گواہ نہ صرف شرمپت ہے بلکہ قادیان کے اور ہندو بھی گواہ رویت ہیں۔ افسوس کہ ان لوگوں نے ان نشانوں سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا بلکہ شوخی اور چالاکی اور شرارت میں بہت بڑھ گئے یہاں تک کہ مسمّی سومراج اور اچھر مل اور بھگت رام نے قادیان میں ایک اخبار نکالا اور اُس کا نام شبھ چنتک رکھا اور اُس میں گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا اپنا فرض سمجھا۔ مگر خدا نے ایک مُدت سے کئی بار مجھے خبر دے رکھی تھی کہ آریہ سماج کی عمر اَب خاتمہ پر ہے۔ چنانچہ مَیں نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ 66 میں جو 16 راکتوبر 1903ء میں شائع ہوئی تھی خدا تعالیٰ سے الہام پا کر پیشگوئی مندرجہ ذیل جو صفحہ 66 کی سطر 7 و 8 میں ہے شائع کی تھی اور وہ یہ ہے **وہ مذہب (یعنی آریہ مذہب) مُردہ ہے اِس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اِس مذہب آریہ کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔**

اِسی طرح میں نے اپنی کتاب نسیم دعوت کے صفحہ 4 و 5 میں جو آریوں کے مقابل پر 28 رفروری 1903ء کو لکھی گئی مندرجہ ذیل پیشگوئی آریوں کے حق میں کی تھی اور وہ یہ ہے۔ ہر ایک جوش محض قوم اور سوسائٹی کیلئے دکھلاتے ہیں خدا کی عظمت اِن لوگوں کے دِلوں میں نہیں۔ قادیان کے آریہ خیال کرتے ہیں کہ ہم طاعون کے پنجہ سے رہائی یاب ہو گئے ہیں مگر کیا یہ بدزبانیاں اور بے ادبیاں خالی جائیں گی؟ سنو اے غافلو! ہمارا اور اُن راستبازوں کا تجربہ ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ خدا کے پاک رسولوں کی بے ادبی کرنا اچھا نہیں۔ خدا کے پاس ہر ایک بدی اور شوخی کی سزا ہے۔

اور پھر مَیں نے اپنی کتاب **قادیان کے آریہ اور ہم** میں جو 20 رفروری 1907ء کو شائع ہوئی ہے اس کے صفحہ 21 و 22 میں یہ پیشگوئی شائع کی تھی۔ یہ لوگ نبیوں کی تکذیب میں جن کی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئے ہیں۔ خدا جو اپنے بندوں کیلئے غیرت مند ہے ضرور اس کا فیصلہ کرے گا اور وہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کیلئے کوئی ہاتھ دکھلائے گا۔ پھر میں نے اِسی رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم کی نظم میں یعنی صفحہ 54 میں یہ پیشگوئی کی ہے ؎

شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں ان کے ہرگز
وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے
ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ توانا
اُس نے ہے کچھ دکھانا اُس سے رجا یہی ہے

اِس پیشگوئی کا ماحصل یہی ہے کہ خدا اِن لوگوں کو کوئی ہاتھ دکھائے گا۔ پھر اسی کتاب کے ٹائٹل پیج کے صفحہ 2 میں یہ شعر ہے ؎

میرے مالک تو ان کو خود سمجھا
آسماں سے پھر اک نشاں دکھلا

اِس دعا کا ماحصل یہ ہے کہ نشان کے طور پر کوئی اور بلا آریوں پر نازل ہو۔

یہ پیشگوئیاں ہیں جو آریہ سماج کے حق میں کی گئی تھیں۔ سو ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ وہ کیسے کھلے کھلے طور پر ظہور میں آ گئی ہیں۔ اور آریہ سماج کا نحس ستارہ ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ اُن کے مطابق **قادیان کی آریہ سماج کے پُر جوش ممبر جو اخبار شبھ چنتک کو چلاتے تھے طاعون کے ایک ہی طمانچہ سے سب کے سب ہلاک ہو گئے** جیسا کہ کتاب ''نسیم دعوت'' میں اُن کا طاعون سے ہلاک ہونا پانچ برس پہلے بتلایا گیا تھا اور دوسرے مقامات کے آریہ پنجاب کے آریوں میں سے جو سرگروہ کہلاتے تھے جن کی شوکت اور شان کی وجہ سے آریہ لوگ شوخ دیدہ ہو گئے تھے اکثر اُن کے اپنے باغیانہ خیالات سے سزایاب ہو گئے اور بعض اس گورنمنٹ کے قلمرو سے باہر نکالے گئے۔ افسوس کہ اِن لوگوں نے انگریزی سلطنت کے ہزار ہا احسان دیکھ کر پھر نمک حرامی کی اور بغاوت کے کلمات سے سخت بدذاتی دکھلائی۔ مگر ضرور تھا کہ وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جو آج سے پانچ برس پہلے ان لوگوں کے زوال اور تباہی کی نسبت بتلائی گئی تھیں۔ **اب یقیناً سمجھو کہ آریہ سماجیوں کا خاتمہ ہے** اور جیسا کہ خدا نے دعوی کیا تھا وہ پورا ہوا۔ کیا انسان کی طاقت ہے کہ قبل از وقت ایسی پیشگوئیاں کر سکے؟ پس اُس خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اور تمام حمد اور جلال اُسی کو مسلّم ہے جو اسلام کی تائید میں ایسے بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 607 تا 609)

مجسٹریٹ لالہ چندولال کا انجام

مَیں تو چندولال کو عدالت کی کرسی پر نہیں دیکھتا

جب مولوی کرم دین جہلمی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ازالۂ حیثیت عرفی کا مقدمہ بنایا تو دو آریہ مجسٹریٹوں نے آپؑ کے خلاف اپنے بغض و کینہ کا ہر طرح سے اظہار کیا اور دونوں خدا کی قہری تجلّیات کا نشانہ بنے۔ ان میں سے پہلا ضلع گورداسپور کا مجسٹریٹ لالہ چندولال تھا۔ یہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے لیکھرام کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ گورداسپور کے آریوں نے لالہ چندولال سے مل کر ایک مکروہ منصوبہ تیار کیا اور حضورؑ کے متعلق اُسے کہا کہ یہ شخص لیکھرام کا قاتل ہے اور اب وہ تمہارے ہاتھ کا شکار ہے اور ساری قوم کی نظر تم پر ہے۔ لالہ چندولال نے بھی اُن سے وعدہ کر لیا کہ وہ پہلی پیشی پر ہی عدالتی کارروائی عمل میں لے آئے گا یعنی اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے ملزم کو بغیر ضمانت قبول کئے گرفتار کر لے گا۔ اس ناپاک سازش کی اطلاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی۔ جونہی آپؑ نے اپنے بارہ میں آریوں کی طرف سے کہا گیا لفظ شکار سُنا تو آپؑ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور چہرۂ مبارک سُرخ ہو گیا اور بلند آواز میں فرمایا:

''میں اسکا شکار ہوں ! میں شکار نہیں ہوں میں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا شیر۔ وہ بھلا خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ ایسا کر کے تو دیکھے۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے آپ کی آواز اتنی بلند ہوگئی کہ کمرے کے باہر بھی سب لوگ چونک اُٹھے اور حیرت کے ساتھ ادھر متوجہ ہو گئے مگر کمرے کے اندر کوئی نہیں آیا۔ حضور نے کئی دفعہ خدا کے شیر کے الفاظ دہرائے اور اس وقت آپ کی آنکھیں جو ہمیشہ جھکی ہوئی اور نیم بند رہتی تھیں واقعی شیر کی آنکھوں کی طرح کھل کر شعلہ کی طرح چمکتی تھیں اور چہرہ اتنا سرخ تھا کہ دیکھا نہیں جاتا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا میں کیا کروں میں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ میں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں میں تجھے ذلت سے بچاؤں گا اور عزت کے ساتھ بری کروں گا۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل، روایت نمبر 107)

اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو سازش سے بچانے کی یہ تدبیر فرمائی کہ آپؑ کو اچانک خون کی قے ہوئی۔ اس پر مقامی ہسپتال کے سول سرجن ایک انگریز ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ اس عمر میں خون کی قے آنا خطرناک ہے اور سرٹیفکیٹ دیا کہ آپؑ ایک ماہ کیلئے کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں۔ اسکے بعد حضورؑ پیشی سے قبل ہی قادیان روانہ ہو گئے۔ اگلے روز مجسٹریٹ نے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دیکھا تو سٹپٹا کر رہ گیا اور عدالتی کارروائی مؤخر کرنے پر مجبور ہو گیا۔ بعد میں اُسی سول سرجن نے قادیان جا کر بھی حضورؑ کا معائنہ کیا اور آپؑ کی عمومی حالت کے پیش نظر مزید چھ ہفتہ کیلئے آرام کی ہدایت کی اور اتنے عرصہ کیلئے سفر کے ناقابل ہونے کا سرٹیفکیٹ بھی دے دیا۔

دوران مقدمہ جب آپؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ چندولال کا ارادہ آپؑ کو قید کرنے کا معلوم ہوتا ہے تو آپؑ نے فرمایا: ''مَیں تو چندولال کو عدالت کی کرسی پر نہیں دیکھتا۔''

(ایضاً)

اسکی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ گورداسپور جیل میں کسی مجرم کو پھانسی لگنی تھی۔ ڈپٹی کمشنر کی طرف سے چندولال کی ڈیوٹی اس موقع پر لگائی گئی تو اُس نے عذر کیا کہ وہ اتنا رقیق القلب ہے کہ کسی مجرم کو پھانسی لگتے نہیں دیکھ سکتا۔ اس پر یہ ڈیوٹی کسی دوسرے مجسٹریٹ کے سپرد کر دی گئی اور ڈپٹی کمشنر نے چندولال کے بارہ میں حکّام بالا کو رپورٹ بھجوائی کہ یہ اس قابل نہیں کہ اسے فوجداری اختیارات تفویض کئے جائیں۔ چنانچہ چندولال اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ سے معزول ہو کر عام جج بنا کر ملتان بھجوا دیا گیا۔ بعد میں وہ اسی صدمہ کی وجہ سے پاگل ہو گیا اور اسی حالت میں راہی ملک عدم ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی

کتاب حقیقۃ الوحی میں 29ویں نشان کے طور پر اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔

لالہ آتمارام کا انجام

اللہ آتمارام کو اس کی اولاد کے ماتم میں مبتلا کرے گا

چندولال کے بعد مقدمہ آتمارام کی عدالت میں آیا۔ اس نے تاریخیں قریب قریب مقرر کرنا شروع کر دیں تا کہ آپؑ کو تکلیف ہو۔ مئی سے جولائی تک کئی بار آپؑ کو گورداسپور جانا پڑا اور آخر اُس نے فیصلہ سناتے ہوئے حضورؑ کو سات سو روپیہ ناحق جرمانہ کیا۔ اس کی سازش یہی تھی کہ عدم ادائیگی کا بہانہ بنا کر آپؑ کو گرفتار کرلیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیّت تھی کہ اسی روز حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ نے ایک آدمی کے ہاتھ نوسو روپیہ بھجوا دیا اور جونہی مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا اُسی وقت جرمانے کی رقم ادا کر دی گئی۔ چنانچہ آتمارام اپنے بدمنصوبے میں ناکام رہا۔

حضور علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ

''کرم دین نام ایک مولوی نے فوجداری مقدمہ گورداسپور میں میرے نام دائر کیا اور میرے مخالف مولویوں نے اُس کی تائید میں آتمارام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں جا کر گواہیاں دیں اور ناخنوں تک زور لگایا اور اُن کو بڑی اُمید ہوئی کہ اب کی دفعہ ضرور کامیاب ہوں گے اور اُن کو جھوٹی خوشی پہنچانے کیلئے ایسا اتفاق ہوا کہ آتمارام نے اِس مقدمہ میں اپنی نافہمی کی وجہ سے پوری غور نہ کی اور مجھ کو سزائے قید دینے کیلئے مستعد ہو گیا۔ اُس وقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ آتمارام کو اس کی اولاد کے ماتم میں مبتلا کرے گا چنانچہ یہ کشف میں نے اپنی جماعت کو سنا دیا۔ **اور پھر ایسا ہوا کہ قریباً بیس پچیس دن کے عرصہ میں دو بیٹے اُس کے مر گئے** اور آخر یہ اتفاق ہوا کہ آتمارام سزائے قید تو مجھ کو نہ دے سکا اگرچہ فیصلہ لکھنے میں اُس نے قید کرنے کی بنیاد بھی باندھی مگر اخیر پر خدا نے اُسکو اس حرکت سے روک دیا۔ لیکن تاہم اُس نے سات سو روپیہ جرمانہ کیا۔ پھر ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ میں بری کیا گیا اور کرم دین پر سزا قائم رہی اور میرا جرمانہ واپس ہوا۔ **مگر آتما رام کے دو بیٹے واپس نہ آئے۔**''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 124 تا 126)

سہج رام کا انجام

خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اسی وقت یہ شخص فوت ہو گیا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایک شخص سہج رام نام امرت سر کی کمشنری میں سر رشتہ دار تھا اور پہلے وہ ضلع سیالکوٹ میں صاحب ڈپٹی کمشنر کا سر رشتہ دار تھا اور وہ مجھ سے ہمیشہ مذہبی بحث رکھا کرتا تھا اور دین اسلام سے فطرتاً ایک کینہ رکھتا تھا...... ایک دن میں اپنے چوبارہ میں عصر کے وقت قرآن شریف پڑھ رہا تھا جب میں نے قرآن شریف کا دوسرا صفحہ اُلٹانا چاہا تو اسی حالت میں میری آنکھ کشفی رنگ پکڑ گئی اور میں نے دیکھا کہ سہج رام سیاہ کپڑے پہنے ہوئے اور عاجزی کرنے والوں کی طرح دانت نکالے ہوئے میرے سامنے آ کھڑا ہوا جیسا کہ کوئی کہتا ہے کہ میرے پر رحم کرا دو میں نے اس کو کہا کہ اب رحم کا وقت نہیں اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اسی وقت یہ شخص فوت ہو گیا ہے اور کچھ خبر نہ تھی...... دوسرے دن یا تیسرے دن خبر آ گئی کہ اُسی گھڑی سہج رام ناگہانی موت سے اِس دنیا سے گذر گیا۔''

(حقیقۃ الوحی، نشان نمبر 127)

پنڈت شونرائن اگنی ہوتری

مشہور ہندو لیڈر راجہ رام موہن رائے 22 مئی 1772ء کو پیدا ہوئے اور 27 ستمبر 1833ء کو برطانیہ میں وفات پا گئے۔ انہوں نے انیسویں صدی کے اوائل میں آریہ سماج تحریک سے تقریباً پچپن برس قبل ایک جدید مذہبی تحریک کی بنیا برہموسماج کے نام سے ڈالی۔ راجہ صاحب کی وفات کے بعد برہموسماج تحریک متعدد شاخوں میں بٹ گئی جن میں سے پنجاب میں اسکے سرگرم لیڈر پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِن سے ضرورتِ الہام پر مباحثہ کیا جو 21 مئی تا 17 جون 1879ء تک جاری رہا۔ دوران مباحثہ پنڈت صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ مباحثہ کی روداد کو اخبار میں شائع کرنا شروع کر دیا جائے۔ حضورؑ نے اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے یہ اضافہ کیا کہ مباحثہ کے فریقین کے دلائل ایک برہموسماج فاضل مثلاً مسٹر کیشپ چندر سین اور کسی انگریز عالم کے سامنے بحیثیت ثالث پیش کئے جائیں اور اُن کی قطعی اور مدلل رائے بھی شامل کی جائے۔ پنڈت صاحب نے اس تجویز کے جواب میں مکمل خاموشی اختیار کی یہاں تک کہ انہوں نے 16 فروری 1887ء کو برہموسماج تحریک سے قطع تعلق کر لیا۔ (دیو آتما اور اس کا الوکک جیون مرت 1911ء، بحوالہ مخالفین کا انجام: صفحہ 148)

رلیارام کی ناکامی

رلیارام نے ایک سانپ میرے کاٹنے کیلئے بھیجا مَیں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیج دیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ازانجملہ ایک یہ واقعہ ہے کہ تخمیناً پندرہ یا سولہ سال کا عرصہ گذرا ہوگا یا شاید اس سے کچھ زیادہ ہو کہ اِس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رلیارام تھا اور وہ وکیل بھی تھا اور امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ دینے کیلئے تاکید بھی تھی اس لئے وہ عیسائی مخالفت مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کیلئے یہ موقع ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کے رو سے پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے سو اس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ رلیارام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کیلئے مجھ کو بھیجا ہے اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیج دیا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ ایک ایسی نظیر ہے جو وکیلوں کے کام میں آ سکتی ہے۔ غرض میں اس جرم میں صدر ضلع گورداسپورہ میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کیلئے مشورہ لیا گیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغ گوئی کے اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا رلیارام نے خود ڈال دیا ہوگا اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائے گی ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی نہیں مگر میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا جو ہوگا سو ہوگا تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاک خانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے۔ تب میں نے بلاتوقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کیلئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نج کی بات تھی۔ اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاک خانہ جات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو میں نہیں سمجھتا تھا مگر اس قدر میں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو کر کے اسکی سب باتوں کو رد کر دیتا تھا۔ انجام کار جب وہ افسر مدعی اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کیلئے رخصت۔ یہ سن کر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو ہی فتح بخشی اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ میں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اتارنے کیلئے ہاتھ مارا۔ میں نے کہا کیا کرنے لگا ہے تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا اور کہا کہ خیر ہے خیر ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5 صفحہ 297)

یہ مقدمہ مذہبی تعصب کی وجہ سے کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کامیاب و سرخرو کیا اور آپ کا دشمن

ناکام اور رُسوا ہوا۔

ڈاکٹر مارٹن کلارک کی رسوائی

عیسائی پادریوں کی ایک گہری اور نہایت خطرناک سازش سے مختلف مذہبی طاقتیں حضرت اقدسؑ کو مقدمہ اقدام قتل میں ماخوذ کرنے کیلئے جمع ہوگئیں۔ ''جنگ مقدس'' میں اسلام کے مقابل عیسائیت کو جو شکست فاش نصیب ہوئی تھی اس نے پادریوں کو غضب ناک کر دیا تھا اور وہ آتش غیظ وغضب کا شعلہ جوالہ بن کر آپ کے خلاف انتقامی کارروائی کرنے کا فیصلہ کر کے کسی موقعہ کی تاک میں تھے کہ ایک آوارہ مزاج نوجوان عبدالحمید جو جہلم کے ایک غیر احمدی عالم مولوی سلطان محمود کا بیٹا اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ کا بھتیجا تھا عیسائی بننے کے لئے ان کے پاس پہنچ گیا۔ یہ ایک متلون انسان اور تبدیلی مذہب کا خوگر شخص تھا۔ کبھی عیسائی ہوتا کبھی ہندو اور کبھی مسلمان۔ اسی چکر میں وہ قبل ازیں دو دفعہ قادیان بھی گیا مگر حضورؑ نے اس کی بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ ناراض ہو کر قادیان سے چلا گیا۔ اور امرتسر پہنچ کر پادری نوردین ساکن بٹالہ اور انچارج مشن پادری گرے صاحب کے توسط سے پادری ہنری مارٹن کلارک صاحب کے پاس جا کر بتایا کہ میں قادیان سے آیا ہوں ہندو سے مسلمان ہوا ہوں اور عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ عبدالحمید کی زبانی قادیان سے آنے کا تذکرہ سن کر پادری مارٹن کلارک نے نہایت ہوشیاری سے یہ خوفناک سکیم تیار کر لی کہ اسے آلہ کار بنا کر حضور کے خلاف اقدام قتل کا مقدمہ دائر کیا جائے۔ عبدالحمید کو ڈرا دھمکا کر اپنے منشا کے مطابق بیان لکھ کر اس پر دستخط کروالئے۔ آٹھ پادریوں نے اس پر گواہی کے دستخط کئے اس کے بعد اسے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر اے۔ای۔ مارٹینو کی عدالت میں لے گئے جہاں دفعہ 107 فوجداری کے تحت اس نے وہی سکھایا ہوا بیان دیا پھر مارٹن کلارک نے عبدالحمید کا تحریری بیان عدالت میں پیش کیا اور اپنی گواہی میں کہا کہ ''میری واقفیت مرزا صاحب سے اس مباحثہ کے وقت سے ہے جو 1893ء میں موسم گرما میں ہوا تھا میں نے اس مباحثہ میں بڑا بھاری حصہ لیا تھا۔ یہ مباحثہ اس میں اور ایک بھاری عیسائی عبداللہ آتھم کے مابین ہوا جو مر گیا ہے۔ میں میر مجلس تھا اور دو موقعوں پر مسٹر آتھم کی جگہ بطور مباحث کے بیٹھا تھا۔ مرزا صاحب کو بہت ہی رنج ہوا تھا اور اس کے بعد اس نے ان تمام کی موت کی پیشگوئی کی جنہوں نے اس مباحثہ میں حصہ لیا تھا اور میرا حصہ بہت ہی بھاری تھا۔ اس وقت سے اس کا سلوک میرے ساتھ بہت ہی مخالفانہ رہا ہے...... عبدالحمید کے بیان پر یقین کرنے کیلئے میرے پاس کافی وجوہ ہیں اور نیز اس بات کا یقین کرنے کیلئے کہ مرزا صاحب مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں مرزا صاحب کا یہ ہمیشہ کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کی موت کی پیشگوئی کرتے ہیں۔''

مقدمہ چونکہ نہایت سنگین اور اپنے ہم مذہب پادری کی طرف سے تھا اس لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر بیان سنتے ہی دفعہ 114 ضابطہ فوجداری کے تحت حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے اور اس کے ساتھ چالیس ہزار روپیہ کی ضمانت کا حکم اور بیس ہزار کا مچلکہ بھی تھا۔ بعض وجوہ کی بنا پر یہ مقدمہ امرتسر سے گورداسپور ولیم مانٹیگو ڈگلس کی عدالت میں منتقل ہوا۔

حضرت اقدس کو مقدمہ سے تین ماہ پہلے مندرجہ ذیل الہام اس ابتلاء کے بارے میں ہو چکا تھا۔ قِلِ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ مَاھٰذَا اِلَّا تَهْدِيْدُ الْحُكَّامِ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّكَ اِلٰى مَعَادٍ اِنِّيْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِيْكَ بَغْتَةً يَاْتِيْكَ نُصْرَتِيْ۔ اِنِّيْ اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُوالْمَجْدِ وَالْعُلٰى۔ مخالفوں میں پھوٹ ...... اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت اور ملامت خلق اور (اخیر حکم) ابراء بے قصور ٹھہرانا بلجت آیاتی یعنی تجھ پر اور تیرے ساتھ کے مومنوں پر مواخذہ حکام کا ابتلاء آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مسٹر ڈگلس کی رہنمائی اس رنگ میں کی کہ وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے جب سے مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہے اس وقت سے مجھے یوں نظر آتا ہے کہ کوئی فرشتہ مرزا صاحب کی طرف ہاتھ کر کے مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مرزا صاحب گنہگار نہیں۔ ان کا کوئی قصور نہیں۔ سر ڈگلس نے یہ ساری کیفیت سپرنٹنڈنٹ لیمار چند کو بتایا تو اس نے کہا اس میں کسی اور کا قصور نہیں آپ کا اپنا قصور ہے آپ نے گواہ کو پادریوں کے حوالہ کیا ہوا ہے، وہ لوگ جو کچھ اسے سکھاتے ہیں وہ عدالت میں آ کر بیان کر دیتا ہے چنانچہ اسی وقت ڈگلس نے کاغذ منگوایا اور حکم دے دیا کہ عبدالحمید کو پولیس کے حوالہ کیا جائے۔

ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر لیمار چند نے عبدالحمید سے پوچھ گچھ شروع کی اور کہا اب تمہیں انارکلی نہیں بھیجا جائے گا گورداسپور لے جاویں گے بس یہ کہنا ہی تھا کہ عبدالحمید ان کے پاؤں پر گر کر زار و قطار رونے لگا اور اس نے سازش کا انکشاف کرتے ہوئے سارا قصہ بے کم و کاست کہہ ڈالا اور صاف لفظوں میں اعتراف کیا کہ جو کچھ میں بیان دیتا رہا ہوں محض ان کے سکھانے پر دیتا رہا ہوں۔ اس واقعہ کے چار روز بعد امرتسر سے پادری ایچ۔ جی۔ گرے اور نوردین کی چٹھیاں بھی عدالت میں پہنچ گئیں جن سے اس بیان کی مزید تصدیق ہوگئی۔ عبدالحمید نے 20 اگست کو سرکاری گواہ کے طور پر عدالت میں اپنا اصل بیان پڑھا تو پادریوں اور ان کے لگے بندھوں کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ پادری مارٹن کلارک نے اپنے آخری بیان میں اپنی ''معصومیت'' کا اظہار کرنے کیلئے ادھر ادھر ہاتھ مارنے کی بے حد کوشش کی لیکن اب راز کھل چکا تھا لہٰذا 23 اگست 1897ء کو مسٹر ولیم مانٹیگو ڈگلس نے حضرت اقدسؑ کو بالکل بری کر دیا اور اپنے فیصلہ میں اس واقعہ کی پوری تفصیل دیتے ہوئے لکھا '' جہاں تک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ کا تعلق ہے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کیلئے ضمانت لی جائے یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے لہٰذا وہ بری کئے جاتے ہیں۔''

''پھر عین کچہری میں انہوں نے ہنستے ہوئے حضور کو مبارکباد پیش کی اور کہا کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر مقدمہ چلائیں۔ اگر چاہتے ہیں تو آپ کو حق ہے۔'' حضرت اقدسؑ نے جو ایمان افروز جواب دیا وہ خدا کے اولوالعزم پیغمبروں ہی کی زبان سے نکل سکتا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا۔'' میں کسی پر مقدمہ کرنا نہیں چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔'' اس طرح یہ ابتلاء تو چند روز کے اندر اندر ختم ہوگیا۔ لیکن اس کا نتیجہ ایک عظیم الشان پیشگوئی اور نصرت الٰہی کا نشان بن کر رہ گیا جو ہمیشہ کیلئے یادگار رہے گا۔ (تلخیص از تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 620 تا 633)

مولوی محمد حسین بٹالوی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام علیہ السلام محمد حسین بٹالوی کے متعلق فرماتے ہیں:

''اس ظالم نے بھی وہ فتنہ برپا کیا کہ جس کی اسلامی تاریخ میں گزشتہ علماء کی زندگی میں کوئی نظیر ملنی مشکل ہے۔..... ایسا طوفان فتنہ کا اٹھا کہ گویا ایک زلزلہ آیا جس سے آج تک ہزاروں خدا کے نیک بندے اور دین اسلام کے عالم اور فاضل اور متقی، کافر اور جہنم ابدی کے سزاوار سمجھے جاتے ہیں۔''

(استفتاء، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 128)

مولوی محمد حسین بٹالوی نے پوری زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے وعدہ اِنِّيْ مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کے تحت پوری زندگی محمد حسین بٹالوی کو ذلیل و رسوا کیا۔ اُس کی رسوائی کی کہانی اُسی کی زبانی ملاحظہ فرمائے۔ مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' میں لکھا کہ ''میرے لڑکوں کی سفاہت، درجہ فسق کو کامل کر کے درجہ کفر تک پہنچ گئی ہے اور تحصیل علوم دینی سے ان کے انکار اور فسق و فجور پر سالہا سال سے اُن کے اصرار کرنے سے کوئی صورت اُن کی رشد و ہدایت کی نظر نہیں آتی۔''

اسی حوالہ سے مزید لکھتے ہیں کہ ''ان سب میں سے اوّل درجہ کا متکبر اور میری اطاعت سے سرکش نمبر اوّل عبدالسلام ہے اور سب سے بڑھ کر بدچلنی اختیار کرنے والا اور مجھے جانی و مالی ایذا دینے والا نمبر چہارم و پنجم ہے...... بعض ایسے بھی ہیں جو قانونی جرائم کے مرتکب ہو چکے ہیں اور ان کے مقدمات کی مثلیں عدالت میں موجود ہیں اور بعض میری جان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی ظاہر کر چکے ہیں۔''

اسی طرح اپنی لڑکیوں کے بارہ میں لکھتے ہیں: ''پانچ بلکہ سات لڑکوں کے علاوہ میری تین جوان لڑکیاں صاحبِ اولاد ہیں۔ یہ جب تک صغیر سن رہیں، میری اطاعت میں رہیں اور جب جوان ہوئیں اور ان کی شادی ہوگئی تو تینوں بحکم اپنے شوہروں کے جو میرے مخالف ہیں، میری اطاعت سے فارغ ہوگئیں۔''

(بحوالہ ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا، جنوری، فروری اور مارچ 2011ء)

ایک وقت ایسا آیا کہ اسٹیشن پر اکیلے اپنا اسباب اپنی بغل اور پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے چلے جا رہے ہیں اور کوئی پوچھتا نہیں۔ لوگوں میں بے اعتباری اس قدر بڑھ گئی کہ بازار والوں نے سودا تک دینا بند کر دیا۔ غرض تمام قسم کی عزتوں سے ہاتھ دھو کر اور عبرت کا نمونہ دکھا کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ 1991ء میں حضرت

خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یہ تحقیق کروائی کہ محمد حسین بٹالوی کا بٹالہ میں بھی کوئی نام ونشان ہے یا نہیں تب کوئی واقف کار ملا اور نہ قبر کا پتہ لگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسی قسم کے بدقسمت مخالفین کی نسبت فرمایا ہے:

اے کہ بپئے تکفیر ما بستہ کمر
خانہ ات ویران تو در فکر دگر

یعنی اے بدقسمت انسان جو میری تکفیر پر کمر بستہ ہے، تیرا اپنا گھر ویران ہو گیا ہے اور تجھے دوسروں کی فکر پڑی ہوئی ہے۔

کرم الدین عتاب الٰہی کی زد میں

مولوی کرم الدین ساکن بھیں ضلع جہلم نے جھوٹ اور مکروہ حرکتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قریباً چار سال تک ایک زلزلہ برپا کئے رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں پانچ مواقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا۔ میرے لئے بھی پانچ مواقع ایسے پیش آئے تھے جن میں عزت اور جان نہایت خطرہ میں پڑ گئی تھی ان میں سے دو مواقع وہ دو مقدمات تھے جو کرم دین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کئے تھے۔

بات یہ ہے کہ مولوی کرم دین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت ہی محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے آپؑ کو لکھا کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے آپ کی کتاب "اعجاز المسیح" کے جواب میں جو کتاب سیف چشتیائی کے نام سے لکھی ہے وہ دراصل محمد حسن کے نوٹس کا سرقہ ہے اور لکھا کہ اسکا نام ظاہر نہ کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا کہ گواہی کو چھپانا گناہ ہے اور آپؑ نے اسکا خط شائع کر دیا جس سے کرم دین سخت افروختہ ہوا اور اس نے اس خط کا ہی انکار کر دیا کہ وہ اسکی طرف سے ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عربی کتاب "مواہب الرحمن" میں کرم دین کو "کذاب" اور "لئیم" قرار دیا۔ انہی الفاظ کو بنیاد بناتے ہوئے مولوی کرم الدین نے آپؑ پر عدالت میں "ازالہ حیثیت عرفی" کا دعویٰ دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ تین سال تک طویل ہوتا چلا گیا۔ اب تمام تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے مولوی کرم دین کی ذلت ورسوائی ملاحظہ کیجئے۔

مولوی کرم الدین کیلئے یہ سُبکی بھی کچھ کم نہ تھی کہ عدالت عالیہ نے اسکے ساختہ پرداختہ پر خط تنسیخ کھینچ کر اسکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عائد کردہ جملہ الزامات کو ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔ تاہم وہ ذلّت جو اُسے عین عدالت کے اندر اٹھانی پڑی، وہ اس سے کہیں زیادہ تھی۔ چنانچہ اس بارے میں حضورؑ کے مخلص مرید حضرت ملک مولا بخش صاحبؓ جو اُس وقت بطور ریڈر کمرۂ عدالت میں موجود تھے، کی روئیداد پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے جو بتاتی ہے کہ عین عدالت کے اندر انگریز سیشن جج، مسٹر اے.ای. ہری (A.E.Hurry) نے مولوی کرم الدین کو کس طرح آڑے ہاتھوں لیا۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب اپیل کا دن آیا تو وہاں کسی بحث کا سوال ہی پیدا نہ ہوا۔ جج صاحب نے چھٹتے ہی مولوی کرم دین صاحب سے پوچھا کہ آپ کو یہ شکایت ہے کہ مرزا صاحب نے آپ کو جھوٹا کہا؟ انہوں نے کہا، ہاں۔ پھر ان کا بیان سن کر کہا کہ یہ سچ تھا اور جھوٹ نہیں تھا (یعنی جو کچھ حضرت اقدسؑ نے فرمایا تھا وہ بالکل سچ تھا) اب مولوی صاحب یہ تو نہ کہہ سکے کہ سچ تھا مگر کہا، نہیں حضور! یہ جھوٹ نہیں، اس کو پالیسی کہتے ہیں اور اس طرح جھوٹوں اور چوروں کو پکڑنے کو کیا جاتا ہے۔ جج صاحب نے کہا میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ کیا یہ سچ تھا؟ مولوی صاحب نے پھر کہا کہ نہ حضور! یہ جھوٹ نہیں۔ ایسا جھوٹ گورنمنٹ بھی بولتی ہے، پولوس نے بھی بولا، مسیح نے بھی بولا۔ جج نے کہا: میں یہ نہیں پوچھتا کہ کس کس نے بولا۔ سوال یہ ہے کہ خدا کے نزدیک یہ جھوٹ تھا یا سچ؟ مولوی صاحب سٹپٹائے اور جواب دینے سے پہلو بچانا چاہا۔ مگر جج نے کہا کہ آپ گواہ کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر حلفیہ بیان دیں۔ مولوی صاحب گواہ کے کٹہرے میں جانا نہیں چاہتے تھے مگر جج صاحب نے ڈانٹ کر اُنہیں وہاں جانے کیلئے کہا۔ الغرض کرہاً مولوی صاحب کٹہرہ میں گئے اور ان کو حلف دیا گیا اور وہاں انہوں نے تسلیم کیا کہ اُن کا بیان جھوٹا تھا۔ مگر کہا کہ جھوٹے کو تو عربی میں کاذب کہتے ہیں، مرزا صاحب نے مجھے کذّاب کہا ہے جس کے معنی ہیں بہت جھوٹا۔ اس پر جج نے کہا: اچھا اگر آپ کو صرف جھوٹا کہا جاتا تو آپ ناراض نہ ہوتے؟ چھوٹے اُلّو اور بڑے اُلّو میں کیا فرق ہے؟

جج صاب نے اپنے فیصلے میں لکھا:

"لفظ 'کذّاب' اور 'لئیم' جو کرم دین کی نسبت استعمال کئے گئے ہیں وہ محل پر ہیں اور کرم دین ان الفاظ کا مستحق ہے بلکہ اگر ان الفاظ سے بڑھ کر اَور سخت الفاظ کرم دین کی نسبت لکھے جاتے تب بھی وہ ان الفاظ کا مستحق تھا۔ ایسے الفاظ سے کرم دین کی کوئی ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہوئی۔"

اور آخر پر ماتحت عدالت کو اس مقدمہ کے سلسلہ میں نا اہلی اور وقت کے ضیاع کا مرتکب قرار دیتے ہوئے فاضل جج نے لکھا:

"بہت ہی افسوس ہے کہ ایسے مقدمہ میں جو کارروائی کے ابتدائی مراحل میں ہی خارج کیا جانا چاہئے تھا، اس قدر وقت ضائع کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہر دو ملزمان مرزا غلام احمد وحکیم فضل دین بری کئے جاتے ہیں۔ ان کا جرمانہ واپس دیا جائے گا۔"

مگر معلوم ہوتا ہے، خدا تعالیٰ کے مامور کی توہین کی پاداش میں مولوی کرم دین کیلئے اس سے بھی زیادہ ذلّت اور دکھ دیکھنا مقدّر تھا۔ چنانچہ وہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں مسلسل کئی قسم کے صدموں سے دو چار ہو کر بالآخر بڑی کسمپرسی کی حالت میں ہلاک ہوا۔ اسکی تفصیل یوں ہے کہ ایک تو اس نے ایک ساس اور داماد کا آپس میں نکاح پڑھ دیا۔ اسکے نتیجے میں اس کے خلاف اسکے اپنے ہی گاؤں بھیں اور اردگرد میں شور اٹھ کھڑا ہوا۔ چنانچہ ایک بہت بڑے جلسہ میں قریباً دوصد افراد نے حلفاً گواہی دی کہ مولوی کرم دین نے نفسانی لالچ میں آکر ایسا خلاف شرع اقدام کیا ہے۔ نیز اسی جلسہ میں بعض لوگوں نے یہ بھی گواہی دی کہ اس نے فلاں نکاح پر نکاح پڑھا ہے۔ اس پر اس کے خلاف ایک قرارداد پاس ہوئی جس میں اس پر "ننگ اسلام" ہونے کا فتویٰ لگایا گیا۔ یہ تو ان کے اپنے ساختہ پرداختہ کی وجہ سے ہوا۔

دوسری ذلّت کی مار اُس پر اُس کے بیٹے کی وجہ سے پڑی۔ 1941ء میں اُس کا لڑکا منظور حسین چکوال کے S.D.O کو قتل کر کے مفرور ہو گیا۔ اس پر پولیس اُس کے باپ مولوی کرم دین کو شہر بہ شہر اپنے ساتھ لئے پھرتی رہی تا کہ کسی طرح بیٹے کا سراغ مل جائے۔ اسی طرح ان کی بیوی بھی کئی دن تک پولیس کی تحویل میں رہی۔ جب اس طرح بھی منظور حسین کا کوئی سراغ نہ ملا تو مولوی کرم دین کی جائیداد بحق سرکار ضبط کر لی گئی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ منظور حسین پولیس مقابلہ میں مارا گیا ہے۔ اس طرح پر مولوی کرم دین کو بڑھاپے میں اپنے جوان بیٹے کے قتل ہو جانے کا صدمہ بھی سہنا پڑا اور ذلّت الگ اٹھانی پڑی۔ بالآخر وہ خود بھی حافظ آباد میں چھت کی منڈیر پر سے گر کر موت کا شکار ہو گیا۔ (ویب سائٹ "خادم مسرور" بحوالہ ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا، جنوری تا مارچ 2011ء)

مولوی رشید احمد گنگوھی

مولوی رشید احمد گنگوہی نے 1891ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے تحریری یا تقریری مباحثے کی ہر کوشش کو ٹھکرا دیا تھا۔ یہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے شدید ترین مخالفین کی فہرست میں سے تھا۔ اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے میں نہ صرف یہ کہا کہ "لعنت اللّٰہ علی الکاذبین" بلکہ اپنے ایک اشتہار میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نام شیطان رکھا۔ یہ مولوی صاحب سانپ کے کاٹنے کے دم کی شہرت رکھتے تھے۔ لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مباہلہ کی دعا میں یہ لکھا تھا کہ مباہلہ کی صورت میں کوئی ان میں سے اندھا ہو جائے اور کوئی مفلوج اور کوئی دیوانہ اور کسی کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے بعد مولوی رشید احمد گنگوہی پہلے اندھا ہوا پھر سانپ کے کاٹنے سے فوت ہو گیا۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 313)

مفتی غلام رسول
عرف رُسل بابا امرتسری

اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ وفاتِ مسیح کو غلط ثابت کرنے کیلئے ایک رسالہ حیات مسیح لکھا جس میں اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بہت سخت زبان استعمال کی۔ اُن دنوں طاعون ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے کہا کہ اگر بقول مرزا صاحب یہ طاعون ان کی وبا مسیح موعود کی صداقت کی نشانی ہے تو وہ اسے کیوں نہیں ہو جاتی آخر طاعون نے مولوی رسل بابا کو آن پکڑا اور وہ 8 دسمبر 1902ء کو صبح ساڑھے پانچ بجے اس دارفانی سے کوچ کر گیا۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 312 تا 313)

مولوی غلام دستگیر قصوری

یہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

کے شدید مخالفین میں شامل تھا۔ اس نے اپنی کتاب فتح رحمانی میں لکھا:

مرزا قادیانی اور اُس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو اُن کو مورد اِس آیت فرقانی کا بنا۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ ربّ العالمین انّك علی کلّ شیئٍ قدیرو بالاجابة جدیرٌ۔ آمین یعنی جو لوگ ظالم ہیں وہ جڑ سے کاٹے جائیں گے اور خدا کیلئے حمد ہے تو ہر چیز پر قادر ہے اور دعا قبول کرنے والا ہے آمین۔ اور پھر صفحہ 26 کتاب مذکور کے حاشیہ میں مولوی مذکور نے میری نسبت لکھا ہے تَبًّا لَهٗ وَلِاَتْبَاعِهٖ یعنی وہ اور اُس کے پیرو ہلاک ہوجائیں۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل سے میں اب تک زندہ ہوں اور میرے پیرو اُس زمانہ سے قریباً پچاس حصہ زیادہ ہیں اور ظاہر ہے کہ مولوی غلام دستگیر نے میرے صدق یا کذب کا فیصلہ آیت فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (الانعام 46) پر چھوڑا تھا جس کے اِس محل پر یہ معنی ہیں کہ جو ظالم ہوگا اُس کی جڑ کاٹ دی جائے گی اور یہ امر کسی اہل علم پر مخفی نہیں کہ آیت ممدوحہ بالا کا مفہوم عام ہے جس کا اُس شخص پر اثر ہوتا ہے جو ظالم ہے پس ضرور تھا کہ ظالم اُس کے اثر سے ہلاک کیا جاتا لہٰذا چونکہ غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم تھا اِس لئے اس قدر بھی اس کو مہلت نہ ملی جو اپنی اس کتاب کی اشاعت کو دیکھ لیتا اس سے پہلے ہی مر گیا اور سب کو معلوم ہے کہ وہ اِس دعا سے چند روز بعد ہی فوت ہوگیا۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 343)

مولوی محمد حسن فیضی

مدرسہ نعمانیہ (واقع شاہی مسجد لاہور) کے ایک مدرس مولوی محمد حسن فیضی نے اشتہار شائع کیا کہ وہ ''اعجاز المسیح'' کا جواب لکھنے والا ہے۔ مگر خدا کی جلالی قدرت کا کرشمہ دیکھیں کہ ابھی اس نے اس کتاب ''اعجاز المسیح'' کے حواشی پر کچھ نوٹ ہی لکھے تھے اور ایک جگہ اس نے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کے الفاظ بھی لکھ دیئے کہ خدا کے غضب کی لاٹھی اس پر چل گئی اور وہ دو ہفتوں کے اندر کسی نامعلوم بیماری کا شکار ہوکر مرگیا۔

محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ

''ایک شخص محمد بخش نام جو ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ تھا عداوت اور ایذا پر کمربستہ ہوا وہ بھی طاعون سے ہلاک ہوا۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، 71واں نشان)

چراغ دین ساکن جموں

''چراغ دین نام ساکن جموں اُٹھا جو رسول ہونے کا دعویٰ کرتا تھا جس نے میرا نام دجّال رکھا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ نے مجھے خواب میں عصا دیا ہے تا میں عیسیٰ کے عصا سے اس دجال کو ہلاک کروں سو وہ بھی میری اس پیشگوئی کے مطابق جو خاص اُسکے حق میں رسالہ دافع البلاء و معیار اهل الاصطفاء میں اُسکی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی 4/اپریل 1906ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ کہاں گیا عیسیٰ کا عصا جس کے ساتھ مجھے قتل کرتا تھا؟ اور کہاں گیا اُس کا الہام انّی لمن المرسلین؟'' (ایضاً صفحہ 236)

نور احمد موضع بھڑی چٹھہ

''منشی محبوب عالم صاحب احمدی لاہور سے لکھتے ہیں کہ ایک میرا چچا تھا جس کا نام نور احمد تھا وہ موضع بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد کا باشندہ تھا اُس نے ایک دن مجھے کہا کہ مرزا صاحب اپنی مسیحیت کے دعوے پر کیوں کوئی نشان نہیں دکھلاتے۔ میں نے کہا کہ اُن کے نشانوں میں سے ایک نشان طاعون ہے جو پیشگوئی کے بعد آئی جو دنیا کو کھاتی جاتی ہے تو اس بات پر وہ بول اُٹھا کہ طاعون ہمیں نہیں چھوئے گی بلکہ یہ طاعون مرزا صاحب کو ہی ہلاک کرنے کیلئے آئی ہے اور اس کا اثر ہم پر ہر گز نہیں ہوگا مرزا صاحب پر ہی ہوگا اسی قدر گفتگو پر بات ختم ہوگئی۔ جب میں لاہور پہنچا تو ایک ہفتہ کے بعد مجھے خبر ملی کہ چچا نور احمد طاعون سے مر گئے اور اس گاؤں کے بہت سے لوگ اس گفتگو کے گواہ ہیں اور یہ ایسا واقعہ ہے کہ چھپ نہیں سکتا۔'' (ایضاً صفحہ 237)

مولوی زین العابدین

''میاں معراج الدین صاحب لاہور سے لکھتے ہیں کہ مولوی زین العابدین جو مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کردہ تھا اور مولوی غلام رسول قلعہ والے کے رشتہ داروں میں سے تھا اور دینی تعلیم سے فارغ التحصیل تھا اور انجمن حمایت اسلام لاہور کا ایک مقرب مدرس تھا اُس نے حضور کے صدق کے بارہ میں مولوی محمد علی سیالکوٹی سے کشمیری بازار میں ایک دوکان پر کھڑے ہوکر مباہلہ کیا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد بمرض طاعون مرگیا اور نہ صرف وہ بلکہ اُس کی بیوی بھی طاعون سے مر گئی اور اُس کا داماد بھی جو محکمہ اکاؤنٹنٹ جنرل میں ملازم تھا طاعون سے مرگیا۔ اِسی طرح اُس کے گھر کے سترہ آدمی مباہلہ کے بعد طاعون سے ہلاک ہوگئے۔ یہ عجیب بات ہے کیا کوئی اِس بھید کو سمجھ سکتا ہے کہ ان لوگوں کے خیال میں کاذب اور مفتری اور دجّال تو میں ٹھہرا مگر مباہلہ کے وقت میں یہی لوگ مرتے ہیں کیا نعوذ باللہ خدا سے بھی کوئی غلط فہمی ہوجاتی ہے؟ ایسے نیک لوگوں پر کیوں یہ قہر الٰہی نازل ہے جو موت بھی ہوتی ہے اور پھر ذلّت اور رسوائی بھی۔'' (ایضاً صفحہ 237)

کریم بخش لاہور

''میاں معراج دین لکھتے ہیں کہ ایسا ہی کریم بخش نام لاہور میں ایک ٹھیکہ دار تھا وہ سخت بے ادبی اور گستاخی حضورؑ کے حق میں کرتا تھا اور اکثر کرتا ہی رہتا تھا۔ میں نے کئی دفعہ اُس کو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر جوانی کی عمر میں ہی شکار موت ہوا۔'' (ایضاً صفحہ 238)

حافظ سلطان سیالکوٹی

سیّد حامد شاہ صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ حافظ سلطان سیالکوٹی حضور کا سخت مخالف تھا یہ وہی شخص تھا جس نے ارادہ کیا تھا کہ سیالکوٹ میں آپ کی سواری گذرنے پر آپ پر راکھ ڈالے آخر وہ سخت طاعون سے اسی 1906ء میں ہلاک ہوا اور اُسکے گھر کے نو 9 یا دس 10 آدمی بھی طاعون سے ہلاک ہوئے۔'' (ایضاً صفحہ 238)

حکیم محمد شفیع سیالکوٹی

''ایسا ہی شہر سیالکوٹ میں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حکیم محمد شفیع جو بیعت کرکے مرتد ہوگیا تھا جس نے مدرسۃ القرآن کی بنیاد ڈالی تھی آپ کا سخت مخالف تھا یہ بدقسمت اپنی اغراض نفسانی کی وجہ سے بیعت پر قائم نہ رہ سکا اور سیالکوٹ کے محلہ لوہاراں کے لوگ جو سخت مخالف تھے عداوت اور مخالفت میں اُن کا شریک ہوگیا۔ آخر وہ بھی طاعون کا شکار ہوا اور اُس کی بیوی اور اُس کی والدہ اور اُس کا بھائی سب یکے بعد دیگرے طاعون سے مرے اور اُس کے مدرسہ کو جو لوگ امداد دیتے تھے وہ بھی ہلاک ہوگئے۔'' (ایضاً)

مرزا سردار بیگ سیالکوٹی

''ایسا ہی مرزا سردار بیگ سیالکوٹی جو اپنی گندہ زبانی اور شوخی میں بہت بڑھ گیا تھا اور ہر وقت استہزا اور ٹھٹھا اس کا کام تھا اور ہر ایک بات طنز اور شوخی سے کرتا تھا وہ بھی سخت طاعون میں گرفتار ہوکر ہلاک ہوا اور ایک دن اُس نے شوخی سے جماعت احمدیہ کے ایک فرد کو کہا کہ کیوں طاعون طاعون کرتے ہو ہم تو تب جانیں کہ ہمیں طاعون ہو پس اس سے دو دن بعد طاعون سے مرگیا۔'' (ایضاً)

مولوی شاہ دین لدھیانوی
مولوی عبد العزیز
مولوی محمد
مولوی عبد اللہ لودھانوی

''بعض دیوانہ ہوکر مر گئے جیسا کہ مولوی شاہ دین لدھیانوی اور مولوی عبد العزیز اور مولوی محمد اور مولوی عبد اللہ لودھانوی جو اوّل درجہ کے مخالف تھے تینوں فوت ہوگئے۔ ایسا ہی عبد الرحمن محی الدین لکھوکے والے اپنے اس الہام کے بعد کہ کاذب پر خدا کا عذاب نازل ہوگا فوت ہوگئے۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، 72واں نشان)

مولوی عبد اللہ غزنوی

مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک ہوا۔ (92واں نشان)

شیخ المشائخ
مولوی نذیر حسین دہلوی

''ایک پیشگوئی اخبار الحکم اور البدر میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے کہ تخرج الصدور الی القبور۔ اس کے معنوں کی تفہیم خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ہوئی تھی کہ پنجاب کے صدر نشین مولوی جو اپنی اپنی جگہ مفتی سمجھے جاتے ہیں جو ماتحت مولویوں کے استاد اور شیخ ہیں وہ بعد اس الہام کے قبروں کی طرف انتقال کریں گے سو بعد اس کے تمام مولویوں کے شیخ المشائخ مولوی نذیر حسین دہلوی اس دنیا کو چھوڑ گئے وہی میری نسبت سب سے پہلے فتویٰ دینے والے تھے جنہوں نے میرے کُفر کا فتویٰ دیا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے اُستاد تھے اور انہوں نے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے استفتاء پر یہ کلمات میری نسبت لکھے تھے کہ ایسا شخص ضال مضل اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ایسے لوگوں کو مسلمانوں کی قبروں میں دفن نہیں کرنا چاہئے۔ اور اس مولوی نے یہ فتوے دیکر تمام پنجاب میں آگ لگا دی تھی اور لوگ اس قدر ڈر گئے

تھے کہ ہم سے مصافحہ کرنے سے بھی بیزار ہو گئے تھے کہ شاید اس قدر تعلق سے بھی ہم کافر ہو جائیں گے۔'' (حقیقۃ الوحی: نشان نمبر 97)

میر عباس علی لدھیانوی

''لودہانہ میں ایک صاحب میر عباس علی نام تھے جو بیعت کرنے والوں میں داخل تھے ...... بعد اس کے جب وہ زمانہ آیا کہ میں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ دعویٰ اُن کو ناگوار گذرا......مُرتد ہونے کے بعد ایک دن وہ لدھیانہ میں پیر افتخار احمد صاحب کے مکان پر مجھے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کا اور ہمارا اس طرح پر مقابلہ ہو سکتا ہے کہ ایک حجرہ میں ہم دونوں بند کئے جائیں اور دس دن تک بند رہیں پھر جو جھوٹا ہوگا مر جائے گا میں نے کہا میر صاحب ایسی خلاف شرع آزمائشوں کی کیا ضرورت ہے کسی نبی نے خدا کی آزمائش نہیں کی مگر مجھے اور آپ کو خدا دیکھ رہا ہے وہ قادر ہے کہ بطور خود جھوٹے کو سچے کے روبرو ہلاک کردے......پھر اُسی سال میں وہ فوت ہو گئے اور کسی حجرہ میں بند کئے جانے کی ضرورت نہ رہی۔'' (حقیقۃ الوحی: نشان نمبر 126)

مولوی اسمٰعیل علی گڑھی

''مولوی اسمٰعیل باشندۂ خاص علی گڑھ وہ شخص تھا جو سب سے پہلا عداوت پر کمربستہ ہوا ...... چنانچہ قریباً ایک برس اس مباہلہ پر گذرا ہوگا کہ وہ یک دفعہ کسی ناگہانی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا اور اُس نے اپنی کتاب میں جو میرے مقابل پر اور میرے ردّ میں شائع کی تھی یہ لکھا تھا کہ جآء الحقّ وزھق الباطل۔ پس خدا نے لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ حق کون سا ہے جو قائم رہا اور باطل کون سا تھا جو بھاگ گیا۔'' (حقیقۃ الوحی، نشان نمبر 144)

مولوی محی الدین لکھوکے والا

''مولوی محی الدین لکھوکے والے کا الہام لوگوں کو یاد ہوگا جنہوں نے مجھے کافر ٹھہرایا اور فرعون سے تشبیہ دی اور میرے پر عذاب نازل ہونے کی نسبت الہام شائع کئے آخر آپ ہی ہلاک ہو گئے۔''
(حقیقۃ الوحی، نشان نمبر 152)

پیر مہر علی شاہ گولڑی

''پیر مہر علی شاہ گولڑی نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں مجھے چور کہا تھا یعنی اُس کے خیال میں مَیں نے دوسروں کی کتابوں کا مضمون چُرا کر لکھا ہے اِس افترا کی خدا نے اُس کو یہ سزا دی کہ عدالت میں کرم دین کے مقدمہ میں وہ خود محمد حسن بھیں کے نوٹوں کا چور ثابت ہوا چنانچہ عدالت میں اِس بارہ میں حلفی شہادتیں گذر گئیں تب اس پر بھی الہام اِنّی مُھِینٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ پورا ہو کر خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہوا۔'' (حقیقۃ الوحی، نشان نمبر 154)

سعد اللہ لدھیانوی

ہندوؤں میں سے مسلمان ہونے والے سکول ٹیچر سعد اللہ لدھیانوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک کتاب ''شہاب ثاقب بر مسیح کاذب'' کے عنوان سے لکھی جس میں یاوہ گوئی اور دشنام طرازی سے کام لیتے ہوئے آپؑ کو کذّاب اور مفتری قرار دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ (یعنی حضرت اقدس علیہ السلام) ذلّت کی مَوت مرے گا نعوذ باللہ اور اس کی جماعت متفرق اور منتشر ہو جائے گی، وغیرہ۔ اُس کی بدزبانی اس قدر بڑھتی چلی گئی کہ حضورؑ کو بالآخر اس کیلئے بددعا کرنی پڑی۔ چنانچہ سعد اللہ کی نسبت الہام ہوا اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر اسکے علاوہ حضورؑ نے یہ بھی پیشگوئی فرمائی کہ وہ نامرادی اور ذلّت کے ساتھ میرے رُوبرو مرے گا۔ پھر سعد اللہ کی ذلّت کی موت کی پیشگوئی کو اپنی صداقت کا معیار قرار دیتے ہوئے اسے ایک مباہلہ قرار دیا کہ جس کے نتیجہ میں صادق کی زندگی میں ہی جھوٹے کی مَوت ہو جائے گی بلکہ ایک شعر میں یہ اشارہ بھی کر دیا کہ اُسکی موت نمونیہ پلیگ سے ہوگی جس سے پھیپھڑے میں شگاف ہو جائے گا۔ چنانچہ سعد اللہ اس پیشگوئی کے بارہ سال بعد جنوری 1907ء میں نمونیہ پلیگ سے بیمار ہو کر ہلاک ہو گیا۔
(حقیقۃ الوحی، نشان نمبر 167)

فقیر مرزا
موضع دوالمیال پنڈ دادن خان

فقیر مرزا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہلاکت کی پیشگوئی کی۔ اس وقت کے گھر میں چار آدمی تھے ایک ملہم دوسری ملہم کی بیوی تیسری لڑکی چوتھی لڑکے کی زوجہ پہلے ملہم کی بیوی کا طاعون سے انتقال ہو گیا پھر خود فقیر صاحب 5 یا 6/رمضان 1322ھ کی شام کو سخت طاعون میں مبتلا ہو گئے ساتھ ہی زبان بند ہو گئی شدت ورم اور حبسِ دم کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے آخر پورے ایک سال کے بعد جس روز پیشگوئی کی گئی تھی یعنی 7/رمضان 1322ھ کو ہلاک ہو گیا دولڑکیاں جو پیچھے رہ گئی تھیں وہ بھی تھوڑے دنوں کے بعد سخت بیمار ہو گئیں...... مرزا دوالمیالی کے گھر کا سلسلہ تباہ ہو گیا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 384)

عبد القادر ساکن طالب پور پنڈوری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ایک شخص عبد القادر نام ساکن طالب پور پنڈوری ضلع گورداسپور میں رہتا تھا اور طبیب کے نام سے مشہور تھا اس کو مجھ سے سخت عناد اور بغض تھا اور ہمیشہ مجھے گندی گالیاں دیتا تھا پھر جب اس کی گندہ زبانی انتہا تک پہنچ گئی تب اُس نے مباہلہ کے طور پر ایک نظم لکھی......

یا الٰہی جلد تر انصاف کر
جھوٹ کا دنیا سے مطلع صاف کر

......مصنّف نے جناب الٰہی میں دعا کی تھی کہ وہ انصاف کرے اور جھوٹ کا مطلع صاف کرے ایسا ہی خدا نے جلد تر انصاف کر دیا اور ان شعروں کے لکھنے کے چندروز بعد یعنی بعد تصنیف ان شعروں کے وہ شخص یعنی عبد القادر طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ مجھے اُسکے ایک شاگرد کے ذریعہ سے یہ دستخطی تحریر اس کی مل گئی اور نہ وہ صرف اکیلا طاعون سے ہلاک ہوا بلکہ اور بھی اس کے بعض عزیز طاعون سے مر گئے ایک داماد بھی مر گیا۔ پس اس طرح پر اسکے شعر کے مطابق جھوٹ کا مطلع صاف ہو گیا۔''
(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 482)

محمد جان المعروف
مولوی محمد ابو الحسن

''اس شخص کا نام محمد جان ہے المعروف مولوی محمد ابو الحسن مؤلف شرح صحیح بخاری المعروف بہ فیض الباری ساکن بیچ گرائیں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ اِس ضلع میں یہ ایک مشہور مولوی تھا وہ اپنی کتاب بجلی آسمانی کے صفحہ نمبر 3 سطر 17 اور سطر 18 کے شعر میں لکھتا ہے کہ میں دعا کرتا ہوں کہ مرزا کی خدا بیخ کنی کرے اور اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے اور وہ مر جائے...... ابھی اس بدقسمت مولوی نے دوسرا حصہ اپنی کتاب بجلی آسمانی کا تیار نہیں کیا تھا کہ طاعون کی بجلی اُس پر پڑ گئی۔ انیس دن تک نہایت جان کندنی کی حالت میں رہا آخر بڑے دُکھ کے بعد جان دی۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 598)

ذوالفقار علی بھٹو

حضرت مسیح موعودؑ کو ملنے والی کچھ ایسی پیشگوئیاں بھی تھیں جن کے پورا ہونے کا تعلق مستقبل سے تھا۔ مثلاً کتاب ''ازالہ اوہام'' میں تحریر فرمایا کہ: ایک شخص کی موت کی نسبت خدائے تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ یعنی وہ کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا جو 52 سال پر دلالت کر رہے ہیں۔ یعنی اس کی عمر 52 سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ جب 52 سال کے اندر قدم دھرے گا تب اس سال کے اندر اندر راہی ملک بقا ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1956ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''مَیں ایسے شخص کو جسے خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہو جائے گا تو ......اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔'' (خلافت حقہ اسلامیہ) چنانچہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ جب خلیفۃ المسیح الثالث منتخب ہوئے تو معاندین احمدیت نے عام ہجوم اور جتھوں سے اُوپر اُٹھ کر منتخب حکومت کو احمدیت کی مخالفت پر انگیخت کیا۔ المختصر یہ کہ نوّے سالہ مسئلے کو حل کرنے کا کریڈٹ لینے والا خود اپنی ہی قوم کے ہاتھوں بدکار اور قاتل قرار دے کر 5/اپریل 1979ء کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا جب کہ اُس نے 52 سال کی عمر میں قدم ابھی رکھا ہی تھا۔

جنرل ضیاء الحق کا انجام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے 1897ء کے فیصلہ کن مباہلہ کے چیلنج کے مقابلے پر اگرچہ کوئی مولوی کھڑا نہ ہوا۔ تاہم آسمانی سزاؤں کے وارد ہونے کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ جلد یا بدیر بہت سے علماء ہلاک ہوتے چلے گئے۔ کسی نے اشارۃً بھی چیلنج کیا تو وہ سزا سے بچ نہ سکا۔ عصر حاضر میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک ہونے والے شدید دشمن احمدیت کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس مباہلے کا چیلنج آپؒ نے اُس وقت دیا تھا جب ضیاء الحق

کی ڈکٹیٹرانہ اور آمرانہ حکومت قائم تھی۔ 26 اپریل 1984ء کو جنرل ضیاالحق نے بدنامِ زمانہ امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے احمدیوں کی مذہبی آزادی پر حملہ کیا اور ان پر بعض پابندیاں عائد کر دیں۔ اس قانون کے تحت کلمہ پڑھنے، اذان دینے، مسجد کو مسجد کہنا قابلِ تعزیر جرائم ٹھہرائے گئے۔ احمدیوں کیلئے خود کو مسلمان ظاہر کرنے پر قید کی سزا مقرر کی گئی اور بعض القابات کا استعمال کو قابلِ تعزیر بنا دیا گیا۔ اس قانون کے ذریعہ احمدیوں کی مذہبی آزادی کاری ضرب لگائی گئی تھی۔ قانون کی زد براہِ راست ہر احمدی پر پڑتی تھی۔ جب یہ صورت حال اپنی انتہا کو پہنچ گئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 10 جون 1988ء کے خطبہ جمعہ میں ائمۃ المکفرین، مکذبین اور معاندین کو مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے اعلان فرمایا:

’’پس اب ظلم کی اس انتہا کے بعد باوجود اسکے کہ بار بار اس قوم کو ہر رنگ میں سمجھانے کی کوشش کی اب میں مجبور ہو گیا ہوں کہ مکفرین اور مکذبین اور ان کے سربراہوں اور ان کے ائمہ کو قرآن کریم کے الفاظ میں مباہلہ کا چیلنج دوں...... مجھے خدا کی غیرت سے، اس کی حمیت سے توقع ہے کہ وہ ان کے خلاف اور جماعت احمدیہ کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے حق میں عظیم الشان نشان دکھائے گا۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جون 1988ء، مطبوعہ خطبات طاہر، جلد 7، صفحہ 410 تا 420)

مباہلے کے اعلان کے بعد سب کی نظریں جنرل ضیاء الحق کے انجام کی طرف بھی تھیں کیونکہ وہی مکفرین اور مکذبین احمدیت کا امیر تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں یکم جولائی 1988ء کے خطبہ جمعہ میں واضح طور پر اعلان فرمایا:

’’جہاں تک صدر پاکستان ضیاء صاحب کا تعلق ہے...... ہم انتظار کرتے ہیں کہ خدا کی تقدیر دیکھیں کیا ظاہر کرے لیکن چیلنج قبول کریں یا نہ کریں چونکہ تمام ائمۃ المکفرین کے امام ہیں اور تمام اذیت دینے والوں میں سب سے زیادہ ذمہ داری اس ایک شخص پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے معصوم احمدیوں پر ظلم کئے ہیں۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مورخہ 12 اگست 1988ء کے خطبہ جمعہ میں اپنی ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ شخص اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے۔ آپؒ نے فرمایا یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سزا ایک قسم کا مقدر بن گئی ہے۔ چنانچہ اس خطبہ کے پانچویں روز 17 اگست 1988ء کو جنرل ضیاء الحق امریکی ساخت کے مضبوط ترین ہوائی جہاز C130 کے ذریعہ بہاولپور فوجی اڈے سے واپس آتے ہوئے ایک فضائی حادثہ میں 28 اعلیٰ فوجی افسران کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔ اُس کی لاش ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جل کر بکھر گئی۔ اور ائمۃ المکفرین کا امام عبرت کا نشان بن گیا۔

افغانستان کی بدامنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اے کابل کی زمین! تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین! تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 74)

افغانستان کی تاریخ شاہد ناطق ہے کہ اُس وقت سے لے کر آج تک کبھی افغانستان میں امن قائم نہ رہا اور آئے دن فتنے وفساد برپا ہوتے ہیں۔ خبروں کے مطابق امریکہ کے ذریعہ لڑی گئی افغان جنگ میں 20 برس کے دوران 2 لاکھ 41 ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ پس جب تک افغانستان کے حکام و عوام امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں نہیں آئیں گے وہاں قیام امن ناممکن ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

دشمنان احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار
اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاّب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

......☆......☆......☆......

اتمامِ حجت

خدا رُسوا کرے گا تم کو مَیں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنے والی ہے

پاکیزہ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نِشاں کو دیکھ کر اِنکار کب تک پیش جائے گا
ارے اِک اور جھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے

یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چُھپاتا ہے
تِری اِک روز اے گستاخ! شامت آنے والی ہے

ترے مکروں سے اَے جاہل! مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو مَیں کہتا ہوں
کہ عزّت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تُو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اِک دن ندامت آنے والی ہے

خدا رُسوا کرے گا تم کو مَیں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنے والی ہے

خدا ظاہر کرے گا اِک نشاں پُر رُعب و پُر ہَیبت
دِلوں میں اِس نِشاں سے استقامت آنے والی ہے

خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
مری خاطر خدا سے یہ علامت آنے والی ہے

......☆......☆......☆......

توبہ سے عذاب ٹل جاتا ہے

پاکیزہ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کیا تضرّع اور توبہ سے نہیں ٹلتا عذاب
کس کی یہ تعلیم ہے دِکھلاؤ تم مجھ کو شتاب

اَے عزیزو! اِس قدر کیوں ہو گئے تم بے حیا
کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوفِ خدا

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 1

تھا۔ خوشی کرو اور اُچھلو کہ یہ اسلام کے اقبال کے دِن ہیں۔ (تریاق القلوب رُخ جلد 15، صفحہ 371)

اہل مکہ فوج درفوج احمدیت میں داخل ہوجائیں گے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اور اہل مکہ میں ایک جوش پیدا ہوا ہے جو ان خبروں کی تصدیق کرتا ہے اور مَیں نے ایک خط میں پڑھا ہے کہ وہ خسوف اور کسوف کے سخت انتظار کررہے ہیں اور اس کی ایسی انتظار کررہے ہیں جیسا کہ ہلال عید کی انتظار ہوتی ہے اور مکہ میں کوئی ایسا گھر باقی نہیں رہا جس گھر کے باشندے سوتے جاگتے یہی ذکر نہ کرتے ہوں سو یہ اس خدا کی طرف سے تحریک ہے جس نے ان نوروں کا پھیلنا ارادہ فرمایا ہے اور **مَیں دیکھتا ہوں کہ اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج درفوج داخل ہو جائینگے** اور یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی آنکھوں میں عجیب۔

(نُورالحق اَلْحِصَّةُ الثَّانِيَةُ، رُوحانی خزائن جلد 8، صفحہ 197)

وہ تمام بیج جو مسیح موعود نے بویا دنیا میں پھیل جائے گا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اور مسیح موعود صرف اس جنگ روحانی کی تحریک کے لئے آیا۔ ضرور نہیں کہ اُس کے روبروہی اس کی تکمیل بھی ہو بلکہ یہ تخم جو زمین میں بویا گیا آہستہ آہستہ نشوونما پائے گا یہاں تک کہ خدا کے پاک وعدوں کے موافق ایک دن یہ ایک بڑا درخت ہوجائے گا اور تمام سچائی کے بھوکے اور پیاسے اس کے سایہ کے نیچے آرام کریں گے......مگر یہ سب کچھ جیسا کہ سنّت اللہ ہے تدریجاً ہوگا......یہی خدا تعالیٰ کی قدیم سنّت ہے اور الٰہی سنتوں میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ پس ایسا آدمی سخت جاہل ہوگا کہ جو مسیح موعود کی وفات کے وقت اعتراض کرے کہ وہ کیا کر گیا۔ کیونکہ اگرچہ یکدفعہ نہیں مگر انجام کار وہ تمام بیج جو مسیح موعود نے بویا تدریجی طور پر بڑھنا شروع کرے گا اور دلوں کو اپنی طرف کھینچے گا یہاں تک کہ ایک دائرہ کی طرح دنیا میں پھیل جائے گا۔ (ایام الصلح رُوحانی خزائن جلد 14، صفحہ 295)

خدا اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اے تمام لوگوسُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین وآسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

(تذکرۃ الشہادتین رُوحانی خزائن جلد 20، صفحہ 66)

یہ سلسلہ زور سے بڑھیگا اور پھولیگا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہوجاویگا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا مُنہ بند کردیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہوجاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھادے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور **خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔**

سوا ے سننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔ مَیں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا اور مَیں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہئے تھا اور میں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شاملِ حال ہوا۔ پس اُس خدائے قادر اور کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مُشتِ خاک کو اس نے باوجود ان تمام بے ہنریوں کے قبول کیا۔ (تجلیات الٰہیہ رُوحانی خزائن جلد 20، صفحہ 409)

قادیان چمک کر دکھلادے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب دافع البلاء میں فرمایا کہ طاعون دُنیا میں اس لئے آئی ہے کہ مسیح موعود کا نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اس کو دُکھ دیا گیا، اس کے قتل کے منصوبے کئے گئے، اس کا نام کافر اور دجال رکھا گیا اور یہ اسی صورت میں دُور ہوگی جب لوگ خدا کے فرستادہ مسیح موعود کو قبول کرلیں گے اور شرارت اور ایذا رسانی سے باز آجائیں گے۔ **اور جب تک طاعون رہے گی قادیان طاعون کی خوفناک تباہی سے محفوظ رہے گا۔**

- اس کے بالمقابل مسلمانوں نے طاعون کے دُور کرنے کے لئے یہ تجویز بتائی کہ تمام فرقے میدانوں میں جمع ہوکر دعا کریں اور ایک ہی تاریخ میں اکٹھے ہوکر نماز پڑھیں۔
- عیسائیوں نے کہا کہ کوئی تدبیر کافی نہیں بجز اس کے کہ حضرت مسیح کو خدا مان لیں اور ان کے کفارہ پر ایمان لے آویں۔
- ہندوؤں نے کہا کہ یہ بلائے طاعون وید کے ترک کرنے کی وجہ سے ہے تمام فرقوں کو چاہئے کہ ویدوں کی ست وِدیا پر ایمان لاویں اور تمام نبیوں کو نعوذ باللہ مفتری قرار دے دیں اس تدبیر سے طاعون دُور ہوجائے گی۔
- اور اخبار عام میں سناتن دھرم والوں کی طرف سے یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ اگر گورنمنٹ یہ قانون پاس کردے کہ اس ملک میں گائے ہرگز ذبح نہ کی جائے تو پھر دیکھئے کہ طاعون کس طرح دفع ہوجاتی ہے۔ اور اسی جگہ لکھا ہے کہ ایک گائے کو یہ بولتے سنا گیا وہ کہتی تھی کہ میری وجہ سے طاعون اس ملک میں آئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب خیالات بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں۔ **میری سچائی کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ نے سبقت کرکے قادیان کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے** اب ان کو بھی اپنے اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہئے۔ آریوں کو چاہئے کہ بنارس کی نسبت جو وید کے درس کا اصل مقام ہے ایک پیشگوئی کردیں کہ اُن کا پرمیشر بنارس کو طاعون سے بچالے گا۔ اور سناتن دھرم والوں کو چاہئے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیں بہت ہوں مثلاً امرتسر کی نسبت پیشگوئی کردیں کہ وہ گؤوں کے معجزہ سے محفوظ رہے گا۔ عیسائی کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کردیں کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور ان کی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کردیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور نذیر حسین اور محمد حسین دلّی کی نسبت پیشگوئی کردیں۔ اس کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

”اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے مُلہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چُپ رہے تو ثابت ہوجائے گا کہ یہ سب لوگ جُھوٹے ہیں اور **ایک دن آنے والا ہے جو قادیاں سُورج کی طرح چمک کر دکھلادے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔**“ (دافع البلاء رُوحانی خزائن جلد 18، صفحہ 231)

تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایشیا اور یورپ اور امریکہ میں جماعت کی ترقی اور اس کے پھیلنے کے متعلق پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ملائکہ اور روح القدس کا تنزّل یعنی آسمان سے اُترنا اُسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلامِ الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے روح القدس خاص طور اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں......وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا

اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔ (فتح اسلام، جلد 3، صفحہ 12، 13 حاشیہ)

بہت سے لوگ مشرق اور مغرب سے آئینگے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اَے نفسانی مولویو! اور خشک زاہدو! تم پر افسوس کہ تم آسمانی دروازوں کا کھلنا چاہتے ہی نہیں بلکہ چاہتے ہو کہ ہمیشہ بند ہی رہیں...... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایک کافر کا مومن ہو جانا تمہارے ایمان لانے سے زیادہ تر آسان ہے **بہت سے لوگ مشرق اور مغرب سے آئیں گے اور اس خوانِ نعمت سے حصہ لیں گے** لیکن تم اسی زنگ کی حالت میں ہی مرو گے کاش تم نے کچھ سوچا ہوتا۔

(ازالہ اوہام حصہ اوّل رُوحانی خزائن جلد 3 صفحہ 105)

عیسائی جلد سچے خدا کو پہچان لیں گے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

وہ دن آتے ہیں کہ عیسائیوں کے سعادت مند لڑکے سچے خدا کو پہچان لیں گے اور پرانے بچھڑے ہوئے وحدہ لاشریک کو روتے ہوئے آملیں گے۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ وہ روح کہتی ہے جو میرے اندر ہے جس قدر کوئی سچائی سے لڑسکتا ہے لڑے جس قدر کوئی مکر کرسکتا ہے کرے بیشک کرے۔ لیکن آخر ایسا ہی ہوگا۔ یہ سہل بات ہے کہ زمین و آسمان مبدّل ہو جائیں یہ آسان ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں لیکن یہ وعدے مبدّل نہیں ہوں گے۔

(سراج منیر رُوحانی خزائن جلد 12 صفحہ 66)

یورپ اور امریکہ کے لوگ
ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے طیاری کر رہے ہیں

کئی خط امریکہ انگلینڈ روس وغیرہ ممالک سے متواتر آرہے ہیں اور وہ تمام خطوط متعصب منکروں کے منہ بند کرنے کے لئے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ ایک بھی ضائع نہیں کیا گیا اور دن بدن اِن ممالک میں ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنے کیلئے قدرتی طور پر ایک جوش پیدا ہو رہا ہے اور تعجب ہے کہ وہ خود بخود ہمارے سلسلہ سے مطلع ہوتے جاتے ہیں اور خدائے کریم و رحیم و حکیم ان کے دلوں میں ایک اُنس اور محبت اور حسن ظن پیدا کرتا جاتا ہے **اور صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے طیاری کر رہے ہیں** اور وہ اس سلسلہ کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک سخت پیاسا یا سخت بھوکا جو شدت بھوک اور پیاس سے مرنے پر ہو اور یکدفعہ اُس کو پانی اور کھانا مل جائے، اسی طرح وہ اس سلسلہ کے ظہور سے خوشی ظاہر کرتے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم رُوحانی خزائن جلد 21 صفحہ 107)

پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کیساتھ رجوع ہوگا

ہندو مذہب کے اسلام کی طرف رجوع کے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

مجھ سے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ **پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔** ابھی وہ بچے ہیں اُنہیں معلوم نہیں کہ ایک ہستی قادر مطلق موجود ہے۔ مگر وہ وقت آتا ہے کہ ان کی آنکھیں کھلیں گی اور زندہ خدا کو اُس کے عجائب کاموں کے ساتھ بجز اسلام کے اور کسی جگہ نہیں پائیں گے۔

(تریاق القلوب رُوحانی خزائن جلد 15 صفحہ 471)

ہندو اسلام کی ڈیوڑھی کے قریب آ گئے ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ہندوؤں کا وہ پہلا طریق ہمیں بہت مایوس کرنے والا تھا جو اپنے دلوں میں وہ لوگ اس طرز کو زیادہ پسند کے لائق سمجھتے تھے کہ مسلمانوں سے کوئی مذہبی بات چیت نہیں کرنی چاہئے اور ہاں میں ہاں ملا کر گزارہ کر لینا چاہئے لیکن اب وہ مقابلہ پر آ کر اور میدان میں کھڑے ہو کر ہمارے تیز ہتھیاروں کے نیچے آ پڑے ہیں اور اس صید قریب کی طرح ہو گئے ہیں جسکا ایک ہی ضرب سے کام تمام ہو سکتا ہے اُنکی آہوانہ سرکشی سے ڈرنا نہیں چاہئے دشمن نہیں ہیں وہ تو ہمارے شکار ہیں عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم نظر اُٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندو دکھائی دے مگر ان پڑھوں لکھوں میں سے ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہیں دے گا سو تم اُن کے جوشوں سے گھبرا کر نومیدمت ہو کیونکہ **وہ اندر ہی اندر اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور اسلام کی ڈیوڑھی کے قریب آ پہنچے ہیں۔**

(ازالہ اوہام رُوحانی خزائن جلد 3 صفحہ 118)

ایک گروہ تو مسلمانوں میں سے ہوگا اور دوسرا گروہ ہندوؤں میں سے یا یورپ کے عیسائیوں میں سے یا امریکہ کے عیسائیوں میں سے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

دوسری پیشگوئی انگریزی زبان میں ہے اور میں اس زبان سے واقف نہیں۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے جو اِس زبان میں وحی الٰہی نازل ہوئی۔ ترجمہ یہ ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں تمہیں ایک بڑا گروہ اسلام کا دوں گا۔ ایک گروہ تو اُن میں سے پہلے مسلمانوں میں سے ہوگا اور دوسرا گروہ اُن لوگوں میں سے ہوگا جو دوسری قوموں میں سے ہوں گے یعنی ہندوؤں میں سے یا یورپ کے عیسائیوں میں سے یا امریکہ کے عیسائیوں میں سے یا کسی اور قوم میں سے چنانچہ ہندو مذہب کے گروہ میں سے بہت سے لوگ مشرف با سلام ہو کر ہمارے سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم رُوحانی خزائن جلد 21 صفحہ 105)

پیشگوئی "و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد" میں محمدیاں سے کیا مُراد ہے؟

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

مجھ کو خدائے عزّوجل مذکورہ بالا وحی میں مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو خوشی اور نشاط کی چال سے زمین پر چل کہ اب تیرا وقت نزدیک آ گیا اور محمدیوں کا پاؤں ایک بہت بلند اور محکم منار پر پڑ گیا۔ محمدیوں کے لفظ سے مراد اس سلسلہ کے مسلمان ہیں۔ ورنہ بموجب خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے دوسرے فرقے جو مسلمان کہلاتے ہیں روز بروز تنزل پذیر ہوں گے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم رُوحانی خزائن جلد 21 صفحہ 94)

روحانی زندگی کے ڈھونڈنیوالے بجز اس سلسلہ کے کسی جگہ آرام نہ پائینگے
خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ بڑے بڑے مفسد اور سرکش تجھے شناخت کر لینگے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک پیشگوئی کی تشریح میں جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو یوسف قرار دیا ہے فرماتے ہیں :

خدا تعالیٰ مجھے یوسف قرار دے کر یہ اشارہ فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی میں ایسا ہی کروں گا۔ اسلام اور غیر اسلام میں روحانی غذا کا قحط ڈال دوں گا اور روحانی زندگی کے ڈھونڈنے والے بجز اس سلسلہ کے کسی جگہ آرام نہ پائیں گے اور ہر ایک فرقہ سے آسمانی برکتیں چھین لی جائیں گی اور اسی

بندہ درگاہ پر جو بول رہا ہے ہر ایک نشان کا انعام ہوگا پس وہ لوگ جو اس روحانی موت سے بچنا چاہیں گے وہ اسی بندۂ حضرت عالی کی طرف رجوع کریں گے اور یوسف کی طرح یہ عزت مجھے اسی توہین کے عوض دی جائے گی بلکہ دی گئی جس توہین کو ان دنوں میں ناقص العقل لوگوں نے کمال تک پہنچایا ہے۔ اور گو میں زمین کی سلطنت کے لئے نہیں آیا مگر میرے لئے آسمان پر سلطنت ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی اور مجھے خدا نے اطلاع دی ہے کہ آخر بڑے بڑے مفسد اور سرکش تجھے شناخت کرلیں گے جیسا کہ فرماتا ہے یَخِرُّوْنَ عَلَی الْاَذْقَانِ سُجَّدًا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم رُوحانی خزائن جلد 21 صفحہ 103)

"تمام دُنیا اپنی سچائی کے تحت اَقدام دیکھتا ہوں"

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور **جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں** کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دُنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں۔

(ازالہ اوہام رُوحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

میرا خدا ایک دن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوا
اُس نے اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دُنیا کو میری طرف جھکا دیا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب سلسلہ الہامات کا شروع ہوا تو اُس زمانہ میں مَیں جوان تھا اب میں بوڑھا ہوا اور ستر سال کے قریب عمر پہنچ گئی اور اُس زمانہ پر قریباً پینتیس سال گزر گئے مگر میرا خدا ایک دن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوا۔ اُس نے اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دُنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ میں مفلس نادار تھا اُس نے لاکھوں روپے مجھے عطا کئے اور ایک زمانہ دراز فتوحات مالی سے پہلے مجھے خبر دی اور ہر ایک مباہلہ میں مجھ کو فتح دی اور صدہا میری دعائیں منظور کیں اور مجھ کو وہ نعمتیں دیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔ پس کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس قدر فضل اور احسان ایک شخص پر کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اُس پر افترا کرتا ہے جبکہ مَیں میرے مخالفوں کی رائے میں تیس بتیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہوں اور ہر روز رات کو اپنی طرف سے ایک کلام بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور پھر اس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ معاملہ ہے کہ وہ جو اپنے زعم میں مومن کہلاتے ہیں اُن پر مجھے فتح دیتا ہے اور مباہلہ کے وقت میں اُنکو میرے مقابل پر ہلاک کرتا ہے یا ذلّت کی مار سے پامال کر دیتا ہے **اور اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دُنیا کو میری طرف کھینچ رہا ہے اور ہزاروں نشان دکھلاتا ہے اور اس قدر ہر ایک میدان میں اور ہر ایک پہلو سے اور ہر ایک مصیبت کے وقت میں میری مدد کرتا ہے کہ جبتک اُسکی نظر میں کوئی صادق نہ ہو ایسی مدد اسکی وہ کبھی نہیں کرتا اور نہ ایسے نشان اُس کیلئے ظاہر کرتا ہے۔**

(تتمہ حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 461)

گمنامی اور تنہائی کی حالت میں نصرت اور اقبال کی پیشگوئی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ایسے زمانے میں جبکہ ایک شخص گمنامی کی حالت میں پڑا ہے اور تنہا اور بے کس ہے اور کوئی ایسی علامت موجود نہیں ہے کہ وہ لاکھوں انسانوں کا سردار بنایا جائے اور نہ کوئی یہ علامت موجود ہے کہ لوگ ہزار ہا روپے اس کی خدمت میں پیش کریں۔ پھر ایسی حالت میں ایسے شخص کی نسبت اس قدر اقبال اور نصرت الٰہی کی پیشگوئی اگر صرف عقل اور اٹکل کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے تو منکر کو چاہئے کہ نام لے کر اس کی نظیر پیش کرے۔ بالخصوص جبکہ ان دونوں پیشگوئیوں کو اُس تیسری پیشگوئی کے ساتھ ہی رکھا جائے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ بہت کوشش کریں گے کہ یہ پیشگوئیاں پوری نہ ہوں لیکن خدا پوری کرے گا تو بالضرورت ان تینوں پیشگوئیوں کو یکجائی نظر کے ساتھ دیکھنے سے ماننا پڑے گا کہ یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ انسان تو یہ بھی دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اتنی مدّت تک زندہ بھی رہ سکے۔

(لیکچر لاہور رُوحانی خزائن جلد 20 صفحہ 192)

میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں
اور میں اُسکے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں

مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا۔ جب کہ میں ایسا ہوں تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اُس پاک رسول کا جس کی غلامی کی طرف میں منسوب کیا گیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اِس جگہ کوئی حسد اور رشک پیش نہیں جاتا خدا جو چاہے کرے جو اس کے ارادہ کی مخالفت کرتا ہے وہ صرف اپنے مقاصد میں نامراد ہی نہیں بلکہ مرکر جہنم کی راہ لیتا ہے ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے عاجز مخلوق کو خدا بنایا۔ ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اسکے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔

(کشتی نوح رُوحانی خزائن جلد 19 صفحہ 60)

ہر ایک مخالف مرے گا مگر
حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا
یہ بھی میری پیشگوئی ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے سے تو ہاتھ دھو بیٹھنا چاہئے ہر ایک مخالف یقین رکھے کہ اپنے وقت پر وہ جان کندن کی حالت تک پہنچے گا اور مرے گا مگر حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ یہ بھی میری پیشگوئی ہے جس کی سچائی کا ہر ایک مخالف اپنے مرنے کے وقت گواہ ہوگا۔ جس قدر مولوی اور مُلّاں ہیں اور ہر ایک اہل عناد جو میرے مخالف کچھ لکھتا ہے وہ سب یاد رکھیں کہ اس اُمید سے وہ نامراد مریں گے کہ حضرت عیسیٰ کو وہ آسمان سے اُترتے دیکھ لیں۔ وہ ہرگز اُن کو اُترتے نہیں دیکھیں گے یہاں تک کہ بیمار ہو کر غرغرہ کی حالت تک پہنچ جائیں گے اور نہایت تلخی سے اِس دنیا کو چھوڑیں گے۔ کیا یہ پیشگوئی نہیں؟ کیا وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ پوری نہیں ہوگی؟ ضرور پوری ہوگی پھر اگر اُن کی اولاد ہوگی تو وہ بھی یاد رکھیں کہ اسی طرح وہ بھی نامراد مریں گے اور کوئی شخص آسمان سے نہیں اُترے گا۔ اور پھر اگر اولاد کی اولاد ہوگی تو وہ بھی اس نامرادی سے حصہ لیں گے اور کوئی اِن میں سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم رُوحانی خزائن جلد 21 صفحہ 369)

اولاد کی اولاد مرے گی
اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا

نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اُترے اور فرشتے بھی اُس کے ساتھ ہوں اُس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔

(تذکرۃ الشہادتین رُوحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67)

چھوٹے بڑے کئے جائیں گے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

بیعت کے معنے بیچ دینے کے ہیں۔ پس جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں بلکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز اُن میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مُردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔ **کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس مقام خوف ہے۔**

(براہین احمدیہ حصہ پنجم رُوحانی خزائن جلد 21 صفحہ 114)

یہ اینٹ جس پر پڑے گی اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی

مجھے عین چودہویں صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودہویں صدی کے سر پر آیا تھا مَسِيحُ الْإِسْلَام کر کے بھیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکھلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہیں کہ اُن کا مقابلہ کرے اور خدا کا مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کر سکے یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کی طرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہے گا وہ توڑ نہیں سکے گا مگر یہ اینٹ جب اُس پر پڑے گی تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی کیونکہ اینٹ خدا کی اور ہاتھ خدا کا ہے۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 54)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری وتبشیری پیشگوئیاں، ایک وسیع عنوان ہے۔ ہم نے جماعت کی ترقی سے متعلق چند ایک پیشگوئیوں اور ایمان افروز ارشادات کا ذکر کیا ہے اور آخر پر کچھ متفرق پیشگوئیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام احمدیت کے غلبہ کے دن جلد لائے اور دُنیا کو زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور اپنے دوست احباب کو بھی اسکے پڑھنے کی ترغیب دیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار بدر کے خصوصی شمارہ دسمبر 2014 کے لئے اپنا پیغام ارسال کرتے ہوئے فرمایا :

’’یہ بات بدر کے ادارہ اور قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اخبار احباب جماعت کی روحانی اصلاح اور ترقی کیلئے جاری کیا گیا تھا اور ہمارے بزرگوں نے باوجود نامساعد حالات کے پوری جانفشانی سے اسے ہمیشہ جاری رکھنے کی سعی کی اور ان کی دعاؤں اور پاک کوششوں کی برکت سے ہی آج تک یہ جاری ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اسے پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں کو بالخصوص اور باقی دُنیا میں بسنے والے احمدیوں کو بالعموم اس کے مطالعہ کی اور اس سے وابستہ برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔‘‘

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس نہایت اہم اور بصیرت افروز ارشاد کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ ہر گھر میں اخبار بدر کے مطالعہ کو یقینی بنایا جانا بہت ضروری ہے۔ اخبار بدر میں قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے علاوہ حضور انور کے خطبات جمعہ، خطابات، نیز حضور انور کے مختلف ممالک کے بابرکت دوروں کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز رپورٹیں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں جس کا مطالعہ ہر احمدی کیلئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت سے اب یہ اخبار اردو کے علاوہ ہندی، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم، اُڑیہ، کنڑ زبانوں میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ جن احمدی دوستوں نے اب تک اخبار بدر اپنے نام جاری نہیں کروایا ہے، ان سے درخواست ہے کہ اخبار بدر اپنے نام جاری کروا کر خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی اس کے مطالعہ کا موقع فراہم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیّدنا حضرت امیر المومنین کے ارشادات پر من وعن ان کی حقیقی روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اخبار بدر کے وقت پر نہ پہنچنے نیز چندہ جات کی ادائیگی یا کسی بھی طرح کی معلومات کیلئے دفتر مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر سے رابطہ کریں۔ جزاکم اللہ (مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر قادیان)
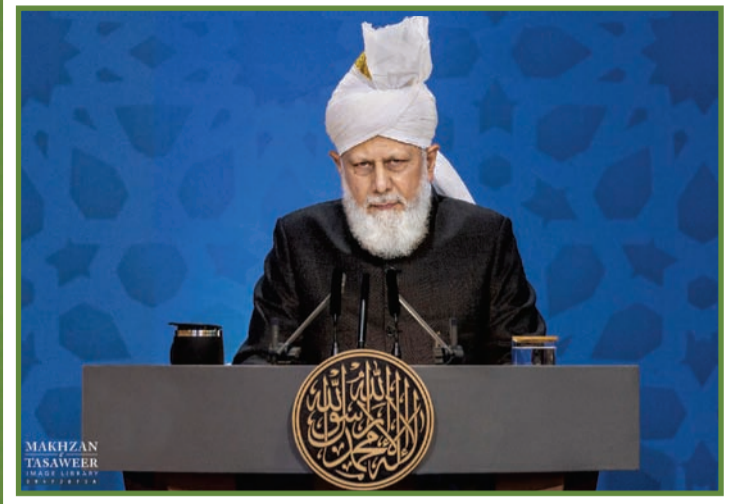
حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء کے موقع پر لندن سے اختتامی خطاب فرماتے ہوئے

جامعہ احمدیہ قادیان کے طلباء کی اپنے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے آن لائن ملاقات

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ بھارت کی حضور انور سے آن لائن ملاقات

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بھارت کی حضور انور سے ورچوئل ملاقات

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile : +91 82830 58886
E-mail : badrqadian@rediffmail.com
Website : akhbarbadrqadian.in
: www.alislam.org/badr

Registered with the registrar of the newspapers for India at No. RN 61/57

Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA
Vol. 70 Thursday 23 - 30 - December - 2021 Issue. 51 - 52

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
SUBSCRIPTION
ANNUAL: Rs.800/-
By Air : 50 Pounds or
: 80 U.S $ or
: 60 Euro

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ کے وعدے اور آپ علیہ السلام کی امتیازی خصوصیات

دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اِس سلسلہ کی دُنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا
اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا
یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اُس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

نہ معلوم کہ میری تکذیب کیلئے اِس قدر کیوں مصیبتیں اٹھا رہے ہیں اگر آسمان کے نیچے میری طرح کوئی اور بھی تائید یافتہ ہے اور میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے کا مکذب ہے تو کیوں وہ میرے مقابل پر میدان میں نہیں آتا؟ عورتوں کی طرح باتیں بنانا یہ طریق کس کو نہیں آتا۔ ہمیشہ بے شرم منکر ایسا ہی کرتے رہے ہیں لیکن جبکہ میں میدان میں کھڑا ہوں اور تیس ہزار کے قریب عقلاء اور علماء اور فقراء اور فہیم انسانوں کی جماعت میرے ساتھ ہے اور بارش کی طرح آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں تو کیا صرف مُنہ کی پھُونکوں سے یہ الٰہی سلسلہ برباد ہو سکتا ہے؟ کبھی برباد نہیں ہوگا، وہی برباد ہوں گے جو خدا کے انتظام کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔ (۱) خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں (۲) خدا نے مجھے قرآن کی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے (۳) خدا نے میری دُعاؤں میں سب سے بڑھ کر قبولیت رکھی ہے (۴) خدا نے مجھے آسمان سے نشان دیئے ہیں (۵) خدا نے مجھے زمین سے نشان دیئے ہیں (۶) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا (۷) خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرے پَیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہیں گے اور دنیا میں اکثر وہ اور اُن کی نسل بڑی بڑی عزّتیں پائیں گے تا اُن پر ثابت ہو کہ جو خدا کی طرف آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اٹھاتا (۸) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع ہو جائے میں تیری برکات ظاہر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے (۹) خدا نے آج سے بیس برس پہلے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرا انکار کیا جائے گا اور لوگ تجھے قبول نہیں کریں گے پر مَیں تجھے قبول کروں گا اور بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کر دوں گا (۱۰) اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں مَیں رُوح القدس کی برکات پھُونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا اور مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَا ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔ وَتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اِس سلسلہ کی دُنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اُس خدا کی وحی ہے جسکے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 181)

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India Editor:Mansoor Ahmad

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:۔نگران بدر بورڈ قادیان